

قہر آسمانی

مصنفہ



مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی

جملہ حقوق بحق دار المصنفین، مکتبہ پاسبان الہ آباد محفوظ ہیں

برادر مخلص حضرت محمد عارف صاحب
رضوی کی خدمت میں بطور ہدیہ
بہ خلوص



قہر آسمانی
بر
فتنۂ حقانی

جلد اوّل

یعنی

شریعت یا جہالت کی علمی خیانتوں کا آپریشن
اور گوناگوں معلومات کا ایک بیش بہا ذخیرہ

مؤلفہ

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، مدیر پاسبان و
مہتمم دار العلوم غریب نواز و بانی سُنّی تبلیغی جماعت

زیر اہتمام — ! دار المصنفین الہ آباد

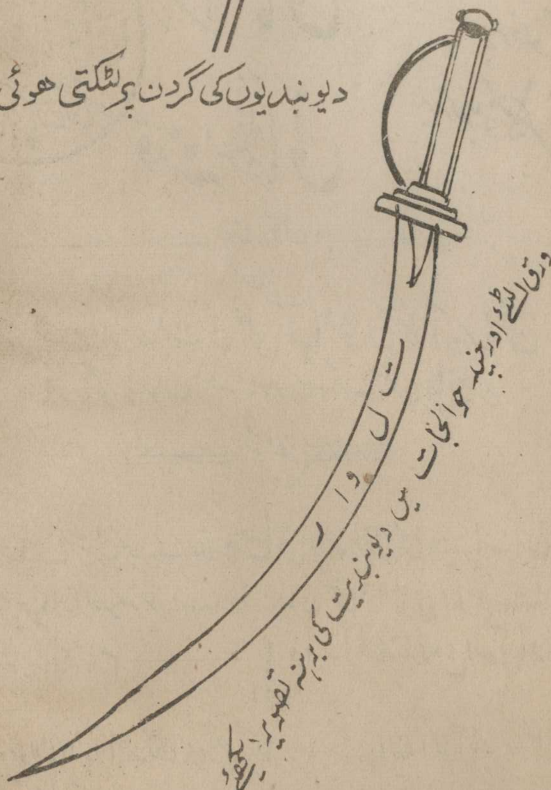
ناشر

(مولانا) انوار احمد نظامی منیجر مکتبۂ پاسبان الہ آباد ۳

بار اوّل دو ہزار — قیمت چھ روپے

قہر آسمانی

دیوبندیوں کی گردن پر لٹکتی ہوئی



تلوار ہے!

نذرِ عقیدت

شہیر عرب و عجم، عارف حق، ولی کامل، فقیہ عصر، استاذ الاساتذہ بحر العلوم، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، جامع منقولات و معقولات شیخ الاسلام والمسلمین مصنف تصانیف کثیرہ، آبروئے سنیت تاجدار ملت، آیۃ من آیات اللہ. مترجم قرآن شارح احادیث کثیرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلحضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں یہ نذر ہے ا

زچشمم آستیں بردار گوہر را تماشہ کن

مُشتاق احمد نظامی

۲۵ رشوال المکرم ۱۳۹۵ھ
۳۱ راکتوبر ۱۹۷۵ء

انتساب

تلاش حق کی راہ میں چلنے والے وہ عوام جو رہزن و رہنما کا فرق سمجھے بغیر غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے ہیں! قہر آسمانی انھیں سادہ لوح عوام کی تاریک راہوں کا اجالا ہے۔

میں اپنے انھیں عوام کی طرف اس حقیر خدمت کو منسوب کرتا ہوں۔

خداوندا یہ ترے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

مشتاق احمد نظامی
۲۵ر شوال المکرم ۹۵ھ
۳۱ر اکتوبر ۱۹۷۵ء

استاذ گرامی حضرت علامہ نظامی کی بارگاہ میں خراج عقیدت

نوٹ :- قہر آسمانی کا فارم مرتب ہو چکا تھا اب صرف پریس کے حوالے کرنا تھا اسی اثناء میں برادرم مولانا ضیاء جالوی نے یہ کہا کہ "شریعت یا جہالت" میں پالن صاحب کی تاریخ زندگی ہے جب یہ کتاب اس کی رد میں ہے تو مناسب ہوگا کہ علامہ نظامی کے مختصر حالات زندگی اس میں آجائیں ویسے تو مولانا کی زندگی مستقل ایک تاریخ ہے لیکن ضیاء صاحب کی خوشنودی کی خاطر اور ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے قلم برداشتہ چند سطریں ہدیۂ ناظرین ہیں اور اسے میں اپنی سعادت بھی تصور کرتا ہوں۔

انوار احمد نظامی

استاذ گرامی خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی کا آبائی وطن موضع سرائے اغنی ہے جو ضلع الہ آباد کی مشہور تحصیل پھولپور کا ایک مردم خیز علاقہ ہے جہاں اب بھی آپ کا پختہ مکان آم کا باغ اور آراضی ہے۔ لیکن اب مستقل سکونت شہر الہ آباد محلہ دائرہ شاہ اجمل ہے یہاں بھی آپ کا ذو قطعہ ذاتی مکان ہے۔ جس زمین پر اہلسنت کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم غریب نواز کی فلک بوس عمارت کھڑی ہے وہ زمین بھی آپ ہی کی تھی قرآن شریف اور اردو کی مروج تعلیم کے بعد آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ جو ایک درویش صفت بزرگ تھے جن کا پختہ مزار اینٹ کی چہار دیواری میں عارف حق قاضی صدر الدین عرف گھاسی بابا

علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کے متصل ہے" نے سلطان الہند خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں علامہ نظامی کی حاضری دلائی اور علوم غربیہ کی تحصیل کے لیے آستانۂ خواجہ پر منت مانی گئی۔ رجب میں حاضری دلانے کے بعد شوال میں حضور مجاہد ملت کی خدمت میں سپرد کر دیا گیا، سارٹیفکٹ کے اعتبار سے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۵ اراگست ۱۹۲۱ء ہے لیکن اغلب یہ ہے کہ تاریخ پیدائش ۱۹۲۲ء ہے آپ کا نام مشتاق احمد ہے۔ لیکن شمس العلماء حضرت مولانا نظام الدین صاحب جو منقولات و معقولات کے ایک ممتاز و منفرد شہرۂ آفاق عالم ہیں کے شرف تلمذ کی بنیاد پر نظامی کی نسبت پسند فرمائی۔ اس طرح سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی انتساب کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ سرائے غنی ملک زادوں کی آبادی ہے۔ سرائے غنی اور آس پاس کے دیگر مواضعات میں ملک برادری کے زمیندارانہ اور رؤسا آباد ہیں۔ ملک زادہ ہونے کے اعتبار سے آپ کا خاندانی پیشہ زمینداری ہے ۱۹۴۷ء کے بعد زمینداری تو جاتی رہی لیکن رگوں میں جو خون ہے اس میں زمیندارانہ خو بو ہے۔ متواضع اور منکسر ہونے کے باوجود مزاج میں غایت درجہ خود داری ہے۔

ملک برادری سے متعلق مولانا سید مناظر احسن گیلانی کی چند سطریں ملاحظہ کیجیے اس سے اندازہ ہوگا کہ ملک برادری کا دینی و دنیاوی اعتبار سے کتنا وزن ہے۔ حوالہ

"یہ ملا محب اللہ جو اپنی نسبت بہاری سے ظاہر ہے کہ بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا آزاد نے سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ کڑا نامی گاؤں جو محب علی پور پرگنہ سے صوبہ بہار میں تعلق رکھتا ہے پیدا ہوئے اور بہار کی ایک شریف قوم ملک جس کی اس زمانہ میں بھی اس صوبہ میں معقول تعداد ہے اور دین و دنیوی ہر حیثیت سے مسلمانوں میں امتیاز رکھتی ہے نہ صرف قدیم بلکہ جدید تعلیم یافتوں کا ایک بڑا طبقہ بہار میں ملک ہی قوم سے تعلق رکھتا ہے اپنی کتاب سُلّم و مُسَلَّم جو بقول مولانا شبلی، درس نظامیہ کے نصف نصاب کو اپنے نیچے تقریباً دو سو سال اس نے دبائے رکھا۔ قاضی، حمد اللہ، ملا حسن، ملا مبین شرح سلم، بحر العلوم یہ نظامیہ درس کی مشہور کتابیں مُسَلَّم ہی سے تعلق رکھتی ہیں (دیکھئے مقالات

شبلی درس نظامیہ۔ لیکن بظاہر اسی چیز نے "ملک ملا محب اللہ مرحوم کو محسود اقران بنا دیا
یوں تو اپنے زمانہ میں دنیاوی حیثیت سے ترقی کی اس آخری نقطہ پر پہونچ کر، جسے جو ملاگیری
کے پیشہ کرنے والوں کی معراج کمال تھا یعنی شاہ عالم ابن اورنگ زیب نے بر سر حکومت آنے
کے بعد بقول مولانا آزاد صدارت مجموعہ ممالک ہندوستان' کے منصب جلیل پر سرفراز کیا جو
ہندوستان میں شیخ الاسلامی کے عہدہ کے مرادف تھا۔ یوں بھی وہ کبھی اودھ "لکھنؤ" اور
دکن میں حیدرآباد کے قاضی رہے آخر میں اورنگ زیب نے اپنے پوتے رفیع القدر کی
اقلیم کے لیے تمام عالم گوہر کابل کے ساتھ کابل بھیجا۔ انھا اس لیے اُس زمانہ کے مسلمانوں کی
اولوالعزمیوں کا پتہ چلتا ہے۔ الخ "ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت
جلد اول ۲۴۳/۲۴۵ ایسے ہی ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین علیہ الرحمۃ بھی جو اعلیٰ حضرت
سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و ممتاز شاگرد ہونے کے
علاوہ شارح بخاری بھی ہیں وہ بھی ملک ہی قوم کے ایک ممتاز فرد ہیں اسی لئے انھیں
ملک العلماء کا خطاب دیا گیا۔ حضرت ملک العلماء نے "سوانح اعلیٰحضرت' میں ملک قوم کا شجرہ
نسب بھی قلم بند فرمایا ہے۔ جب کبھی علامہ نظامی کی مفصل تاریخ لکھوں گا تو اس میں یہ تفصیلات
آئیں گی —— مدرسہ سبحانیہ جو کسی وقت نہ صرف الہ آباد بلکہ صوبہ کا ایک مرکزی علمی
ادارہ تھا اسی دینی درسگاہ میں استاذ الاساتذہ بحر العلوم امام النحویین حضور مجاہد ملت
کے زیر نگرانی استاذ گرامی حضرت علامہ نظامی صاحب کی نشو و نما ہوئی۔ فارسی کے ابتدائی اسباق
مولوی رحمت اللہ کے سپرد کئے گئے لیکن جب آپ پر اس کی ذہابیت آشکارا ہوئی تو حضور
مجاہد ملت کے ایماء پر حضرت مولانا الحاج قاری عبد الرب صاحب ازہری مرادآبادی کے یہاں
اپنے اسباق منتقل کر دئیے۔
ہدایۃ النحو تک آپکی تعلیم حضرت مولانا عبد الرب صاحب کے پاس ہوئی اس کے بعد امام
النحو حضرت مولانا سید عبد القدوس بھدرکی سے آپ نے گرامر کی تعلیم مکمل کی۔ شرح جامی کے
بعد آپ کے جملہ اسباق شمس العلماء حضرت مولانا محمد نظام الدین قبلہ سے متعلق ہو گئے۔

اس اثناء میں قصیدہ بردہ شریف کنز الدقائق اور شرح جامی کے کچھ اسباق حضور مجاہد ملت کے پاس ہوتے۔ ابھی درس نظامیہ کی تحصیل کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ۱۹۴۱ء میں الہ آباد بورڈ سے آپ نے عالم کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن سے کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں منشی کا امتحان دیا اور ۱۹۴۶ء میں فاضل ادب اور اردو اعلیٰ قابل کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی ۱۹۴۷ء میں کامل کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور درس نظامی کی سند فراغت بھی حاصل کی۔

درس عالیہ کی تعلیم میں مولانا عبد القدوس بہاری، مولانا محمد عمر الہ آبادی سے آپ نے دیوان متنبی، ہدایہ کتاب البیوع، نہایۃ الایجاز، امام رازی، دیوان حماسہ سبعہ معلقہ، علم العروض والقوافی، قصیدہ رنات الطرب وغیرہ پڑھی۔

طب کی تعلیم آپ نے مولانا حکیم محمد احسن بہاری سے حاصل کی موجز، قانونچہ، شرح اسباب، نفیسی یہ طب کی معرکۃ الاراد کتابیں ہیں یہ ساری کتابیں آپ کے زیر درس رہ چکی ہیں۔

۱۹۴۶ء میں جب کہ آپ کی فراغت بھی نہیں ہوئی تھی آپ الہ آباد کی قدیم درسگاہ مدرسہ مصباح العلوم میں مدرس بھی رہے۔ مولوی، عالم، کی کتابیں آپ نے پڑھائیں الہ آباد کی مرکزی درسگاہ دار العلوم جامعہ حبیبیہ میں ایک سال کے لگ بھگ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے کتابیں زیادہ ہونے کی وجہ سے مولانا حافظ قاری نعمت اللہ غازی پوری ثم الہ آبادی و مولانا عبد الحمید مراد آبادی کو مشکوٰۃ شریف و تفسیر جلالین گھر پر پڑھاتے۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ فاروقیہ بنارس میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے چند مہینوں کے بعد مدرسہ سبحانیہ کے اراکین کے اصرار پر آپ مدرسہ سبحانیہ چلے آئے۔ اور تین برس سے کچھ زائد تدریسی خدمات انجام دیتے رہے مولانا نور الدین نظامی شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ رامپور عالی مرتبت جناب محمد ابوذر صاحب والی انسپکٹر مدارس عربیہ وفارسیہ اترپردیش اور میری کتابیں استاذ گرامی حضرت علامہ نظامی ہی کے پاس ہوتی

رہیں۔ شرح جامی، قطبی، نور الانوار، ہدایہ وغیرہ کے بعد ہمارے اسباق شمس العلماء حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب قبلہ وغیرہ کی طرف منتقل ہو گئے اور اب علامہ نظامی صاحب تحریری پروگرام سے متعلق ہو چکے تھے۔ اور وہ بستر جو ہمیشہ کھلا رہتا اب ہمیشہ بندھا رہتا۔ اب زندگی صبح کہیں شام کہیں والی ہو گئی تھی۔ اسی بنیاد پر آپ نے مدرسہ سبحانیہ سے استعفیٰ دے دیا۔ ویسے تو ۱۹۴۶ء ہی سے جلسوں میں آپ کی شرکت ہونے لگی تھی، لیکن اب تدریجاً پروگرام کی ہماہمی میں پڑھانے کی فرصت کہاں تھی۔ اسی اثنا میں آپ نے ماہنامہ پاسبان کا اجرا کیا کچھ دنوں بعد الہ آباد سے اس کا مرکزی آفس بمبئی منتقل کر دیا گیا۔ ایک عرصہ دراز تک ماہنامہ پاسبان سنیت کی زمین پر بادل بنکر چھایا رہا جب تک علامہ نظامی کا قلمی تعاون پاسبان کو حاصل رہا اس کا ہر شمارہ علم و ادب و تاریخ کی دستاویز ہوتا۔

سب سے پہلے آپ نے اعلیٰحضرت کو امام احمد رضا لکھا اس پر میرے بھائی مولانا اقبال احمد ماہنامہ نوری کرن، بریلی نے تنقیدی مقالہ لکھا کہ آپنے تو اعلیٰحضرت کو مسجد کا امام بنا دیا۔ اگلے شمارہ میں علامہ نظامی نے اس کا سنجیدہ و مدلل جواب دیا کہ امام مسجد کے علاوہ امام رازی و امام غزالی پر بھی نظر کیجئے۔ چنانچہ اس کو اتنی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی کہ امام احمد رضا نام کی کتاب بھی چھپ گئی۔ ایسے ہی ہم سب کے آقائے نعمت حضور مجاہد ملت کو پاسبان ہی میں مجاہد ملت لکھا گیا جس کی حیثیت قریب قریب علم کی ہو گئی ہے۔ چنانچہ علامہ نظامی دو مجاہد[1] نام کی ایک کتاب بھی لکھنے والے تھے جس کا تذکرہ خون کے آنسو جلد اول ص۳ پر ہے۔ ماہنامہ پاسبان نے مجدد نمبر و امام احمد رضا نمبر بھی شائع کئے۔ یہ نمبر اگلے صحافیوں کے لئے مشعل راہ ہو گا!

مجدد نمبر میں علامہ نظامی کا اداریہ اتنا مقبول ہوا کہ متعدد مصنفین نے اُسے

---

[1] جس سے مراد علامہ فضل حق خیرآبادی و مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ ہیں۔

من وعن شائع کیا۔ علامہ نظامی صاحب حسب ذیل کتابوں کے مصنف و مرتب بھی ہیں۔ جو کتابیں عوام سے خراج عقیدت حاصل کر چکی ہیں۔

خون کے آنسو جلد اول جلد دوم۔ یہ علامہ نظامی صاحب کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جس سے ایوان دیوبندیت میں زلزلہ آگیا۔

جماعت اسلامی کا شیش محل۔ جماعت اسلامی کے رد میں ایک الجھی ہوئی علمی ہلولتی کتاب ہے۔

انکشافات۔ سنیوں کے ہاتھ میں ایک برہنہ تلوار ہے۔

ہند کے راجہ۔ یہ کتاب حضور خواجۂ خواجگان کی بارگاہ میں نذر عقیدت ہے اس کا مطالعہ آپ کو اجمیر پہونچا دے گا۔

مجرم کون ہے؟۔ یہ کتاب علامہ نظامی صاحب کی جرأت وہمت کی آئینہ دار ہے سوال کے پردے میں اصل مجرم کا چہرہ بے نقاب کر دیا ہے۔

کربلا کا مسافر۔ خلافت معاویہ و یزید جیسی رسوا زمانہ کتاب کا علمی اور سنجیدہ جواب ہے۔

دیندار کے بے نقاب چہرے۔ صدیق دیندار حیدر آبادی کے خانہ ساز دھرم کی یہ کتاب برہنہ تصویر ہے۔

نسیم رحمت ۴ حصے۔ مکاتیب اسلامیہ کا بہترین نصاب تعلیم ہے سوال وجواب کی شکل میں جو اسلامیات و دینیات پر مشتمل ہے۔

فردوس ادب ۴ حصے۔ یہ بھی مکاتب اسلامیہ کا نصاب تعلیم ہے۔

منارہ ہدایت۔ شریعت یا جہالت کی قابل مواخذہ عبارات کا علمی تجزیہ ہے۔

تنویر الایمان فی فضائل شعبان۔ فضائل شعبان سے متعلق احادیث کا مجموعہ ہے۔

قہر آسمانی۔ آپ کے زیر مطالعہ ہے اس کے متعلق وقت سے پہلے لکھنا کچھ مناسب نہیں ناظرین کا جو فیصلہ ہوگا آئندہ وہی لکھا جائے گا۔

وہابیوں دیوبندیوں کی پہچان۔ یہ ایک کتابچہ ہے جس میں علماء دیوبند کی معتمد دستند

کتابوں کے حوالے جات سے ان کی کفریات اور گندہ عقائد کو عوام کے کورٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے ڈھول کا پول۔ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ تقلید شخصی، دیوبند کی خانہ تلاشی، دیوبند کا نیا دین، علامہ نظامی کی یہ پانچوں کتابیں زیر ترتیب ہیں، انشاء المولیٰ تعالیٰ امسال کے اندر یہ تمام کتابیں منظر عام پر آجائیں گی۔

علامہ نظامی اگر فن خطابت کے شہسوار اور میدان صحافت کے تاجدار ہیں تو رزمگاہ مناظرہ میں بادلوں کی گھن گرج اور بجلیوں کی تڑپ ہیں۔ متعدد مناظروں میں آپ نے شرکت کی اور جس سے بھی پنجہ آزمائی کی اس کی کلائی توڑ دی۔

ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ استاد گرامی حضرت علامہ نظامی ایک کامیاب مقرر، مدرس، مصنف، مناظر ہونے کے ساتھ اعلیٰ سطح کے مفکر بھی ہیں آل انڈیا تبلیغ سیرت جب قائم ہوئی اور آپ اس کے جوائنٹ سکریٹری منتخب ہوئے اور اس کے ساتھ جو آپ کی قربانیاں ہیں وہ فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ میں آپ ارگنائزر سکریٹری منتخب ہوئے۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء میں جنرل سکریٹری منتخب کئے گئے۔ اور اس وقت آپ عارضی صدارت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنی نشستوں میں فرماتے ہیں کہ سنی جمعیۃ العلماء کسی کی جاگیر و میراث نہیں اسے جماعت کے معتمد اور فعال و متحرک افراد کو سونپ دیا جائے۔ میں خرابی صحت کے باعث اس بوجھ کو اٹھا نہیں سکتا۔ جماعتی امور میں جو آپ کی ذہنی و فکری پختگی و اصابت رائے ہے اس کا اعتراف سبھی کو ہے۔

دارالعلوم غریب نواز علامہ نظامی صاحب کا علمی یادگار ہے بہت سے ادارے جو نصف صدی کی کوششوں کے باوجود نہ کرسکے سات آٹھ برس کی قلیل مدت میں اس سے کہیں زیادہ کرکے دکھایا۔ اس وقت رضا لائبریری، ادارہ تحقیقات، اور دارالمصنفین کا باضابطہ قیام آپ کی کوششوں کے اصل نشانے پر ہے۔ رضا لائبریری کا کام ہو رہا ہے۔ اس کے ارد گرد کمروں کو ادارہ تحقیقات کے کام میں لے لیا جائے گا۔ البتہ دارالمصنفین کے لئے ایک علیحدہ عمارت چاہیے۔ علامہ نظامی صاحب سنی تبلیغی جماعت کے موسس و بانی ہونے کے لحاظ سے اور نام نہاد تبلیغی جماعت نے گمراہی کا جو جال

پھیلا رکھا ہے اس کے پیش نظر ملک گیر پیمانے پر دورہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ سنیوں کی منتشر طاقت
کو ایک مرکز پر سمیٹ دیا جائے۔ سنی تبلیغی جماعت کانپور، حیدر آباد وغیرہ میں خاطر خواہ کام کر رہی
ہے آپ ہی کی ایک آواز پر تاجدار پریس خرید کر نصب کر دیا گیا جس کا پرمیشن ......
غریب نواز پریس کے نام حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی تمام تر آمدنی علامہ نظامی نے دارالعلوم
غریب نواز کے نام کر دیا ہے آپ کا کہنا ہے کہ پریس مجھے قوم نے دیا ہے اور دارالعلوم غریب نواز
جو ایک قومی امانت ہے میں اس کا امین ہوں اس لئے اس کی آمدنی کا حقدار مجھ سے زیادہ
دارالعلوم غریب نواز ہے۔ دارالعلوم کے ساتھ اس کو ان کے ایثار و اخلاص کے سوا اور کیا
کہا جا سکتا ہے —— مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت علامہ نظامی کا حاصل زندگی
ہے۔ صلح کلیت مداہنت انھیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ مسلم پرسنل لا کانفرنس منعقدہ بمبئی و
الہ آباد میں آپ کی شرکت کے لئے جان توڑ کوشش کی گئی ہر چند کہ جزوی طور پر مقصدیت کا
اشتراک ہے لیکن آپ نے عملاً اشتراک و تعاون کو گوارا نہ کیا تاکہ عوام کہیں کسی غلط فہمی میں
مبتلا نہ ہو جائیں اور اسلاف کی سیسہ پگھلائی دیوار میں شگاف نہ آجائے۔ سیاسی امور میں فکری
توانائیوں اور بالغ نگاہی کے باوجود سیاست حاضرہ کو اپنا موضوع نہیں بناتے فرماتے ہیں
اندیشہ اس کا ہے ع "ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد" سلامتی اسی میں ہے کہ دامن کو
گندہ سیاست سے غبار آلود نہ کیا جائے۔ سیاسی امور کو سنبھالنے والے تو بہت ہیں قوم کی گالیاں
اور کلیجہ پہ پتھر کھا کر دین کی حفاظت کرنے والے بھی کچھ ہونے چاہئیں۔ گویا جگر کی زبان میں
یہ کہا جا سکتا ہے

اس کا جو کام ہے ارباب سیاست جانیں —— مرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے

آپ کو جماعتی و سیاسی انداز فکر سمجھنا ہے تو کانپور کی کانفرنس کا خطبہ صدارت
ملاحظہ فرمایئے جس کا ایک ایک نقطہ علامہ نظامی صاحب کا ہے لیکن طبعی طور پر وہ اس میدان
میں قدم رکھنا نہیں چاہتے کسی سے ملنا یا کسی سے کٹ جانا یہ صرف مسلک و عقیدہ کے
اتحاد و عدم اشتراک پر موقوف ہے میں۔ پچیس برس کی قربت میں یہ دیکھا جو علامہ نظامی صاحب

سے قریب ہوا پھر وہ قریب سے قریب تر ہو گیا بس خال خال ایسے ہی افراد اس سے مستثنیٰ کئے جا سکتے ہیں جن میں، خود طبعی رعونت یا خشونت ہو پھر ایسے لوگوں کو علامہ نظامی صاحب اپنے تلوے کی دھول بھی نہیں بنانا چاہتے وہ اصحاب ثروت کے اخلاق اخلاص اور دینی جذبہ سے متاثر ہوتے ہیں مگر دولت سے نہیں۔ میں یقین و اعتماد کی سب سے بلند چوٹی پر کھڑے ہو کر یہ نعرہ لگا سکتا ہوں کہ دنیا کا کوئی ارب پتی کھرب پتی اپنی دولت کے سہارے ان کی مسلک و عقیدہ کے خلاف ان کی نوک زبان پر نہیں بول سکتا۔ علامہ نظامی صاحب نے ہمیشہ مسلک اعلیٰحضرت کو اپنے کلیجے سے لگایا اور اسی جذبہ کو حاصل زندگی سمجھا۔ اور جو ان سے قریب تر ہوتا گیا اسے عشق رسول کے ساگر میں نہلا دیا۔ میری آنکھوں دیکھے ایسے بے شمار واقعات ہیں جن کو قلمبند کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔

میرے حاشیۂ ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی کہ مجھے قریبی دنوں میں اس عنوان پہ کچھ لکھنا پڑے گا۔ ضیاء صاحب کی خواہش اور برادرم حافظ لال محمد قادری کی تائید پر قلم اٹھانا پڑا۔

سچ جانئے نہ تو یہ تاریخ ہے اور نہ تعارف بلکہ علامہ نظامی صاحب جو بذات خود ایک جماعت ہیں ان کی کتاب زندگی کا یہ صرف ایک ورق ہے۔ بہت سے لوگوں نے علامہ نظامی صاحب کو محض ایک مقرر کی حیثیت سے جانا پہچانا مگر میں تو گرامر، منطق، فلسفہ، تفسیر، حدیث فقہ، کی بہت سی کتابوں کا ورق ورق سطر سطر پڑھ چکا ہوں وہ ایک بہت ہی اعلیٰ سطح کے کامیاب مدرس ہیں چنانچہ آج بھی کسی معاصر مدرس کی درسگاہ میں چند منٹ بیٹھ جاتے ہیں تو اس کی صلاحیتوں کو ایسے ہی پرکھ لیتے ہیں جیسے کسوٹی پر سونا پرکھا جائے ان کی بہت سی خداداد صلاحیتوں کا میں دل و جان سے معترف ہوں۔ بھگنگواں ضلع گونڈہ کے مناظرہ کے بعد بہت سے علماء مجھ سے ملے اور کہنے لگے ہم لوگ تو نظامی صاحب کو خطیب اعظم ہی سمجھتے رہے لیکن بھگنگواں کے مناظرہ میں ان کی نوع بنوع صلاحیتوں کو دیکھ کر ہمیں اپنی رائے

بڑی لڑکی ـــــ آج سے بیس برس پہلے آپ نے فارسی زبان میں نحو کی شرح لکھنی شروع کی تھی جو مرفوعات تک پہونچ گئی ہے ایسے ہی مبادیات منطق کے نام اصطلاحات

منطق کی تعریف لکھنا شروع کیا تھا یہ دونوں کتابیں ابھی نامکمل ہیں۔ علامہ نظامی صاحب فرماتے
ہیں۔ میری زیر ترتیب پانچوں کتابیں جب چھپ جائیں گی تو اس کے بعد سیرت النبی،
خلافت راشدہ، درس نظامی کی بعض کتابوں کی شرح و حاشیہ اور تصوف پر لکھوں گا
آبروئے سنیت، عارف حق، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ
کے جملہ اعمال اوراد و وظائف و تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ علامہ نظامی
نے تعویذات کو اپنا معمول نہیں بنایا البتہ خدمت خلق کی خاطر حسب ضرورت لکھ بھی دیتے
ہیں بیت الانوار گیوان بگھہ گیا کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ صوفی عین الہدیٰ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے ایک چلہ کیا تھا۔ چلہ ختم ہونے پر ایک جن نے آپ کو ایک نقش تفویض
کیا تھا یہ نقش جملہ امور میں بہت ہی مجرب اور زود اثر ہے اس خانقاہ سے علامہ نظامی کو
اس نقش کی اجازت حاصل ہے جس کسی کو آپ نے اس نقش کا تعویذ دیا علی العموم وہ کارگر ہی ثابت ہوا خود علامہ
نظامی کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ بچوں کی نظر بد وغیرہ کے لئے بہت ہی مجرب تعویذ لکھتے تھے آپ فرماتے
ہیں تعویذ لکھنے والوں کے مزاج میں تعیش اور آرام پسندی آجاتی ہے الاما شاء اللہ
خدا اپنے جن محبوب بندوں کو اس سے محفوظ رکھے لہٰذا اگر میں تعویذ میں لگ گیا تو جہاد
بالقلم و جہاد باللسان سے محروم ہو جاؤں گا۔ تعویذ میں تو شخص واحد کا فائدہ ہے لیکن
تقریر اور تصنیف سے لاکھوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اپنے اساتذہ کے ادب و احترام کا
یہ عالم ہے کہ شمس العلماء حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب قبلہ کا دولتکدہ علامہ
نظامی صاحب کے گھر سے لگا ہوا تقریباً پینتیس برس کا ساتھ ہے۔ لیکن آج تک آنکھ سے آنکھ
ملا کر گفتگو نہیں فرماتے زندگی میں بے پناہ سادگی ہے۔ حقہ، بیڑی، سگریٹ، پان، تمباکو،
چائے کسی کے بھی عادی نہیں۔ کپڑا بس صاف ہونا چاہیئے خواہ کتنا ہی معمولی ہو معمولات
کی حتی الوسع پابندی فرماتے ہیں۔ رمضان المبارک کا روزہ سفر میں بھی نہیں چھوڑتے

مغرب کی نماز کے بعد کا وظیفہ پابندی سے پڑھتے ہیں۔ غرضکہ وہ متعدد خوبیوں کے ایک مجموعہ ہیں۔ اخلاق کی بلندی، معاملات کی صفائی۔ معمولات کی پابندی، اکابر سے نیازمندی، پڑوسیوں سے حسن سلوک، اعزاء اقرباء کے حقوق کی پاسداری بالالتزام نماز کی حاضری، اور سین و طلبا سے دیانتدارانہ برتاؤ، بازار سے گریز، گوشہ نشینی، کتاب و قلم کی رفاقت، بڑوں کا احترام، بچوں پر شفقت علامہ نظامی صاحب کی کتاب زندگی کے مختلف ابواب ہیں جس کو میں نے سنا نہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آئندہ جب قلم اٹھاؤں گا تو اپنی جماعت کے ایک عظیم رہنما کی کتاب زندگی کے منتشر اوراق کو سمیٹنے کی سعادت حاصل کروں گا جس نے اپنے زور بیان سے فن خطابت کو ایک نیا موڑ دیا اور رد وہابیہ کی خشک اور سنگلاخ زمین کو اپنے زور قلم سے باغ و بہار بنا دیا جو اس طرز نگارش کی ابتداء و انتہا ہیں جو کسی بھی وقت اپنے اس فن کا امام سمجھا جائے گا۔

انوار احمد نظامی ناظم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

۷۸۶
۹۲

تعارف

(مصنف اپنی تصنیف کے آئینے میں)

(از مولانا ضیا جالوی، مدیر اعزازی، ماہنامہ پاسبان، الہ آباد

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی اپنی جماعت کے مقتدر عالم کی حیثیت سے معروف شخصیت ہیں۔ آل انڈیا سُنّی جمعیۃ العلمار بمبئی کے پلیٹ فارم سے اور ماہنامہ 'پاسبان' الہ آباد کے صفحات پر دین و سنت کی جو خدمات انھوں نے انجام دیں وہی انھیں زندہ رکھنے کے لئے کافی تھیں ــــ لیکن ایک عرشی خیال مُفکر، ایک عطارد رقم ادیب' ایک زہرہ نگار مُصنّف اور ایک فلک وقار خطیب ہونے کی حیثیت سے انھوں نے جو مقام حاصل کیا' اسے ثریا کا عروج حاصل ہوا، کہکشاں کا حُسن، ستاروں کی تابندگی' چاند کی چاندنی اور سُورج کی تپش ملی ــــ اور یہیں سے ان کی عظمت شان اور جلالت قدر کا سُراغ ملتا ہے۔

حضرت موصوف کی خطیبانہ حیثیت پر مجھے کچھ کہنا نہیں ہے کہ اس باب میں وہ اپنا ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔ گفتگو اس میں ہے کہ ان کی ادبی کاوشیں فن کی کسوٹی پر کیسی اترتی ہیں، اور یہ کہ تقدیس خیال اور طہارت فکر کے اعتبار سے انھیں کون سا مُقام حاصل ہے ــــ مانا کہ حضرت موصوف تمام عمر جہاد بالقلم کرتے رہے۔ یہ بھی تسلیم کہ ان کی تمام نگارشات مجاہدانہ اسپرٹ پیدا کرتی ہیں۔ اس حقیقت کے باور کر لینے میں بھی مجھے تامل نہیں کہ

انھوں نے اپنی خداداد ذہانت، طاقتِ لسانی اور قوت استدلال کے زبردست ملکہ کی بنا پر اپنے حریفوں کو ہر محاذ پر شکست دی ـــــ لیکن کوئی بتاؤ کہ انھوں نے فکر و نظر میں انقلاب برپا کرنے اور شعور و وجدان کی تعمیر و تہذیب کے لئے کونسی خدمت انجام دی ـــــ صحت مند اور صالح ادب کی تشکیل کے لئے کیسی زمین بنائی؟ کیسا ذہن دیا؟ ـــــ

حضرت موصوف کا قلمی جہاد ان مردان کار آزمودہ سے تھا جن کا قلم اپنی آوارگی کے لئے خاصی شہرت رکھتا ہے۔ جن کی تحریریں انتشار و پراگندگیٔ خیال کا چلتا پھرتا اشتہار ہوتی ہیں جو فکر و نظر میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے اور شعور و وجدان پر براہ راست چھاپہ مارتے ہیں، جن کا کام عقائد و ایمان پر شبخون مارنا اور دنیائے دل کو غارت کرنا ہوتا ہے، جو آیات قرآنیہ کی من مانی تفسیر اور غلط تاویلات کرکے اسلامی معتقدات پر تیشہ زنی کرتے، اور احادیث کریمہ کی ان روایات کو مجروح اور ساقط الاعتبار بنانے کا جتن کرتے ہیں جن کی صداقت مُسلّم ہے۔ اور اس سے ان کا مقصد دراصل ان معتقدات پر ڈاکے ڈالنا ہوتا ہے جو بزرگوں سے مسلمانوں کو بطور ورثہ ملے ہیں ـــــ مولانا نے اس فتنہ کے سدباب کے لئے 'خون کے آنسو' لکھی، جس کے شائع ہوتے ہی ایوان دیوبندیت میں کھونچال آگیا اور اس کی فلک بوس عمارت دیکھتے ہی دیکھتے زمیں بوس ہو کر رہ گئی۔

خون کے آنسو میں جو تکنک استعمال کی گئی وہی اس کی جان ہے۔ موقعہ موقعہ سے رازہائے درون خانہ کا انکشاف اس کتاب کو اور دقیع بناتا ہے ـــــ دیوبندی مکتبۂ فکر کی تہذیب و اخلاق سے عاری عبارت اپنی برہنگی اور عریانیت میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ فاضل مصنف نے اس خوبصورتی کے ساتھ اس کی نقاب کشائی کہ اخلاق و سنجیدگی کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور تہذیب و شائستگی کی جامہ زیبی بھی قلم کو حاصل رہی

دیوبندی رجحان فکر، اخلاقی دیوالیہ پن اور مذہب سے بیگانگی بلکہ محرومی کی ایک داستانِ مسلسل ہے۔ یہ ایک جامع اسکیم، ایک منظم منصوبہ ہے جس میں ذہنی تعیش، انتشارِ خیال، اور آوارگیٔ فکر کے لئے بہت بڑا میدان ملتا ہے ۔۔۔۔ اس آوارگی کو قید تحریر میں لاتے وقت قلم کا بہکنا ایک فطری امر تھا لیکن فاضل مصنّف اس احتیاط کے ساتھ اس جھاڑی سے دامن کشاں گزرے ہیں کہ ذرا خراش تک نہیں آئی۔ قلم پر گرفت اتنی مضبوط ہے کہ معلوم ہوتا ہے پہرے بٹھا دیئے ہیں ۔۔۔ فن کا یہی وہ کمال ہے جو موصوف کا خاص طرّۂ امتیاز ہے۔ بلاشبہ 'خون کے آنسو' حضرت موصوف کی ایک زندۂ جاوید یادگار، ایک شاہکار تصنیف ہے ۔۔۔

ہند کے راجہ میں فاضل مُصنّف ایک نئے رُوپ میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اِس کتاب کے لکھتے وقت ان کا رنگ و آہنگ سب کچھ بدل گیا ہے۔ قلم کا وہ طمطراق جو 'خون کے آنسو' میں شروع سے آخر تک قائم رہا، یہاں آکر بالکل نیاز مندانہ ہو جاتا ہے۔ قلم کا وہ کرّ و فر جو 'خون کے آنسو' کو کوہ ہمالہ کا وقار بخشتا تھا، بارگاہِ خواجہ میں سرنگوں ہو گیا ہے۔ قلم کی وہ سج دھج جو 'خون کے آنسو' کو کہکشاں کا جمال عطا کر رہی تھی اب یکسر گداز ہو جاتی ہے ۔۔۔ اس کتاب میں جذبات کی فراوانی، خلوص کی شدت اور درد کی بے پناہ کسک ہے، اس میں آپ سوز و گداز بھی پائیں گے، والہانہ پن بھی۔ اس میں از خود رفتگی بھی ہے اور راز خود رُبودگی بھی! کتاب کا ہر ورق جذباتِ محبّت سے لبریز، ہر سطر درد و شوق کی آئینہ دار، حرف حرف سے شرابِ محبت چھلکتی ہے۔ اس کا ہر صفحہ مستی و سرشاری کا پیغام دیتا ہے۔ یہ کتاب بزرگوں سے عقیدت و محبت کا برملا اعتراف، درد و شوق کا بے پناہ اظہار ہے ۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیدت کے وہ گہر ہائے رشک جو مدّت سے فاضل مصنّف کے نہاں خانۂ چشم میں

رُوپوش تھے موقعہ پاتے ہی نوکِ قلم سے ٹپک پڑے ہیں۔

جماعتِ اسلامی کا شیش محل

مودودی تحریک اپنی روشن خیالی اور تجدد پسندی کی بناء پر نئی نسل کے مغرب زدہ ذہن کے لئے درخورِ اعتنا ہو تو ہو، دلدادگانِ مشرق اور دردمندانِ دین کے لئے کوئی کشش نہیں ہے، جو لوگ جماعت اسلامی کے لٹریچر کا بنظرِ غایر مطالعہ کر چکے ہیں وہ اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ جماعت اسلامی نے تجدیدِ دین کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ جو مواد اور میٹیریل فراہم کیا ہے وہ معاشرے میں ذہنی انار کی پھیلانے کی ایک فریب کارانہ کوشش ہے۔ مولانا مودودی دینی صداقتوں کا انکار اور اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں پر زبان طعن دراز کر کے اُردو ادب کو جو سرمایہ دے رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ دین و مروت کے خلاف ایک سازش ہے۔ جو شخص بزرگانِ دین کے طریقِ ریاضت کو افیون کی گولی قرار دیتا ہو، جس کو نائبین مصطفےٰ کی لمبی عبائیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں، جس کی آنکھوں میں علمائے کرام کی مشروع ڈاڑھیاں کانٹے بن کر چبھتی ہوں اس کی عبقریت کے آستانے پر اس کے حاشیہ نشین بھلے ہی سجود و نیاز لٹائیں، عام مسلمان اس کو کوئی اہمیت دینے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ جماعت اسلامی کے مطلق العنان امیر، اپنے انتہا پسند نظریات، خطرناک عزائم اور اپنے غلط اور گمراہ کن طریقۂ کار کی بناء پر دینی حلقوں میں پسندیدہ شخصیت نہیں ہیں۔ ان کی ملت فروش منصوبہ بندی سے ہر زمانہ میں خطرہ محسوس کیا گیا اور ہر مکتبۂ فکر کے علماء نے ان کی روش سے بیزاری ظاہر کی ہے۔

مودودی لٹریچر میں، جو جراثیم بھرے پڑے ہیں وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے انتہائی خطرناک ہو سکتے تھے۔ جراثیم کش دوا یا انجکشن کے ذریعہ اگر ان کا استیصال نہیں کیا جاتا

تو دین کے جسمانی ڈھانچے کا سارا نظام ہی فساد پر آمادہ ہو کر رہ جاتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ پھر معدہ ایسی کسی دوا یا غذا کے ہضم کرنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھتا جس سے صحت مند اور صالح خون کی تولید ہوتی ہے ______ 'جماعت اسلامی کا شیش محل'، مودودی لٹریچر پر ایک مستقل ریسرچ ہے، جس میں لٹریچر میں موجود مواد اور میٹیریل کو اپنی طرف سے کسی اضافہ و آمیزش کے بغیر نقل کر دیا گیا ہے پھر ایک مختصر نوٹ کے ذریعہ اس کی سمیت اور اس سے پیدا شدہ اثرات و نتائج اور امکانات کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ پھر خوردبین کی آنکھ سے ان تمام کیڑوں کو دکھایا گیا ہے جو سارے لٹریچر میں رینگتے پھرتے ہیں۔

مودودی تحریک سماج اور معاشرے میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتی تھی، اس لئے آپریشن ضروری تھا۔ خطیب مشرق نے ایک پختہ کار سرجن کی طرح فنی مہارت کے ساتھ مودودی تحریک پر عمل جراحی کی ہے۔ بلاشبہ 'جماعت اسلامی کا شیش محل'، اردو ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ یہ کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اس کتاب میں تنقید کے ساتھ بھی انصاف ہوا ہے اور تحقیق کو بھی داد ملی ہے۔

دیندار کے بے نقاب چہرے

بمبئی عظمیٰ، ہندوستان میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے، جہاں ہر قسم کا تھوک اور خردہ بیوپار ہوتا ہے چنانچہ دینداری کے نام پر بیدینی کا تھوک بیوپار بھی سب سے زیادہ یہیں ہوتا ہے۔ دیندار جماعت کا ہیڈ کوارٹر حیدرآباد ہے۔ یہ جماعت دراصل قادیانیت ہی کی ڈوپلیکیٹ بلکہ ٹرو کاپی ہے اور قادیانیت ہی کی طرح اپنی نبوت کے لئے زمین ہموار کر رہی ہے۔ اس جماعت کا مؤسس و بانی صدیق دیندار 'چن بشویشور' ہے۔ جو کبھی مسیح موعود بنتا ہے کبھی مثیل موسیٰ اور نبی آخر الزمان۔ جب اڑان ذرا تیز ہو جاتی ہے تو بھگوان اور ایشور ہو جاتا ہے کچھ اور

ترقی کرتا ہے تو خدا بن جاتا ہے۔ لیکن خدا بننے سے پہلے وہ مظہر ذات خدا بنتا ہے۔ پھر وہ خواب دیکھنے لگتا ہے کہ خود خدا اسی کی شکل میں زمین اُتر آیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اور انبیاء کے لئے تو یہ صرف مظہر صفات خداوندی تسلیم کرتا ہے لیکن اپنے لئے مظہر ذات الٰہ ہونے کا مدعی ہے۔ اور دونوں میں جو فرق ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں — اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ، کسی نبی یا رسول کو زمین کے کسی حصہ پر بقید حیات نہیں ہوئی۔ کائنات کی سب سے محترم اور عظیم و جلیل شخصیت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو ماتھے کی آنکھوں سے بقید حیات دیکھا بھی تو زمین پر نہیں فراز عرش پہ — لیکن یہ شرف صرف چن بشویشور کو حاصل ہوا کہ خود خدا اس کی ملاقات کے لئے اسی کی شکل میں زمین پر اتر آیا تھا — معاذ اللہ۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

صدیق چن بشویشور نے اپنے دین کی اشاعت، اپنی خانہ ساز رسالت کی تشہیر اور لوگوں سے زبردستی اپنی برتری تسلیم کرانے کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے، اس کی کہانی نہایت پُراسرار مگر بڑی ہی درد انگیز ہے۔ حضرت خطیب مشرق نے، دیندار کے بے نقاب چہرے، میں اس جماعت کی چند کتابوں کا تنقیدی جائزہ پیش کرکے، اس جماعت کے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب الٹ دی ہے اور اس کو بیچ چوراہے پر ننگا کر دیا ہے۔ دیندار کے بے نقاب چہرے کے مطالعہ سے دیندار جماعت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور اس حقیقت کا بھی علم ہوتا ہے کہ اس جماعت نے اسلامی معتقدات میں اپنے تخیلات اور مشرکانہ افکار و تصورات کو داخل کرنے کے لئے آیات قرآنی کی تعبیر اور تشریح اور ان کا مصداق و مفہوم متعین کرنے میں کیسی کیسی قلابازی دکھائی ہے — اس غارت گر دین و ایمان ٹولی نے دین و ایمان پر کس کس طرح

ڈاکے ڈالے ہیں اور اس کے لئے کون کون سا ہتھکنڈا استعمال کیا ہے۔ تبلیغ کے نام پر کیسا کیسا فراڈ کیا ہے اور دینداری کے پردے میں کس کس طرح بیدینی کا بیوپار کیا ہے، سادہ لوح مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے کیسا کیسا دام ہمرنگ زمین بچھایا، یہ سب باتیں 'دیندار کے بے نقاب چہرے' میں بے نقاب ہوئی ہیں۔ حضرت خطیب نے جس دینی خلوص اور ایمانی جذبے کے تحت اس کتاب کو ترتیب دیا ہے اس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں —

مولیٰ تعالیٰ انھیں اس خدمت کا بہترین صلہ دے۔ آمین

نسیم رحمت اور فردوس ادب ادب کی وادی میں اشہب قلم کی تگ و تاز دیکھنے کا اس وقت اچھا موقعہ میسر آتا ہے جب آدمی ریس کے میدان میں پہنچ جائے، جہاں کئی منتخب گھوڑے ایک دوسرے کے مقابلے میں دوڑتے ہیں۔ بدنصیبی سے مجھے ایسا کوئی موقع کبھی نہیں ملا۔ لیکن اپنے تجربے و شعور کی بنا پر یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ قلم کے میدان میں ابوالکلام اور راشد الخیری بننا ناممکن نہیں ہے لیکن مولوی اسماعیل اور محمد حسین آزاد بننے کے لئے جگر چاہیئے ——— بچوں کے لئے نصاب وہی ترتیب دے سکتا ہے جو بچوں کے نفسیات سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ زبان و بیان پر بھی قدرت رکھتا ہو۔

حضرت خطیب مشرق قلم پر بے محابا قدرت رکھنے کے سبب متنوع اور رنگارنگ طرز تحریر کا سلیقہ بھی رکھتے ہیں، اس لئے ان ہی کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ بچوں کے لئے نصاب بھی ترتیب دیں۔

'نسیم رحمت' اور 'فردوس ادب' اپنے تمام حصوں کے ساتھ نصاب کی وہ کتابیں ہیں جو انھوں نے ابتدائی درجات کے لئے ترتیب دی ہیں۔ یہ کتابیں ملک کے اکثر مکاتب میں

داخل نصاب ہیں اور اس وجہ سے مقبول ہیں کہ ان سے بچوں کی ذہنی نشو و نما اور اخلاقی تربیت میں بڑی مدد ملتی ہے۔

مجرم کون ہے؟ میں فاضل مصنف نے ایک لائق جج کا کردار ادا کیا ہے۔ چند فروعی مسائل میں آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی جو لفظی بازیگری سے شروع ہو کر مذہبی مناقشات تک پہنچ گئی تھی اس پر ایک فرض شناس منصف کی طرح نقد و جرح کی گئی ہے اور وقت کے الجھے ہوئے مسائل نہایت خوبی سے سلجھائے گئے ہیں۔ جمال معنی کی برہم زلفیں اپنی آرائش کے لئے خطیب مشرق کے قلم اور ان کے فن کی مشاطگی کو آج بھی دعائیں دیتی ہیں۔

انکشافات اس میں بہت سے ایسے حقائق وانشگاف ہوئے ہیں جو اب تک سربمہر راز تھے۔ بہت سے اسرارِ نہاں طشت از بام کئے گئے اور بہت سے رازہائے درون خانہ کا انکشاف کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اس حقیقت کو آشکارا کرتی ہے کہ اس کے مصنف کو جاسوسی اور سراغ رسانی کے فن میں بھی مہارت حاصل ہے۔

اس کتاب میں مقتدائے اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تعلق سے بریلوی مکتبۂ فکر کے ہر ترجمان، داعی اور نقیب پر جو الزامات لگائے گئے تھے ان کا تحقیقی اور الزامی، لیکن مدلل اور مسکت جواب دیا گیا ہے ـــــ اس کتاب میں بھی فن کا پورا پورا مظاہرہ ہوا ہے ـــــ بلاشبہ اس کتاب میں خطیب مشرق کی تنقیدی صلاحیتیں نقطۂ عروج کو چھو رہی ہیں۔

قہر آسمانی زیر نظر کتاب، کتابت کے مرحلہ سے گزر کر اس وقت پریس جا تیسی منزل میں ہے ـــــ اس کی کاپیاں میز پر پڑی ہوئی تھیں اور محب مکرم مولانا انوار احمد نظامی

بڑے انہماک کے ساتھ اس کا پروف پڑھ رہے تھے ـــــ میں نے ان کی نگاہ بچا کر کہیں کہیں سے کچھ اوراق پڑھ لئے پھر جی چاہا اپنے تاثرات بھی قلمبند کر دوں ـــــ یہ چند سطریں اسی موقعہ پر حوالۂ قلم ہوئیں۔

"قہر آسمانی" دراصل پالن حقانی کی ان ہفوات کا بھرپور جواب ہے جو 'شریعت یا جہالت' کے نام سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے ـــــ اپنے کلکتہ کے سفر میں کئی کتابچے میں نے ایسے بھی دیکھے جو مختلف دینی حلقوں سے یا مختلف ذمہ داروں کی طرف سے 'شریعت یا جہالت' کے رد میں شائع ہوئے تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ پالن نے اپنی کتاب میں اگر سو جگہ بزرگوں کے معمولات و مشاغل کا مذاق اڑایا، پچاس جگہ روایات و حقایق کی غلط تعبیریں کیں اور پچیس جگہ واقعات کو مسخ کر کے پیش کئے تو اگر اس کی تمام مجرمانہ کوششوں کا جواب دینے کی دین کے ذمہ داروں کو فرصت نہیں تھی تو اس کی ایک یا دو غلطیوں پر بھی انگشت نمائی کی آخر کیا ضرورت تھی ـــــ کیا اس طرح عوام کو یہ ذہن نہیں دیا گیا کہ حقانی کے اور اعتراضات تو اپنی جگہ خیر ٹھیک ہیں، صرف فلاں مقام پر وہ ذرا زیادتی کر گیا ہے جس کا وہ جواب دے رہے ہیں۔

حقانی کی 'شریعت یا جہالت' کے جواب میں شائع ہونے والے کتابچے میں دوسری خامی یہ ہے کہ حقانی نے سنی حلقوں پر جو اعتراضات قائم کئے، اس کی تائید میں وہ ایسی کتابوں کے حوالے دیتا ہے جو سنی حلقوں میں بھی مستند اور قابل اعتبار ہیں اور اسی بنا پر وہ کتابیں سنی مدارس میں بھی داخل نصاب ہیں۔

جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ معترض نے جن بنیادوں پر اعتراضات کا ہوائی محل کھڑا کیا ہے پہلے ان بنیادوں پر ضرب لگائی جائے جب سہارے ٹوٹ جائیں گے عمارت خود بخود

منہدم ہو جائے گی ـــــ پالن کی ہفوات کا جواب دیتے وقت چاہئے یہ تھا کہ حوالہ جات کو چیلنج کیا جاتا، جن روایات کا اس نے سہارا لیا ہے، ان کا ضعف اور سقم ثابت کرکے ان کے راویوں کو ساقط الاعتبار قرار دینے کی کوشش کی جاتی۔ ان روایات کی روشنی میں ان سے جو مسائل اخذ کئے گئے ہیں، ان پر نقد و جرح ہوتی۔ جن کتابوں کو ماخذ قرار دے کر اس نے حوالہ جات نقل کئے ہیں، اگر وہ کتابیں مستند ہیں تو یہ ضروری نہیں کہ ان کے حواشی نگار، مترجمین یا شارحین بھی قابل اعتبار ہوں ـــــ جواب دینے والے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کر جو حوالہ جات معترض نے نقل کئے ہیں وہ کتاب کا متن ہیں یا حاشیہ ـــــ اگر وہ ترجمہ ہیں تو وہ کسی عبارت کا بعینہٖ ترجمہ ہیں یا مترجم کی طرف سے اضافہ جو کبھی کبھی قوسین میں رقم ہوئے ہیں یا شارحین کسی عبارت کی لغوی و معنوی تشریح کرنے کے بعد اپنی رائے بھی 'ف' وغیرہ کے ضمن میں لکھ دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں مترجم، شارح یا حاشیہ نگار کی زندگی اور کردار دونوں ہی سامنے لانا چاہیئے، اس کے دینی موقف و رجحان کی وضاحت کرنی چاہیئے تھی ـــــ لیکن پالن کے جواب میں لکھی جانے والی ساری کتابیں (جواب تک میری نگاہ سے گزر چکی ہیں) ان خصوصیات سے خالی ہیں۔ ان کتابوں میں زیادہ سے زیادہ یہی کیا گیا ہے کہ پالن نے اپنی کتاب میں "یارسول اللہ" کہنا اگر شرک لکھا تھا تو 'مجیب' نے اس کے جواب میں ایسی بہت ساری حدیثیں نقل کر دی ہیں جن سے "یا رسول اللہ" کہنے کا جواز ثابت ہوتا ہے ـــــ اور بس! اس جواب کو پڑھنے کے بعد قاریوں کو یک گونہ تشفی ضرور ہو جاتی ہے، لیکن ایک سوال کانٹا بن کر ان کے ذہن کے کسی نہ کسی گوشہ میں خلش پیدا کرتا رہتا ہے کہ "یارسول اللہ" کا جواز ثابت کرنے والی تمام حدیثیں کیا ہدایہ، کنز الدقائق اور درمختار کے مصنفین کو نہیں معلوم تھیں؟ ـــــ اگر معلوم تھیں تو ان

صرف نظر کرکے آخر کن بنیادوں پر انھوں نے "یارسول اللہ" کہنا شرک قرار دیا ؟ کیا وہ بھی دیوبندی تھے ؟

پالن کے جواب میں لکھی جانے والی اکثر کتابوں میں اسے عقل سے بیدل ، علم وادب سے کورا ، وحشی ، گنوار اور جاہل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی 'شریعت یا جہالت' کو جہالت کا پلندہ بتایا گیا ہے ۔۔۔۔۔ پالن کا جاہل ہونا مجھے بھی تسلیم ۔ وہ اپنی کم مائگیٔ علم اور نارسائی فہم کا خود بھی معترف ہے ، لیکن بنام 'شریعت یا جہالت' جو کتاب اس نے تصنیف کی یا کسی اور نے تصنیف کرکے اس کی طرف منسوب کردی ہے اُسے جہالت کا پلندہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس میں مواد اور میٹریلس ایسی ایسی کتابوں سے اڑائے گئے ہیں جہاں تک ہر کسی کی رسائی نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔ بلکہ یوں کہئے کہ پالن نے ایسے ایسے گھروں میں ڈاکے ڈالے ہیں ، ایسی ایسی شاہراہوں پر رہزنی کی ہے جہاں سنگین پہرے بٹھائے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔ لیکن اس صفائی کے ساتھ اس نے ہاتھ مارا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی ۔ یہ کام ایک مشاق کھلاڑی اور ایک ماہر فن استاد ہی کرسکتا ہے ۔

'قہر آسمانی' اس حیثیت سے اپنے وقت کی عظیم ترین اور لاجواب پیش کش ہے کہ اس میں تنقید کے تمام اصول برت کر دکھائے گئے ۔۔۔۔۔ اور کسی زاویئے سے بھی اس میں کوئی سقم نہیں ہے ۔۔۔۔۔ یہ کتاب تنقید کے سارے مطالبات اور تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہوئی پالن حقانی پر علمی بددیانتی اور خیانت کا فرد جرم عاید کرتی ہے ۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد پالن کی حیثیت عوام کی عدالت میں ایک مجرم کی ٹھہرتی ہے اور یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ سرقہ اور نقب زنی کے فن میں طاق ہونے کے باوجود ابھی وہ فن سے نابلد ہے ۔

۔۔۔۔۔ تنقید ایک ایسا فن ہے جس کا بے ربط تسلسل یا اس کی مسلسل بے ترتیبی اس

فن کو غیر دلچسپ بناتی ہے۔ تنقید کو میدان اگرچہ وسیع ملتا ہے لیکن اس کی ناہمواریاں آدمی کو تھکا تھکا دیتی ہیں۔ تنقید میں مضامین نہایت سلیقہ سے بیان ہوتے ہیں، لیکن مطولیکی کی گرانباری ذہن کو بوجھل کر دیتی ہے۔ اس لئے فاضل مصنف نے اس کتاب میں اس کا التزام کیا ہے کہ موقعہ موقعہ سے مفید اور معلوماتی مکالمے دل نشین انداز میں تحریر ہوں تاکہ کتاب کی دلچسپی برقرار رہے —— غرض اس کتاب میں خوا انشگانی ہی نہیں کیگئی ہے شیشہ بازی بھی ہے، اس میں دوپہر کی چلچلاتی ہوئی دھوپ ہی نہیں ہے۔ رات کے خنک سائے بھی ہیں۔ اس کتاب کا کوئی صفحہ اگر محاذ جنگ بن گیا ہے تو کہیں کہیں فن کی لطافت خلد فروش منظر بھی پیش کرتی ہے۔ قلم کا تیور کہیں کہیں لاوا اگلنے لگا ہے تو کہیں کہیں اُس نے گلکاریاں بھی کی ہیں، کہیں کہیں واقعات کو تمثیل و کہانی کا روپ دیا گیا ہے تو کہیں کہیں کسی بات کو کہنے کے لئے استعارے سے اس کی زبان مستعار لی گئی ہے۔ کوئی بات اگر رمز و کنائے میں کہدی ہے تو کہیں کہیں کھل کر سامنے آئے ہیں اور جو کچھ کہا ہے دو ٹوک اور بے لاگ کہا ہے —— اور جو لوگ خطیب مشرق کو پڑھ چکے ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ خطیب مشرق کبھی چور دروازے سے حملہ آور نہیں ہوتے اور وہ نہ دور سے خشت باری کرنے کے عادی ہیں، ان کی جنگ ہمیشہ دست بدست اور آمنے سامنے کی ہوتی ہے —— حقانی اور حضرت نظامی کی اس دست بدست لڑائی میں کون بازی ہارا کون جیتا اس کا فیصلہ کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو کرنا ہے۔ میں تو حضرت موصوف کے صرف اس فن کی داد دیتا ہوں جس کی جادوگری نے نہ جانے کتنوں کو مسحور کر رکھا ہے۔

ع۔ اے تو مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم؛

حضرت خطیب مشرق کو ان کی تصنیفات کے آئینے میں دیکھنے کے بعد ذہن میں ان کا

جو نقشہ جمتا ہے، تصور میں ان کی جو تصویر ابھرتی ہے، میری اپنی نگاہ میں یہ ہے :-

حضرت موصوف ایک بالغ نظر اور بلند نگاہ مفکر ہیں۔ ایک متحرک اور فعال شخصیت ہیں۔ گرم سیر اور بلند گام ہیں۔ تھکنا جانتے ہی نہیں۔ منزل پر پہنچکر بھی آسودۂ منزل نہیں ہوتے۔ نبض شناس اور مزاج آشنا ہیں۔ ہواؤں کے رخ کو بھی پہچانتے ہیں اور وقت کے تیور کو بھی سمجھتے ہیں۔ بے غبار دل رکھتے ہیں، بے میل طبیعت پائی ہے۔ فطرت صلح پسند واقع ہوئی ہے، لیکن جب ان کے سامنے دینی صداقتوں کو جھٹلایا جاتا ہے تو بے نیام ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ ان سے اسی قلبی تعلق اور جذباتی وابستگی کی بنا پر ان کے مسلک کی اشاعت اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں دینی خدمت کا جذبہ اتنا شدید ہے کہ تمام اقدار حیات کو مسلمان بنا دینا چاہتے ہیں لیکن اسلام انکے نزدیک وہی معتبر ہے جو بریلوی نقطۂ نگاہ رکھتا ہے اور جو صرف بریلوی مکتبۂ فکر ہی کی آغوش میں پلتا ہے۔ چنانچہ افعال و اعمال کے لئے بھی وہی پیمانے انکے نزدیک معتبر ہیں جن پر بریلویت کی چھاپ ہو۔ فکر و نگاہ کے لئے بھی وہی زاویئے قابل وثوق ہیں جن پر بریلی کی عینک چڑھی ہو، غرض ان کے نزدیک وہی سکہ رائج الوقت ہے جو بریلی اور صرف بریلی کی ٹکسال میں ڈھلتا ہے۔ اس باب میں اتنے سخت ہیں کہ بات بات پر محاسبہ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جذبات و احساسات پر بھی محاسب مقرر کرتے ہیں اور فکر و نگاہ پر بھی پہرے بٹھاتے ہیں۔ ان کے نزدیک عقیدے کی صحت اور ایمان کی سلامتی مدار ایمان ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تحریروں میں سارا زور قلم عقیدہ و ایمان ہی کی اصلاح کے لئے صرف کرتے ہیں۔ مولائے قدیر دین و ملت کی بیش از بیش خدمت کے لئے تا دیر انھیں زندہ رکھے۔

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

ضیا جالوی ۱۳/۲/۷۵ء

آواز دو حقانی کو حقانی کہاں ہے؟

(تمباکو کی بحث)

پالن صاحب!

"استعمال تمباکو حرام ہے۔" (جہالت ص۴۹۳)

پالن صاحب! تمباکو ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسے صغیرہ گناہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔" جہالت ص۴۹۲

مولانا گنگوہی!

"حقہ پینا تمباکو کھانا درست ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص۱۳۰ سطر ۱۰)

:- نوٹ :-

مندرجہ بالا عبارتیں دارالعلوم دیوبند کو چیلنج ہیں۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ادھڑا تو یہ ٹانکا

ارواح ثلاثہ!

"مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی کو تمباکو اور صابن سے بہت رغبت تھی۔ حقہ نوش فرماتے تھے۔"

ارواح ثلاثہ ص۳۳۹

نوٹ

مزید تفصیل کیلئے مری کتاب "انکشافات" ملاحظہ فرمائیے۔ خود قہر آسمانی میں بھی اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

(عمل کی بحث)

شاہ عبدالرحیم دہلوی!

"صحیح عقائد مدار نجات ہیں۔ اعمال مدار نجات نہیں"۔

(اصول دعوت و تبلیغ صـ۶۴ـ)

:- نوٹ :-

شاہ عبدالرحیم دہلوی تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن ہیں۔

شاہ وصی اللہ خلیفہ مولانا تھانوی!

"سرخی" عمل سے زیادہ ایمان کا اہتمام کرنا چاہیئے

مضمون "چنانچہ عمل میں بالفرض اگر کچھ خامی بھی رہ جائے تو کام چل جائیگا لیکن ایمان کی کمی تو نہیں پوری کی جا سکتی"۔

(توقیر العلماء صـ۱۸ـ)

نوٹ

"مری کتاب" دیوبندی بولتے ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں۔ اس میں اسکی تفصیل آرہی ہے۔

آوازدو حقانی کو حقانی کہاں ہے؟

(بدعت کی بحث)

سوال :- کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں ؟

مولانا گنگوھی ! جواب "قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اسکا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسکی اصل شرع سے ثابت ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ کامل ص ۱۰۲)

نوٹ قرون ثلاثہ میں بخاری شریف کا کوئی وجود ہی نہیں تھا مگر پھر بھی اسکا ختم اسلئے درست ہے کہ ذکر خیر ہے۔

فرمائیے میلاد شریف بھی ذکر خیر ہے یا نہیں ؟
اگر ذکر خیر ہے تو اس پر بدعت کا الزام کیوں ؟
ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے



آواز دو غنانی کو حقانی کہاں ہے؟

(وسیلہ کی بحث)

مولانا اشرف علی تھانوی! "دعا سے مدد فرمائیے حضور (یعنی مولانا گنگوہی) نے اپنی خوشنودی کا مژدہ ارشاد فرمایا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ حضور کی رضا کو دلیل قبول و وسیلہ نجات سمجھتا ہوں خدا کرے صدور خطا پر کبھی حضور ہم خدام سے کبھی ناخوش نہ ہوں بلکہ تنبیہ فرمادیں۔"

(تذکرہ الرشید جلد اول صفحہ ۱۲۷)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی!

"واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پیر دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۳)

نوٹ

مولانا تھانوی کے وسیلہ مولانا گنگوہی ہیں اور مولانا میرٹھی کے وسیلہ مولانا تھانوی

ع پہنچا کہاں سے ہے کہاں سلسلۂ دراز عشق

آواز دو حقانی کو حقانی کہاں ہے؟

غیر اللہ سے مدد مانگنا
اور ندا کی بحث

مولانا قاسم نانوتوی!

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص۸)

لوٹ :- مدد بھی مانگی جارہی ہے اور حرف ندا سے پکارا بھی جارہا ہے۔

مولانا محمود حسن صدر دیوبند؟

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

(مرثیہ گنگوہی ص۶)

: لوٹ :-

مولانا رشید احمد گنگوہی دین ودنیا کے حاجت روا تھے۔
دوسروں کی آنکھ میں تنکا دیکھنے والے اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے
دن دھاڑے دیوبند کی خانہ ساز توحید پرستی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

(کافر کی بحث)

آواز دو حقانی کو حقانی کہاں ہے!

بیالن صاحب! "مرے عزیز دوست کافر کا لفظ ایسا برا ہے کہ اگر کافر کو بھی اے کافر کہکر بلایا جائے تو یقیناً اُسے برا معلوم ہوگا اسلئے کسی کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے کیونکہ کسی بھی انسان کے مرتے دم کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایمان پر مرا یا کفر پر مرا ہے"۔ جہالت صفحہ ۱۰۵

نوٹ:۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ زندہ کافر کا حکم سنا رہے ہیں یا مردہ کافر کا پکارنے میں زندہ کافر اور دلیل میں مردہ کافر" کھچڑی خور مفتی کا نیا فتویٰ۔ اب مولانا گنگوہی کا فتویٰ سنئے

مولانا رشید احمد گنگوہی! "مگر بھائی شریعت کا حکم ہے کہ کافر کو کافر کہو اس لئے بندہ کو تعمیل حکم میں عذر کیا جس پر علامت کفر دیکھیں گے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے"۔ (تذکرة الرشید حصہ دوم صفحہ ۱۱۶)

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی! "جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے" (اشد العذاب صفحہ —)

نوٹ:۔

قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے سوال کیجئے کہ انکا عمل کس فتویٰ پر ہے؟

(فاتحہ کی بحث)

مولانا رشید احمد گنگوہی!

"ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کو کھانا پکوایا تھا"۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۱۱)

:- نوٹ :-

معلوم ہوا فاتحہ کیلئے گنگوہی صاحب نے کھانا پکوایا اور فاتحہ بھی دی گئی البتہ یہ بات تشنہ رہ گئی کہ فاتحے کی برتن سامنے تھا یا پیچھے اسے حضرت بالن صاحب سے دریافت کیا جائے انکیں اسکی زیادہ خبر ہوگی کہ دیوبند کا طریق فاتحہ کیا ہے۔

یہ صرف چند اشارے ہیں، انشاء اللہ العزیز ان سب کی تفصیلات آپ "دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اب ورق الٹئے، اور کتاب کی ایک ایک سطر پڑھکر اپنی رائے سے مجھے بھی مطلع کیجئے!

انتباہ

شریعت یا جہالت جیسی رسوا زمانہ کتاب کی شہرت اعلیٰ مضامین و نادر افکار و خیالات کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ یہ سستی شہرت اور غلط پروپیگنڈے کے بل بوتے حاصل کی گئی ہے۔ توہین نبوت کا زہر ہلاہل۔ تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، صراط المستقیم، تحذیر الناس وغیرہ سے لیا گیا ہے اور معمولات اہلسنت کا استہزاء جناب کی افتاد طبع اور علمی بے مائیگی کا نتیجہ ہے۔

قہر آسمانی جلد اول میں "جہالت" کا ایک سرسری جائزہ ہے۔ آنے والے صفحات میں آپ کو مراسم اہلسنت کے دلائل و براہین کی جستجو نہیں کرنی ہے۔ میلاد، سلام و قیام، علم غیب، عرس، فاتحہ، استمداد بالغیر، تصرفات اولیاء، حیات النبی، وسیلہ جیسے مسائل پر "قہر آسمانی" جلد دوم میں گفتگو کی گئی ہے ویسے ماہنامہ پاسبان کا "عقائد نمبر" شائع ہو چکا ہے۔ جس میں تقریباً تیس علماء کے مضامین علیحدہ علیحدہ عنوانات پر کمیٹ دیئے گئے ہیں جو ایک بہت ہی کامیاب نمبر ہے جس کے مطالعہ سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہو گا۔ ویسے عقائد اہلسنت و سنی معمولات و مراسم پر ایک دو نہیں علماء اہلسنت کی متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں جس میں مسائل کے ثبوت میں مثبت پہلو کے ساتھ حریفوں کے سوالات کے دنداں شکن جوابات دیئے گئے ہیں اور ان کے گمراہ و باطل عقیدے کے بخئے ادھیڑ دیئے گئے ہیں۔

دوستو! دیوبندیوں کی یہ ایک شاطرانہ چال ہے کہ انھوں نے عوام کو میلاد

ع۔ ماہنامہ پاسبان الہ آباد اہلسنت کا ایک بلند پایہ معیاری رسالہ ہے اس کے فوراً خریدار بنئے اور دوسروں کو خریدار بنا کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیجئے۔ پتہ:- مینجر ماہنامہ پاسبان الہ آباد ۳۔

وسلام کی بحث میں اُلجھالیا ہے ورنہ دیوبندیوں سے ہمارا بنیادی اختلاف عرس، فاتحہ، میلاد وسلام کا نہیں ہے بلکہ دیوبند کا جرم یہ ہے کہ اس نے خدا کے پیارے محبوب اور ساری کائنات کے آقا سید المرسلین روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور توہینِ نبوت موجب کفر ہے اس لئے علماء حرمین نے دیوبندیوں وہابیوں کو خارج اسلام قرار دیا ہے۔ دیوبند توہینِ نبوت کے سنگین جرم کو میلاد وسلام اور اپنی لمبی داڑھی لمبے دامن میں چھپانا چاہتا ہے (میری شائع ہونے والی کتاب "دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں"، میں اس کی تفصیلی بحث آرہی ہے) مقصد گفتگو یہ ہے کہ "قہر آسمانی" جلد اول میں قصداً عقائد اہلسنت پر گفتگو نہیں کی گئی اس حصے میں جہالت کی خرافات کا تجزیہ کر دیا گیا ہے تاکہ مصنف اور کتاب سے متعلق جو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پالن صاحب کسی کو کچھ نہیں کہتے اور جہالت میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا گیا بلکہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کتابوں کے حوالے جات سے کہا گیا ہے اس کی حقیقت بے نقاب ہو جائے۔

قہر آسمانی جلد اول کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ پالن صاحب نے اپنی کتاب "جہالت" میں سُنّی علماء وسُنی عوام کو جی بھر کر گالیاں دی ہیں اور سُنیوں کے خلاف جو کچھ کہتے بنا ہے اُسے دھڑلے سے کہہ گئے ہیں! اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے "جہالت"، ایک آئینہ ہے جس میں جناب کی برہنہ تصویر نظر آتی ہے ایسے ہی جناب کی کتاب حوالے جات کی نہیں بلکہ حوالے جات کے نام یہ ایک حسین ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ عبارتوں میں کتر بیونت ہے۔ عبارتیں گھٹائی بڑھائی گئی ہیں۔ مترجم کی رائے کو مصنف کی رائے قرار دینے کی سنگین جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ آنے والے صفحات میں اس کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ حوالے جات کی صورتیں مسخ کر کے علمی خیانت سے دامن کو ملوث کیا گیا ہے!

میں تو یقین کی اس سطح پر ہوں کہ کتاب جناب پالن صاحب کی لکھی ہی نہیں ہے بلکہ
ع کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں! جناب کو کیا خبر کہ مظاہر حق سے کیا کام لیا جا سکتا ہے
اور "عین الہدایہ" کہاں فٹ کی جا سکتی ہے جس کی بے خبری کا یہ عالم ہو کہ مجذوب کی
جھوٹی کھچڑی سے بولنا آجائے اور سید الشہداء امام عالی مقام کا کھچڑا کھانا حرام ہو۔
یہ تو ایک عامی انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب مجذوب کی کھچڑی میں اتنی برکت ہو سکتی ہے
تو امام حسین کے کھچڑا میں کتنی برکت ہوگی مگر پالن صاحب ہیں کہ مرغے کی ایک ٹانگ!
انھیں بولنے کا ہیضہ ہے نتیجے سے بے خبر ہو کر بولنا ان کا فن ہے چونکہ جناب یہ طے
کر چکے ہیں کہ من مانی بولے رہو جی بھر کر سنیوں کی دل آزاری کرو اور جب مناظرہ کا چیلنج
دیا جائے تو یہ کہہ کر دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہو کہ ہم تو کچھ لکھے پڑھے نہیں ہیں۔ بہت ہی
آسان نسخہ جناب کے ہاتھ آگیا ہے۔ چنانچہ ابھی حال کا واقعہ ہے کہ کلکتہ کی تقریر میں جناب
نے بخاری شریف کا حوالہ دیا۔ میرے عزیز قاری خلیل الرحمٰن صاحب نے بخاری شریف
کھول کر رکھ دیا کہ دکھایئے بخاری شریف میں کہاں ہے۔ بہت سے دیوبندی علماء اور
تبلیغی جماعت کے اُمراء اسٹیج پر بیٹھے تھے ہاتھوں ہاتھ بخاری شریف گھومتی رہی مگر
کوئی دیوبندی عالم پالن صاحب کی تقریر کا حوالہ بخاری شریف میں نہ دکھا سکا اسی لئے
کہنے والے نے کہا ہے۔

بے عشق محمد کے جو پڑھتے ہیں بخاری ،، آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

حوالہ طلب کرنے پر بخار تو آگیا مگر بخاری میں نہ دکھا سکے۔ چنانچہ ابھی گذشتہ برس کی
بات ہے مدنپورہ گوشت بازار بمبئی میں پالن صاحب کے وعظ کا پروگرام بنا اعلان
دیکھتے ہی سنیوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور بطور احتجاج آن کی آن میں پچاس ہزار
سے زائد سنیوں کا قافلہ مدنپورہ میں آ گیا۔ جس کی قیادت برادرم عبدالرحیم انصاری

جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء بمبئی عظمیٰ نے کی، اس پُر امن احتجاج کا یہ اثر ہوا
کہ مدنپورہ گوشت بازار میں پالن صاحب کا جلسہ نہ ہو سکا اور معاملہ (سی آئی ڈی مسلم برانچ)
تک پہنچا مسٹر جوگ صاحب جو اس وقت غالباً کمشنر آف پولیس کے عہدہ پہ فائز ہیں انتہائی
منصف مزاج، علم دوست، انصاف پسند اور شریف الطبع آدمی ہیں معاملہ ان کے پاس
پہنچا اور اس سلسلہ میں سُنی جمیعۃ العلماء کے وفد نے تین بار جوگ صاحب سے ملاقات
کی اور یہ نشست گھنٹوں کی رہی ہم لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ مسٹر جوگ کی موجودگی
میں پالن صاحب بھی اپنے وفد کے ہمراہ آجائیں لیکن پالن صاحب کے وفد نے[ع۵] انھیں لانے
سے انکار کر دیا۔ اس سلسلہ میں جو ہماری تیسری ملاقات تھی اس میں جوگ صاحب نے
مسلم لیگ کے رہنما مولانا ضیاء الدین صاحب بخاری کو بھی مدعو کر لیا تھا جوگ صاحب نے
مجھ سے دریافت کیا آخر شش آپ چاہتے کیا ہیں کیا بمبئی میں مولانا حقانی کا وعظ نہ ہونے
دیا جائے؟ میں نے جواباً عرض کیا نہیں! میرا مطالبہ یہ نہیں ہے ایک آزاد جمہوری ملک
میں یہ مطالبہ کیسے کیا جا سکتا ہے کہ فلاں پارٹی یا فلاں لیڈر کا جلسہ نہ ہو سکے۔ جوگ صاحب
نے فرمایا پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا میرا مطالبہ یہ ہے کہ اگر علماء برملا اپنی تقریروں
میں یہ کہتے ہوں کہ علماء دیوبند نے ایسا لکھا ہے اور یہ لکھا ہے تو ہم اپنی طرف سے
دیوبندی عوام و خواص کو اجازت اور چھوٹ دیتے ہیں کہ وہ سُنی عالم سے اس کا حوالہ طلب
کریں اور ہمارے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کہی ہوئی بات کا حوالہ پیش کریں تاکہ
جو جلسوں کا مقصد ہے وہ پورا ہوتا رہے ورنہ یہ اصلاحی جلسے بجائے حق گوئی کے الزام
تراشی اور بہتان بندی کے اکھاڑے بن جائیں گے۔ اور یہی مطالبہ ہمارا علماء دیوبند
سے ہے اگر اس کا کوئی عالم یا ترجمان یہ کہتا ہو کہ علماء اہلسنت نے یہ لکھا ہے تو سُنی عوام

[ع۵] پالن صاحب کے وفد کی قیادت غالباً گرنا کے احسان صاحب کر رہے تھے۔

وخواص کو اس کی اجازت ہے کہ وہ دیوبندی نمائندے سے اس کا حوالہ طلب کریں اور اس کو وہ سمجھائے ہم اس طرح کی تحریر دینے کو تیار ہیں اور یہی تحریر آپ علماء دیوبند سے حاصل کرلیں اس پر مولانا ضیاء الدین صاحب بخاری نے کہا نظامی صاحب مطالبہ آپ کا صحیح ہے مگر مولانا حقانی کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کو بھی سمجھا نہیں سکتے۔ اس پر ایک قہقہہ بلند ہوا۔ میری اس رائے کو جوگ صاحب نے بھی بہت پسند کیا لیکن انھوں نے اتنی ترمیم کی کہ سردست۔ ایسا کیجئے مولانا حقانی کی تقریروں کو ٹیپ کرکے قابل اعتراض باتوں سے مجھے مطلع کیجئے تاکہ میں ان کو اس سے خبردار کرکے اس کا پابند بنا سکوں کہ وہ ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں کسی کے خلاف نہ کریں اور اگر اس کے بعد بھی وہ باز نہ آئے تو پھر ہم کوئی دوسری مناسب کارروائی کریں گے! ــ چنانچہ سنی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام پالن صاحب کی تقریباً نو تقریریں ٹیپ کی گئیں۔ اور قابل اعتراض باتوں کی نشاندہی کرکے جوگ صاحب کی خدمت میں اسے پیش کیا گیا لیکن یہ کارروائی اردو زبان میں تھی اس لئے جوگ صاحب نے اسے انگریزی زبان میں طلب کیا۔[1] بہرحال یہ معاملہ چل رہا ہے اور سنی جمعیۃ العلماء جو کروڑوں سنیوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اسے آخری مرحلہ تک پہونچا کر دم لے گی۔ بات یہ چل رہی تھی کہ پالن صاحب اپنے متعلق مطمئن ہیں کہ من مانی کہے جاؤ اور جب مناظرے کا چیلنج دیا جائے تو یہ کہہ کر دامن چھڑا لیں گے مناظرہ عالم کا کام ہے میں نے مل کے علاوہ درسگاہ کی صورت تک نہیں دیکھی اور اب تو جسارت و ڈھٹائی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ کھیڑے اور دیہات میں خود مناظرہ کا چیلنج دیتے ہیں۔ چنانچہ دو برس پہلے کی بات ہے بڈیلہ ضلع بستی کے پاس غالباً اس گاؤں کا نام "جوری" ہے پالن صاحب کی تقریر تھی اور درمیان وعظ

[1] اب جبکہ میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں مجھے اس کا علم نہ ہو سکا اسے انگریزی کرا کے جوگ صاحب کو دیا گیا یا نہیں)

میں جناب نے گلے کی رگیں پھلاکر سنیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا جلسہ ختم ہوتے ہی ایک بوڑھے (جن کا نام مجھے یاد نہیں) سنی مجاہد پہونچے کہ یالن صاحب جائیے نہیں آپ نے چیلنج مناظرہ دیا ہے وہ ہمیں منظور ہے اتنا سنتے ہی یالن صاحب کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں بغلیں جھانکنے لگے دبی آواز میں کہا مناظرہ یہاں نہیں خلیل آباد میں ہوگا۔ سنی مجاہد نے کہا آپ نے چیلنج یہاں دیا ہے اور مناظرہ خلیل آباد میں ہوگا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب میں آپ کو جانے نہ دوں گا۔ بڑیلہ میں مدرسہ تدریس الاسلام ہماری عظیم درسگاہ ہے ہم وہاں سے مولانا اعجاز احمد خاں صاحب اور دوسرے علماء کو بلاتے ہیں اب بغیر مناظرہ کے آپ جا نہیں سکتے جب یالن صاحب نے دیکھا کہ چیلنج مناظرہ دیکر ہم تو برے پھنسے تو لگے توبہ تلّہ کرنے ارے بھئی ہم تو مولانا نہیں ہیں زبان سے نکل گیا معاف کرو۔ اب آئندہ چیلنج نہیں کریں گے غرضکہ ع جان بچی تو لاکھوں پائے + خیر سے بدھو گھر کو آئے

اور یہ یالن صاحب کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے برسوں پہلے شروع شروع جب بمبئی میں چلیا قوم نے یالن صاحب کے جلسوں کا انتظام کیا تو جناب نے اپنی ایک تقریر میں سنیوں کی دل آزاری کرتے ہوئے یہ کہا کہ ایک بار قحط پڑا لوگ پریشان ہوکر خدا کی بارگاہ میں پہونچے دیکھا کہ خدا کے سامنے روٹی کے خشک ٹکڑے ہیں اور غوث پاک کے سامنے بریانی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تو روٹی کے خشک ٹکڑے کھاتا ہوں۔ بریانی یہ کھاتے ہیں لہٰذا ان سے کہو کہ پانی یہ برسائیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بس اتنے میں اللہ تعالیٰ اور غوث پاک کے درمیان فری اسٹائل کشتی شروع ہوگئی اور اٹھا پٹک ہونے لگی۔ العیاذ باللہ من ذالک۔

اس تقریر کے بعد بمبئی میں ایک کہرام مچ گیا مگر یالن صاحب اس اصول کے

قائل ہیں ع بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ وہ شہرت اور اقتدار کے بھوکے ہیں خواہ یہ شہرت کسی بہانے ملے۔ اپنے اس کامیاب نسخے کا وہ اکثر بیشتر تجربہ کر چکے ہیں اور عموماً وہ اس تکنک کو استعمال کرتے رہتے ہیں اور کچھ بہت سے لوگ ان کے اس بتائے ہوئے نسخے سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمان ابراہیم آدم لکڑے والے اور عبدالرحیم انصاری مجاہد اہلسنت مولانا قاری عبدالقدوس کشمیری اور ان کے دیگر رفقاء کار پالن صاحب کی قیام گاہ گھگھاری محلہ پہونچے اور جناب سے سختی سے محاسبہ و مواخذہ کیا جب دیکھا معاملہ سنگین ہے اور حالات نازک ہیں لوگ مجھے معاف نہ کریں گے تو جھٹ سے توبہ نامہ لکھ دیا توبہ کی اصل عبارت ملاحظہ کیجئے

شریعت یا جہالت کے مصنّف محمد پالن حقانی کا توبہ نامہ

گجراتی تحریری توبہ نامہ کا اردو ترجمہ

مشفق مہربان۔ مسلم جماعت کے عام مسلمانوں کو جاننا چاہیئے کہ تاریخ ۲۹ رمئی سنیچر کو شب میں میں نے جو بغیر کتاب کے حوالے جو بات کہی ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ پاک کے درمیان اٹھا پٹک زبی اسٹائل کہا تھا جس کے لئے مسلمان بھائیوں کو دُکھ ہوا اس کے واسطے میں مسلمان بھائیوں سے معافی چاہتا ہوں اور وہ بات دانستہ نہیں کہا ہوں جو بات میں خود سے کہا گیا ہوں تو اللہ پاک کے دربار میں توبہ کرتا ہوں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب میں ایسی باتیں پھر کبھی تقریر میں نہیں کہوں گا۔ اور سنی بھائیوں کو دکھ ہوئے ایسی بات میں کبھی بھی نہیں کروں گا۔ دستخط محمد پالن حقانی

گواہ ۱ محمد بیگ چغتائی ۔ گواہ ۲ سلیمان گھانچی

منجانب مسلمانان بھوساری محلہ سارنگ اسٹریٹ مسلمانان مدنپورہ مولانا آزاد روڈ بمبئی ۸

توبہ نامہ کی اصل عبارت آپ نے ملاحظہ کر لیا۔ جسکی اصل کاپی عبدالرحمن ابراہیم آدم لکڑے والے کے یہاں محفوظ ہے۔ ویسے جناب کا توبہ نامہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکا ہے جس سے معلوم ہوا کہ سُنیوں کی دلآزاری، محض عوام کو ہنسانے کے لئے من گڑھت قصے اور کہانیوں کا سنانا، غیر ذمہ دارانہ باتیں کرنا، معافی مانگ لینا توبہ کر لینا یہ کوئی اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ جناب کی عادت مستمرہ اور فطرت ثانیہ ہے جناب کی زندگی میں ایسے ایک، دو نہیں سیکڑوں واقعات ہیں خود الہ آباد میں جناب کے دیے ہوئے وقت کے مطابق جب برادرم معین الدین قادری حبیبی پالن صاحب کی قیام گاہ پر پہونچے تو بجائے گفتگو کے بیت الخلاء چلے گئے اور وہیں سے شور مچانے لگے جاہے مجھے دیہاتی کہو چاہے مجھے شیطانی کہو میں بحث و مباحثہ نہیں کرتا۔ ہر چند جناب کی خوشامد کی گئی کہ کمرے میں آئیے ہم لوگ آپ سے اُلجھنے نہیں آئے ہیں سمجھنے آئے ہیں۔ مگر جناب نے ایک نہ سُنی۔ مجبوراً جب یہ لوگ کمرے سے باہر آگئے تو جناب کے جان میں جان آئی اور کمرے میں براجمان ہوئے۔ ایسے ہی پرتاب گڑھ میں جناب سے وقت لیا گیا اور وقت معینہ پر جب لوگ پہونچے تو میزبان نے خود دروازے سے انھیں باہر کر دیا اور آپ رفوچکر ہو گئے۔ گورکھپور کے عوام نے تو صاف صاف کہدیا کہ ہم ایسے جاہل اور گنوار کے جلسے میں جا کر انسانیت، شرافت اور علم و دانش کا مذاق اڑانا پسند نہیں کرتے جو خود قرآن و حدیث سے بے بہرہ ہے وہ ہمیں کیا دے سکتا ہے؟ اہل علم اسے اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ اردو زبان میں قرآن و حدیث کا رٹ لینا اور ہے لیکن قرآن فہمی و حدیث دانی اور ہی چیز ہے اس کی گہرائیوں میں جانا علماء کا کام ہے نہ کہ گنواروں کا۔ اگر ایسے ہی کھچڑیاں کھا کر لوگ بُقراط و سُقراط بننے لگیں تو درسگاہیں مقفل ہو جائیں گی۔ لیکن جب خدا دین لیتا ہے تو

عقلیں چھین لیتا ہے۔ سارے دیوبندی جانتے ہیں کہ پالن صاحب پڑھے لکھے کچھ نہیں مگر اس کے باوجود کاندھوں کا تعزیہ بنا ہوا ہے، یہ علم و فضل کی نمائش نہیں ہے بلکہ بھری محفل میں دیوبندی دنیا اس کا اعلان کر رہی ہے کہ ہماری گود میں علم نہیں جہل پرورش پاتا ہے۔ گویا دیوبندی عوام کا کہنا یہ ہے کہ ہماری نظر میں دیوبندی علمار کی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ ایسے مداریوں اور بازیگروں کی ضرورت ہے جو مجمع زیادہ اکٹھا کرتے ہوں ہمیں سند یافتہ باوقار سنجیدہ عالم سے زیادہ ضرورت کسی چرب زبان کی ہے جو خوب روئے رُلائے ہنسے اور ہنسائے۔ جم کر پھکڑ بازی کرے اِدھر اُدھر کے قصے کہانیاں سنائے۔ چونکہ اب تقریروں کا میٹریل ختم ہو چکا ہے اب گاڑی تقریر کے بل بوتے نہیں چل سکتی۔ اب تو نئے نئے شگوفے کھلاؤ۔ ان کہی کہو۔ حیرت میں ڈالنے والی باتیں کہو تاکہ نئے نئے بہانے سے مجمع اکٹھا ہوتا رہے کبھی دو ہاتھ اس سے کبھی چار ہاتھ اُس سے اب وہ کہو اور وہ سُناؤ جس کو کانوں نے نہ سُنا ہو اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہو۔ بس اب تو ہمیں عوام کی بھیڑ بھاڑ چاہیئے۔

لیکن پڑھا لکھا ہوشمند طبقہ دریا کے اتار چڑھاؤ کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہے کہ مجمع اکٹھا کرنے والے مداری کتنے پانی میں ہیں ــــ عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لئے تقریر کے بجائے دولتی چلاتے ہیں۔ یہ مارا وہ مارا یہ گرا وہ گرا اور حاشیوں کے کھڑے دلال نعرہ تکبیر   واہ واہ کیا کہنا کیا غضب کی مولانا نے تقریر تو گئی چولہے بھاڑ میں البتہ جلسہ مداریوں اور بازیگروں کی کرتب کا نمائش گاہ بن گیا اپنی تقریری کمزوریوں کے چھپانے کا یہ بہت ہی آسان طریقہ ہے اگر یہ لطائف ظرائف دوسروں پر نارہ واحملہ' اور بمبئی کی زبان میں خالی سیلی بوم مارتا ہے اور مولانا شاہ اسرار الحق صاحب کی اصطلاح میں لنگاڈگی مارتا ہے اگر پھکاڑ مار کر رونا اور قہقہے

لگاکے ہنسنا یہ داؤں پیچ نہ آتا ہو تو مجمع اکٹھا کیسے ہو؟ عوامی سند حاصل کرنے کے لئے جامع الصفات ہونا بہت ضروری ہے۔ پالن صاحب نے پڑھا لکھا تو کچھ نہیں البتہ انسانی نفسیات کا تھوڑا بہت تجربہ ہے وہ جانتے ہیں جب مسلسل بیانات ہوں گے تو تقریروں سے کام نہیں چلے گا۔ ضروری ہے کچھ چھکے پنجے استعمال کئے جائیں۔ نیچی سطح کے واعظین اکثر و بیشتر اس فن کو استعمال کرتے ہیں لیکن جن کا معیار اونچا ہے وہ مجمع لگانے کے لئے اپنا علمی وزن اور تقریری وقار گھٹاتے نہیں۔

غرضکہ وہ یہاں جاتے ہیں اس طرح کے ہتھیار سے مسلح ہو کر جاتے ہیں ویسے سنا ہے بغیر دو پستول کے سفر نہیں کرتے حتیٰ کہ جب اسٹیج پر آتے ہیں تب بھی دو پستول دائیں بائیں آویزاں ہوتی ہے۔ سنیوں پر تو یہ پھبتی کستے ہیں کہ انھیں خدا پر بھروسہ نہیں مگر خود پستول لٹکا کر اعلان کر دیا کہ ہمیں بھروسہ خدا پر نہیں بلکہ پستول پر ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پالن نوازی میں دنیائے دیوبندیت بالکل ننگی ہو گئی اب قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کو اتنا مجمع نہیں ملتا جتنا پالن صاحب کو اُلٹی گنگا بہنا اسی کو کہتے ہیں ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

بمبئی کی فضا مسموم کر لینے کے بعد دیوبندیوں نے بھیونڈی کو اپنا نشانہ بنایا اور سمجھا تھا زمین خالی ہے یہاں کے سُنیوں کو نوالہ تر کی طرح ہڑپ کر لیں گے چنانچہ بھیونڈی کی فضا مکدر کرنے کے لئے پالن صاحب کے پروگرام بنائے گئے اور جب فضا زیادہ گرم ہو گئی تو مناظرے کی ہوا شروع ہوئی۔ چند سیاسی لیڈروں نے مناظرے کو اپنی فیلڈ بنانے کا بہترین ذریعہ سمجھا اور اُسے آلہ کار سمجھ کر فیلڈ میں اُتر پڑے حالانکہ یہ ان کی سیاسی بھول تھی۔ تجربہ کار عاقبت اندیش سیاسی رہنما ایسی غلطی کبھی نہیں کرتے۔ میں کسی کو بھی موردِ الزام قرار دیئے بغیر پہلے ان کی ذمہ داری کو چیلنج کرتا ہوں

اگر اختلافات کی آگ بھڑک اُٹھی تھی تو اس پر پٹرول چھڑکنے کے بجائے پانی کی چھینٹ ڈالنی تھی ـــــ اور فریق بننے کے بجائے انھیں درمیان کی کوئی معتدل راہ اختیار کرنی تھی لیکن حالات تدریجاً بگڑتے گئے جس کے نتیجے میں طرفین کی مناظرہ کمیٹی وجود میں آگئی۔ اور اب پورے شد و مد سے ہر فریق اپنے فریق کے مقابل آگیا اور جلسوں کا بازار گرم ہوگیا میں تو بن بلایا مہمان تھا محض ناموس مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خاطر ذریعہ نجات سمجھ کر حاضر ہوگیا ـــــ چونکہ تاریخ مناظرہ سے پہلے شرائط مناظرہ کے لئے مناظرہ کمیٹی کی طرف سے چند نشستیں ہوئی تھیں سوء اتفاق کہ ان میں کسی ایک میں بھی میری شرکت نہ ہو سکی بنگلور اور میسور کے پروگرام کی واپسی میں الہ آباد آتے ہوئے چند گھنٹے کے لئے آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے آفس میں مقیم تھا بمبئی کے اخبارات میں میری آمد کا اعلان ہو چکا تھا اس لئے اہلسنت کے محبوب رہنما حضرت مولانا عبدالشکور صاحب اعظمی دیوبندیوں کی تحریر لیکر آئے اور فرمایا کہ صرف دو ایک روز باقی رہ گئے ہیں لہٰذا اس کا جواب لکھ دیجئے تاکہ وقت سے پہلے ان کا جواب بھیج دیا جائے۔ اور مناظرہ کے بعض گوشوں پر ضروری گفتگو ہوئی قلم برداشتہ اس کا جواب لکھ کر مولانا کے سپرد کر کے الہ آباد واپس آگیا کچھ دنوں بعد حضور مجاہد ملت نے پاسبان آفس کو اپنی تشریف آوری سے زینت بخشا میں نے عرض کیا کہ بھیونڈی کے مناظرہ میں آپ نے حکم تسلیم کر لیا حالانکہ ہمارے پرانے مناظروں میں اس طرح کا کوئی ریکارڈ نہیں۔ حضرت نے فرمایا میں نے منظور نہیں کیا میرا تو ہاتھ کٹ چکا تھا۔ مناظرہ کمیٹی پہلے ہی منظور کر چکی تھی لیکن اس مناظرہ کے ساتھ ایک دھاندلی یہ کی جا رہی ہے کہ دیوبندیوں نے روداد مناظرہ بھیونڈی کے نام ایک کتابچہ شائع کر دیا ہے حالانکہ وہ روداد مناظرہ نہیں ہے بلکہ اس میں جو کچھ بھی ہے وہ شرائط مناظرہ سے متعلق ہے۔ مناظرہ کی تاریخ ۷ر نومبر ۱۹۷۳ء متعین ہوئی

تھی جو شوال کا پہلا ہفتہ تھا لیکن اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ مناظرہ کی ابتداء کی
۷ر نومبر ۱۹۷۲ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے لیکن رو داد مناظرہ چھپ چکی تھی رمضان المبارک
میں یعنی مناظرہ ہونے سے پہلے رو داد مناظرہ چھپ گئی اس طرح عوام کے آنکھوں میں
دھول جھونک کر انھیں بیوقوف بنایا جا رہا ہے چنانچہ ابھی انجمن رشید لیان مصطفےٰ
بھدراوتی ضلع شیموگہ (میسور) کے پوسٹر کے جواب میں انجمن حزب اللہ بنگلور نے
جو پوسٹر شائع کیا ہے اس میں کتابوں کی فہرست میں رو داد مناظرہ بھیمڑی کا بھی
نام ہے لیکن عزیز گرامی خطیب ملت مناظر اہلسنت حضرت مولانا قاری منصور علیخاں
خطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی نے اس حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ اس کتابچہ
کو رو داد مناظرہ بھیمڑی کہنا سراسر جھوٹ دجل، مکر اور فریب ہے۔

میسور کے دیوبندیوں نے عزیزم مولانا منصور علی خاں صاحب کو چیلنج مناظرہ
دیا ہے دیوبندیوں نے حسب معمول اگر پیچھا نہ دکھایا تو انشاء اللہ العزیز یہ ایک
فیصلہ کن مناظرہ ہوگا جو دکن پر اپنے خوشگوار اثرات چھوڑے گا چونکہ بھیمڑی کا
مناظرہ پالن صاحب کی تقریر کے زہریلے اثرات کے نتیجے میں طے پایا تھا اس لیے
"قہر آسمانی" میں اس کی مختصر رو داد منسلک کر دی گئی تاکہ یہ چند صفحات اس
زہر کے حق میں تریاق ثابت ہوں۔ کہنا یہ ہے کہ رو داد مناظرہ بھیمڑی کے نام جو
کتابچہ شائع ہوا ہے سنی عوام کو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ شرائط مناظرہ
طے کرنے کے لئے متعدد اوقات میں فریقین کی جو نشستیں ہوتی تھیں اسے رو داد
مناظرہ کے نام سے شائع کر کے دیوبندی اپنی شکست کو جیت ثابت کر کے منہ کی
کالکھ دھونا چاہتے ہیں۔ ۷ر نومبر ۱۹۷۲ء کے ہونے والے مناظرہ سے متعلق جہاں
تک میری معلومات کا تعلق ہے اس کی مختصر رو داد یہ ہے برادر دینی عبد الغفور لنگائی

سیٹھ ومحمد امین سیٹھ، افلاطون سیٹھ وحافظ سہراب علی صاحب کی دعوت پر ۲۶ر رمضان کو میں بمبئی پہونچا چونکہ گھاٹ کوپر نرائن نگر میں شب قدر کی محفل پڑھنی تھی ارادہ یہی تھا کہ عید گھر پہ آکے کروں گا لیکن کرلا کی محفل کے لئے غلام مصطفےٰ بھائی حاجی زین اللہ سیٹھ. عبدالمنان سیٹھ، مقصود بھائی، جواد علی سیٹھ، صوفی نظام الدین صاحب عین اللہ سیٹھ، برادرم اصغر سیٹھ، مکرمی حاجی امین صاحب، نذر سیٹھ، حاجی عبداللہ سیٹھ، عزیزم اشفاق وغیرہ غرضکہ ہماری جماعت کے یہ وہ ہوشمند حضرات ہیں جو مسلک اہلسنت کی تہ وبیج واشاعت کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں انھیں کے اصرار پر عید بمبئی میں کیا اور نذیر سیٹھ، عظیم اللہ سیٹھ، عزیزم نور محمد سیٹھ، احمد علی سیٹھ، للو سیٹھ، کی دعوت پر دھاراوی کی محفل پڑھنی پڑی۔ اس اثنار میں مناظرہ بھیمڑی کی تاریخ قریب آگئی گھر جانے کا ارادہ کیا لیکن غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ مناظرہ چھوڑ کر گھر چلے جائیں. اس لئے مکرمی جمن آزاد سے شیخ طریقت الحاج صوفی مرشد عبدالغفور صاحب اشرفی کے نام خط بھیجا کہ اگر مناظرہ کا ہونا یقینی ہو تو میں رک جاؤں اور اگر مناظرہ مشکوک ومشتبہ ہو تو میں الہ آباد چلا جاؤں اور ایک خط مناظرہ کمیٹی کے نام بھیجا مرشد صاحب کا خط آیا مناظرہ ہو یا نہ ہو مگر آپ کا آنا ضروری ہے چنانچہ میں نے الہ آباد جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور عزیز گرامی مولانا منصور علی خانصاحب سے کہا کہ میں مناظرہ کی تیاری سے نہیں آیا مناظرہ کی کتابوں کا بکس الہ آباد میں ہے لہٰذا آپ مناظرہ کی کتابوں کو اکٹھا کرلیں چنانچہ ۶ر نومبر کی شام مولانا منصور علی خاں ادیب شہیر مولانا نسیم بستوی اور مولانا قدرت اللہ صاحب مدرس فیض الرسول براؤں شریف اور عزیزی حافظ لال محمد قادری معتمد دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کو لیکر مرشد کے یہاں پہونچ گیا اور آپ ہی کے دولتکدہ کو اپنی قیام گاہ بنایا۔" ویسے بھی بھیمڑی میں

یہ میری مستقل قیام گاہ ہے" اور بھیمڑی کے معززدیندار رئیسوں میں آپ کا شمار ہے بھیمڑی کی روانگی سے قبل میرے بعض احباب نے مجھے روکا کہ جب مناظرہ کمیٹی نے آپکو مدعو نہیں کیا تو آپ کیوں جارہے ہیں میں نے اپنے مخلصین کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ یہ جلسہ نہیں ہے مناظرہ ہے دیوبندی جب ناموس مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنار پر حملے کر رہے ہوں تو اس وقت دعوت کا انتظار نہیں کیا جاتا سُنیوں کی رگوں میں جو خون ہے اس کی بوند بوند میں وفاداری مصطفےٰ کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ اور ہمارے پاس اس کے علاوہ ہے ہی کیا ہے یہی ہماری متاعِ زندگی ہے اور توشۂ آخرت ہے ان کے کرم پر امید ہے کہ اسی بہانے وہ اپنے دامن میں چھپالیں گے۔ چنانچہ ۱۷ر نومبر ۱۹۷۳ء صبح ٹھیک ۸ بجے علمار اہلسنت کا نورانی قافلہ غنی رحیم اللہ دیوبندی کی بلڈنگ پر پہونچ گیا جہاں مناظرہ ہونا طے پایا تھا۔ دیوبندی قافلے میں مولوی ارشاد احمد سفیر دار العلوم دیوبند اور مولوی نور محمد ٹانڈوی سفیر کنز العلوم ٹانڈہ تھے۔ مولوی ارشاد کے بائیں بازو جناب پالن صاحب تھے اور ان سے متصل مفتی دار العلوم دیوبند پھر یکے بعد دیگرے مولانا ظل الرحمن وغیرہ اور مولوی نور محمد ٹانڈوی کے دائیں بازو جناب شبیر احمد صاحب راہی اور غلام محمد مومن وغیرہ تھے اور راہی صاحب کے پاس مناظرہ کمیٹی کی فائل تھی ،

ہماری جماعت میں استاذ الاساتذہ بحر العلوم مناظر اعظم حضرت مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ سلطان المناظرین رئیس المقررین صدر المدرسین حضرت مولانا الحاج مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی کانپور، شیخ الحدیث حضرت مولینا عاشق الرحمن صاحب پھر یکے بعد دیگرے مقرر گرامی حضرت مولانا سید محمد ہاشمی صاحب ــــــ ـ ـ ـ ـ ـ مولانا سید جیلانی صاحب، مولانا نسیم بستوی، مولانا منصور علی خاں، مولانا

قدرت اللہ اور راقم الحروف مشتاق احمد نظامی۔ ۷ نومبر ۱۹۷۳ء کی نشست تقریباً چھ گھنٹہ جاری رہی اور ۸ نومبر ۱۹۷۳ء کی نشست حسب قرارداد مناظرہ کمیٹی بچار گھنٹہ پر ختم کردی گئی۔

پالن صاحب ۷ نومبر ۱۹۷۳ء کی نشست میں حاضر رہے مگر اس طرح کہ چھ گھنٹہ مسلسل سر جھکائے بیٹھے رہے اس وقفہ میں نہ تو ایک لفظ بولے اور نہ ہی سر اٹھایا ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی تصویر بنے رہے غالباً پالن صاحب کو پہلے سے سکھا پڑھا دیا گیا تھا کہ خیریت اسی میں ہے کہ کچھ بولنے گا نہیں۔ چنانچہ اس حکم کی انھوں نے بھرپور پابندی کی مگر ۷ نومبر ہی کو جناب بھیمڑی سے چھوٹ گئے اور بمبئی پہونچکر انقلاب میں اپنا ایک بیان دے دیا مناظرہ جناب ہی کی تقریر کی بنیاد پر تھا اور خود ہی رفوچکر ہو گئے۔ دنیا میں ایسے ایسے مناظر ہیں۔ ۷ نومبر کی نشست میں پالن صاحب اس طرح گونگے بہرے بنے بیٹھے رہے کہ گھنٹوں ہم لوگوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ اس میں کھچڑی خور جناب پالن صاحب کون ہیں؟ وہ تو یہ کہیئے کہ مولوی ظل الرحمن دیوبندی امام مسجد سات راستہ نے اپنی ڈیڑھ منٹ کی گفتگو میں پالن صاحب کی طرف اشارہ کیا تو ہماری جماعت نے سمجھا کہ چپ شاہ یہ پراجمان ہیں۔

چنانچہ مناظرہ کی تاریخ معینہ ۷ نومبر ۱۹۷۳ء اور ۸ نومبر ۱۹۷۳ء مولوی ارشاد احمد اور مولوی نور محمد ٹانڈوی سے جو گفتگو ہوئی اس کا کسی حد تک خلاصہ دیکھو ایک پوسٹر میں شائع ہوا ہے بہت سے احباب نے اس پوسٹر کو نہ دیکھا ہوگا لہذا اب آپ اسے ملاحظہ فرمائیں تاکہ سنیوں کی فتح و نصرت اور دیوبندیوں، تبلیغیوں کی شکست و ہزیمت کا صحیح اندازہ آپ کو ہو سکے۔

ہم نے ۷ نومبر سے ۸ نومبر کی ۱۲ بجے دوپہر تک دیوبندیت کے تابوت میں

ی فتح و نصرت کی آخری کیل ٹھونک دی ہے۔ غنی رحیم اللہ دیوبندی کی بلڈنگ میں
وبندی علماء و مناظر کی موجودگی میں تمام سنیوں نے ۳۰ منٹ تک جھوم جھوم کر کھڑے
کر سلام پڑھا۔ گرجتی آواز میں میں نے اکابر علماء دیوبند کی تکفیر کی لیکن دیوبندی
ماء و مناظر اس طرح گونگے بہرے بنے بیٹھے رہے گویا سانپ نے سونگھ لیا ہو!
و سلام کو بدعت کہہ سکے اور نہ ہی اکابر دیوبند کے کاندھے سے کفر کا بوجھ اٹھا سکے
و کچھ بھی ہوا اس خداء قدیر کی تائید غیبی ہے۔ اب پوسٹر کا مضمون ملاحظہ فرمایئے۔

بھیونڈی کے مناظرہ میں علماء اہلسنّت کی فتحِ مُبین

دیوبندیوں کا بلا حکم (درج) مناظرہ سے پیہم انکار

اور اہلسنّت کا ہر حال میں مناظرہ کرنیکا اقرار و اصرار

اہلِ حق پر عیب ظالم تھوپتا ہے رات دن　　چشمِ عبرت سے ذرا اپنی سیہ کاری تو دیکھ

خدائے بزرگ و برتر کا شکر و احسان اور اس کے پیارے محبوب آقائے کائنات صلی المولی تعالیٰ علیہ وسلم کی تائیدِ غیبی ہے کہ دغاباز و رو باہ صفت دیوبندی کٹھ مُلّاؤں کی شکست و ہزیمت اور مناظرہ سے ان کا گریز و فرار آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا جس کے نتیجے میں بھیونڈی کا بچّہ بچہ کہہ رہا ہے کہ دیوبندی ہار گئے! ہار گئے!! — اور شیر دل حق پرست علماء اہلسنّت نے ان کے تابوت میں اپنی فتح و نصرت کی آخری کیل ٹھونک دی۔

ہمارے حق پرست حوصلہ مند و باہمت علماء اہلسنت کی فراخدلی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ مشورے کی نشستوں کے لئے غنی رحیم اللہ دیوبندی کا گھر منتخب کیا گیا لیکن بلا چون و چرا عاشقانِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء نے ان کے گڑھ میں جاکر علمِ حق بلند کرنے کو قبول کر لیا اور بادل کی گھن گرج کے ساتھ بھری محفل میں انھیں اور ان کے اکابر علماء دیوبند کو ان کے اقوال کفریہ کی بناء پر کھلم کھلا کافر کہا۔ مگر سبھوں کے منہ میں دہی جما رہا اور کوئی بھی اس چیلنج کے مقابل ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا اور علماء دیوبند کی موجودگی میں کھڑے رہ کر بڑی دھوم سے صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا مگر کسی نے بھی اسے فعلِ بدعت کہہ کر ہمارے علماء حق کو چیلنج نہ کیا یہ ہماری حق پرستی اور فتح و نصرت کی

بولتی مثال ہے

ہم نے سمجھا تھا کہ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۳ء کی صبح مسلمانانِ بھیونڈی کیلئے ایک حیات بخش پیغام لائے گی اور یہ صبح مہینوں کے ذہنی خلجان سے نجات دہندہ ثابت ہو گی۔ لیکن مکار دغاباز دیوبندی ملاؤں نے ڈاکٹر سیادت علی خاں جنھوں نے اولاً حکم ہونا منظور کر لیا تھا مگر بروقت اپنی علالت کی اطلاع دیکر اپنی آمد سے معذوری کا اظہار کیا (ان کا وہ خط ہمارے فائل میں موجود ہے اور نقل آگے آ رہی ہے) بس! ان کا یہ خط دیوبندی ملاؤں کیلئے ! ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن گیا اور اس خط کو ان لوگوں نے جعلی قرار دیکر شور و ہنگامہ بپا کیا۔ اسی اثناء میں حواس باختہ شبیر راہی نے اپنی بھرپور بوکھلاہٹ کے ساتھ اس خط کو پڑھنا شروع کیا جسے وہ بگمانِ خویش ڈاکٹر میر سیادت علیخاں کا خط کہتے ہیں جسے بقول ان کے جوابی تار کے جواب میں ڈاکٹر میر سیادت علی خاں نے بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت علامہ نظامی صاحب نے ایک بہت اہم قانونی گرفت کرتے ہوئے شبیر راہی سے دریافت کیا کہ جب حکم کا انتخاب و تقرر ہمارے ذمہ ہے تو آپ نے جوابی تار اور خط و کتابت کی رسم و راہ ان سے کیوں پیدا کی؟ ہو نہ ہو! دال میں کالا معلوم ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی شبیر راہی نے مبہوت و سراسیمہ ہو کر جواب دیا کہ ان سے رابطہ پیدا کرنے کا ہمیں بھی آپ کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے۔ اس پر حضرت علامہ نظامی صاحب نے دوسرا اہم سوال کیا کہ رابطہ پیدا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تار اور خط کو ہم سے صیغۂ راز میں رکھا جائے بلکہ اس طرح کی ہر کاروائی کو ہمارے علم میں لانا ضروری ہے لہٰذا اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہم اب آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ تار کا وہ مضمون ہمیں دیجیے جسے آپ نے ڈاکٹر میر سیادت علیخاں کو بھیجا تھا۔ ورنہ ہم اس کا یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے انھیں لانے کی ہر ممکن جدوجہد کی اور آنجناب نے انھیں دھمکی دیکر آنے سے روک دیا۔ یہ سنتے ہی ان لوگوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اور پاؤں تلے زمین

کھسک گئی اس کے بعد حضرت علامہ نظامی صاحب نے اسے واضح لفظوں میں کہا کہ ہماری محنتیں صرف اس لئے رائیگاں ہوگئیں کہ آپ لوگوں نے ہم سے پوشیدہ رکھتے ہوئے حکم منتخب سے ایسا ناجائز رابطہ قائم کیا جو متفقہ تحریر کے خلاف اور ایک سوچی سمجھی سازش تھی ۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اس تار کا مضمون دیجئے جسے آپ نے میر سیادت علی خاں کو بھیجا ہے اس مطالبہ پر علماء دیوبند کو اس کا یقین ہوگیا کہ اگر ہم نے تار کا مضمون دیدیا تو ہمارے مکرو فریب کی قلعی کھل جائے گی ۔ اور حکم (جج) کی معذوری مناظرے سے فرار و گریز کے لئے بطور حربہ استعمال کیا ہے اس کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوٹ جائے گا ۔ چنانچہ انھوں نے اس مطالبے پر شور و ہنگامہ برپا کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا کہ علامہ نظامی صاحب نے حکم کی توہین کی ہے ۔ اس لئے اپنے الفاظ واپس لیں ۔ اس پر علامہ نظامی صاحب نے گرجتے ہوئے کہا کہ توہین میں نے نہیں کی بلکہ ڈاکٹر میر سیادت علی خاں کا وہ خط جو ہمارے فائل میں محفوظ ہے جسے آپ لوگوں نے بھی تسلیم کیا ہے اِسے جعلی قرار دے کر آپ لوگوں نے حکم کی توہین کی ہے لہذا آپ کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئے اس کے بعد پھر آپ نے اپنے مطالبے کو دہرایا کہ

اگر آپ لوگوں نے خط کے ذریعے انکے پاس یہاں کے حالات غلط طریقے سے پیش کر کے انھیں مرعوب کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہمیں وہ تار و خط ملنا چاہیئے جس کے مطالبے کے ہم بجا طور پر حقدار ہیں ۔ اس پر ان لوگوں نے وہ خط اور تار کا مضمون ہمیں دینے سے انکار کر دیا ۔ اسی اثناء میں مخدوم زادہ مولانا الحاج سید محمد ہاشمی میاں نے فرمایا کہ اب جو پوزیشن پیدا ہوگئی ہے اس کا ہمیں نے ایک آسان ترین حل تجویز کر لیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ فریقین کے دو دو آدمی بذریعہ ہوائی جہاز حیدر آباد بھیجے جائیں

تاکہ فریقین اپنے اپنے فریق سے متعلق ڈاکٹر میر سیادت علیخاں صاحب سے اپنا اطمینان حاصل کر سکیں۔ اور ادھر مناظرے کی کاروائی بھی جاری کردی جائے۔ تاکہ ہم جس مقصد کیلئے اکٹھا ہوئے ہیں اس میں جمود و تعطل نہ پیدا ہو سکے۔ یہ فیصلہ انتہائی معقول و پسندیدہ تھا مگر اسے سنتے ہی علماء دیوبند کے چہروں پر اوس پڑ گئی اور اس فیصلے کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا محض اسلئے کہ وہ تو مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ و مفتی اعظم کانپور حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب قبلہ کی پر وقار و باہیبت نورانی صورتوں اور دیگر علماء اہلسنت کے رعب دار چہروں ہی کو دیکھ کر سراسیمہ ہو چکے تھے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس فیصلہ کو مان کر اپنے اوپر مناظرہ مسلط کر لیتے۔ جسے وہ ہرگز نہیں چاہتے تھے! ادھر جب حیدر آباد بھیجنے کی تجویز پیش کی گئی تو ایک مرد مجاہد سیٹھ محمد ہاشم ناز فرنیچر مارٹ بمبئی نے فرمایا کہ ہوائی جہاز سے آمدورفت کا خرچ میں دیئے دیتا ہوں تاکہ تحقیق کرنے والے حیدرآباد جائیں اور مناظرہ کرنے والے مناظرہ کرتے رہیں۔ یہ سنتے ہی پھر دیوبندیوں نے شور مچایا جس پر مناظر اعظم مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب قبلہ نے گرجتی ہوئی آواز میں فرمایا۔ "چپ رہو! چپ رہو! گلی گلی چندہ مانگتے ہوئے تمھیں شرم نہیں آتی اور جب ایک ضروری کام کیلئے ایک صاحب خیر خود روپے کی پیشکش کر رہا ہے تو اپنی آنکھیں لال پیلی کر رہے ہو۔ محض اسلئے کہ اگر یہ صورت اختیار کیجائے تو مناظرہ کی نوبت آجائے" حکم (جج) سے متعلق ہم نے اصل معاملہ عوام کی کورٹ میں پیش کردیا تاکہ عوام اس کی روشنی میں یہ فیصلہ کر سکیں کہ حق بجانب کون ہے؟ اگر ہمارا کوئی پہلو کمزور ہوتا تو ہم طرفین کا ہوائی جہاز سے آمدورفت کا خرچ دیکر حیدرآباد جانے اور بھیجنے کیلئے تیار نہ ہوتے لیکن ہم نے اس راہ کو اختیار کیا جس سے مناظرہ رکنے نہ پائے۔ لیکن علماء دیوبند "مرغے کی ایک ٹانگ" پر اڑے رہے کہ ہم بلا حکم مناظرہ نہیں کر سکتے گویا ان کے یہ مناظرہ

ضروری نہیں ہے بلکہ حکم (جج) ضروری ہے۔ اور ہم نے حکم کو نہیں مناظرہ کو ضروری سمجھا۔ رہ گیا ان کا یہ کہنا کہ مجاہد ملت نے ان کے دس سوالوں کا جواب نہ دیا یہ سراسر جھوٹ (دجل) مکر اور فریب ہے۔ مناظرے سے تقریباً دو ہفتہ پیشتر مجاہد ملت کی تحریر نمبر ۱ ہی وصول کر چکے ہیں وہ تحریر ان کے سوالات کا الزامی جواب ہے مگر یہ نادان اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ اس تحریر کا مقصد کیا ہے جس دن یہ سمجھ لیں گے انکی بکواس اور خبط الحواسی ختم ہوجائیگا اس تحریر کے وصول کر لینے کے بعد یہ الزام لگانا کہ مجاہد ملت نے جواب نہیں دیئے یہ خود ان کی شکست و ہزیمت کی روشن دلیل ہے چنانچہ الزامی جواب کے ساتھ اس امر کی صراحت اور وضاحت ہے کہ جب آپ اس کے جوابات دیں گے تو دست بدست آپ کو تحقیقی جوابات بھی دیدیئے جائیں گے۔ اگرچہ انھوں نے مجاہد ملت کے ان الزامی جوابات کا جواب نہیں دیا۔ اس کے باوجود مجاہد ملت حسب وعدہ تحقیقی جوابات بھی انھیں دست بدست دے چکے ہیں۔ لہذا ان سے جوابات طلب کرنے کا حق مجاہد ملت کو پہنچتا ہے نہ کہ مجاہد ملت سے انھیں یہ تو وہی ہوا کہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"، ۲ نومبر ۶۳ء کی نشست ختم ہونے کے بعد علماء دیوبند سے یہ دریافت کیا گیا کہ کل بھی یہ نشست ہو گی یا نہیں؟ —— مجاہد ملت کے اس سوال پر مولوی ارشاد دیوبندی نے یہ کہا کہ مناظرہ کمیٹی اپنا کام کرتی رہے لیکن ہم لوگ کل ۳ نومبر ۶۳ء صبح ۸ بجے معمول کے مطابق پھر یہیں بیٹھیں۔ چنانچہ حسب پروگرام علماء اہلسنت ۸ بجے صبح غنی رحیم اللہ دیوبندی کے گھر پہونچ گئے۔ ہمارے حافظ و قاری نے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد مولانا ارشاد دیوبندی نے اپنے حافظ کو قرآن مجید پڑھنے کا اشارہ کیا اس نے جیسے ہی ختم کیا پھر آنجناب نے دوسرے حافظ کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے ختم ہونے پر آپ نے تیسرے حافظ کو قرآن پڑھنے کی اجازت دی اس پر حضرت علامہ نظامی صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ شبینہ و تراویح کی محفل نہیں ہے۔ آپ نے ہمیں گفتگو کیلئے بلایا ہے اس پر مولانا ارشاد نے یہ کہا کہ آپ ہمیں قرآن پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اس پر علامہ نظامی صاحب نے

فرمایا اسے روکنا کہا جائے گا یا یہ کہ آپ کو ڈھنگ اور سلیقہ سکھانا کہا جائے گا؟ ورنہ کل میدانِ مناظرہ میں جب ہم آپ سے سوال کریں گے اور آپ بجائے جواب دینے کے سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کر دیجئے گا تو یقیناً میں آپ سے کہوں گا کہ یہ تلاوت کا موقعہ نہیں ہے بلکہ اس وقت آپنے جواب دینے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ اس پر وہ نہ مانے اور پھر قرآن پڑھاتے رہے۔ جیسے ہی قرآن کی تلاوت ختم ہوئی ویسے ہی حضرت علاّمہ نظامی صاحب نے اپنے بزرگوں سے فرمایا کہ کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھا جائے چنانچہ جھوم جھوم کر صلاۃ وسلام پڑھا گیا اور علماء دیوبند بالکل خاموش بیٹھے رہے سلام ختم ہونے کے بعد حضرت علامہ نظامی صاحب نے حنیف سیٹھ سے یہ کہا کہ آپ دوپہر کا کھانا یہیں لائیے اور اس وقت تک ہم لوگ یہاں سے نہیں جائیں گے تا وقتیکہ مولوی ارشاد یہ نہ کہہ دیں کہ ہم گفتگو کرنے کو تیار نہیں۔ آپ لوگ چلے جائیں۔ جب مولوی ارشاد نے یہ سمجھ لیا کہ یہ لوگ نہیں جائیں گے تب مجبوراً بادلِ ناخواستہ مولوی ارشاد نے کہا مجھے صرف ایک بات کہنی ہے۔ اس پر نظامی صاحب نے فرمایا ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ آپ بولئے تو سہی اس پر گفتگو کا آغاز ہوا چنانچہ، نومبر ۶۳ء سے لیکر ۸ نومبر ۶۳ء کی نشست تک ہم اپنے اس مطالبہ کو دہراتے رہے کہ ہم لوگ بلا حکم مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں اس کے مقابل آپ کا جو موقف ہو اسے واضح کریں اس پر علماء دیوبند یہ تو برابر کہتے رہے کہ بلا حکم ہم کسی قیمت پر مناظرہ کرنے کو تیار نہیں ہیں جب ان سے یہ مطالبہ کیا جاتا کہ آپ اسی کو لکھکر دے دیجئے تو وہ یہ کہکر انکار کر دیتے کہ آپ ہمیں لکھنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ انھیں ۵ نومبر ۶۳ء کی وہ متفقہ تجویز بار بار دلائی گئی جس میں یہ طے پایا تھا کہ حکم کی معذوری کے بعد اب مناظرہ بلا حکم کے ہو یا نہ ہو؟ گویا مناظرہ کمیٹی حکم کی معذوری کو تسلیم کر چکی تھی اور اب یہ معاملہ طرفین کے علماء کے سپرد کر دیا گیا کہ اس بارے میں جو ان کی رائے ہوگی اسی پر عمل درآمد ہوگا چنانچہ مناظرہ کمیٹی کی اطلاع پر علماء اہلسنت نے علی الفور اپنی تحریری منظوری بھیجدی کہ ہم

بلا حکم مناظرہ کے لئے ہر وقت تیار ہیں مگر علماء دیوبند اولاً تو ٹال مٹول کرتے رہے لیکن جب سختی سے محاسبہ اور مواخذہ کیا گیا تو انھوں نے بلا حکم مناظرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ مناظرے سے بھی انکار کر دیا اور اپنی اس کہی ہوئی بات کی تائید میں تحریر دینے سے بھی انکار کر دیا۔

۲۹ رمئی ۶۳ء کو نمائندہ کمیٹی جو بارہ افراد پر مشتمل ہے۔ اس نے متفقہ فیصلہ کرتے ہوئے علمائے فریقین کو آگاہ کیا کہ مناظرہ کیلئے حکم مقرر کیا جائے۔ نمائندہ کمیٹی کے اس فیصلہ کو کہ حکم مقرر کیا جائے علمائے فریقین نے تسلیم کیا اور طے پایا کہ مناظرہ حکم کی نگرانی میں ہوگا لیکن افسوس صد افسوس ہمیں مدت معینہ میں اپنے مقرر کردہ حکم ڈاکٹر میر سیادت علی خاں کا یہ معذرت نامہ دستیاب ہوا جو مہتاب خاں کے نام ہے۔ جج صاحب نے مہتاب خاں کے نام اس لئے لکھا کیونکہ جج صاحب کو حکم بننے پر مہتاب خاں نے ہی راضی کیا تھا۔

شائع کنندگان

مولانا سید محمد ہاشمی میاں۔ سیٹھ غلام رسول ہدایت اللہ سرفراز فقیہ۔ سید محمد جیلانی میاں محمد اکبر سردار۔ منظور حسین بہادری۔

یہ ۶، ۸ ر نومبر ۸۳ء کی گفتگو کا ایک اجمالی خاکہ ہے جو اس یقین کیلئے کافی ہے کہ اسمیں کس کا پلہ تھا۔ ۷ ر نومبر کی نشست سے پہلے مولانا ارشاد نے اعلان کیا تھا کہ میں ایک مہینے بھیمڑی میں مقیم ہونگا لیکن ۷، ۸ کی مجلس مباحثہ میں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے بڑے بوڑھے سبھی موجود تھے اور انھوں نے اپنے ماتھے کی آنکھ سے اپنے علماء کی بوکھلاہٹ بدحواسی، بوالفضولی، کٹ حجتی، ضد اور ہٹ دھرمی بیکسی و بیچارگی احساس کمتری وعلمی بے مائگی اور تنیم العقلی کو دیکھ لیا تھا اس لئے دوسرے تیسرے ہی دن انکا بوریہ بستر گول کردیا حتی کہ روداد مناظرہ سنانے کیلئے بمبئی تک نہیں آنے دیا۔ کلیان سے ہی رخصت کردیا البتہ پالن صاحب پہلے ہی دن بمبئی سے بھاگ کھڑے ہوئے اور میں جیتا نی ہار گئے الاپتے گئے چونکہ شرائط مناظرہ میں یہ طے تھا کہ مناظرہ ۷ نومبر سے شروع ہوکر مسلسل دس روز تک ہوتا رہیگا اور اگر اس سے زیادہ کی ضرورت سمجھی جائیگی تو دس دن پر مزید اضافہ کردیا جائیگا اس لئے ضابطے کی پابندی کرتے ہوئے علماء اہلسنت مسلسل دس دن بھیمڑی میں مقیم رہے محض اس خیال سے کہیں دس روز کی درمیانی مدت میں دیوبندیوں کی طرف سے پھر کوئی شدید حملہ ہو تو میدان خالی نہ رہے چنانچہ گیارہویں دن ہم لوگ بھیمڑی سے بمبئی آئے۔ خدا سلامت رکھے کرلا کے پرجوش سنی مسلمانوں کو انھوں نے گیارہ روز کا پروگرام بنایا اور مسلسل گیارہ روز بیانات ہوتے رہے اسٹیج علماء اہلسنت آئمہ مساجد واکابرین دین وملت سے بھرا رہتا روزانہ کے سنی مسلمان لوکل ٹرینوں اور لاریوں پر بھر کے آتے۔ سڑک کے دورویہ ٹیکسیاں اور پرائیوٹ کاروں پر لوگ بیٹھکر بیانات سنتے کرلا کھاڑی والی مسجد سے روزانہ کئی لاریاں بھی بھر کر مرد عورتیں بچے آتے دھاراوی اور چمبور سے لاریاں آتیں۔ غرضیکہ جوش وخروش کا ایک سماں بندھ گیا تھا پھر اس کے بعد بمبئی کے مختلف محلوں میں عظیم الشان جلسے ہوتے رہے اور پالن صاحب نے ریت کی جو دیوار اٹھائی تھی وہ چشم زدن میں اراراد دھم ہوکر گر گئی لیکن مہینوں کی جدوجہد کا سہرا کرلا گھاٹ کوپر کے سنی مسلمانوں کے سر رہا۔۔۔!

مناظرہ کی روداد مناظرہ ہونے سے پہلے چھاپ دینا مناظرہ کی غلط روداد چھاپنا یہ دیوبندیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بھنگواں ضلع گونڈہ کا چھ روزہ مناظرہ بالکل خاموش

مناظرہ تھا جس کی تفصیل آپ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے لیکن میدان مناظرہ سے بھاگ کر جب مولوی ارشاد وغیرہ فیض آباد پہنچے تو وہاں کے دیوبندیوں کو ٹیپ ریکارڈ سنایا جسمیں ٹیپ تھا کہ سنیو چپ کیوں ہو گئے"۔ بولتے کیوں نہیں کیا تمہیں سانپ سونگھ گیا۔ ارے بولو بولو کچھ تو بولو! دنیا میں اس ڈھٹائی اور بے حیائی کا جواب نہیں۔ خود ہی جناب نے ادھم مچایا کہ تحریریں سنائی نہ جائینگی۔ مناظرہ بالکل خاموش ہوگا۔ اور اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ "مناظرہ ٹیپ بھی ہو رہا ہے ان ظالموں سے کون پوچھے کہ جب مناظرہ تحریری تھا اور بالکل خاموش تو یہ ٹیپ کہاں سے کر لیا گیا محض اپنوں میں لاج رکھنے کیلئے کالی کوٹھری میں اکیلے گرجے برسے اور اسی کو ٹیپ کر کے یہ کہدیا کہ دیکھو ہم مناظرہ میں سنیوں کو للکار رہے ہیں۔ آخرش یہ کاغذ کی ناؤ کب تک چلے گی۔

بہر حال سنی عوام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ غلط پروپگنڈے کے شکار نہ ہوں اولاً تو دشمنان رسول اور شاتمان اولیاء اللہ کے جلسے میں انھیں جانا ہی نہ چاہیئے عملاً ایسے جلسوں کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ تاکہ پالن جیسے قصہ گو واعظین کو اس کی عبرت ہو کہ سرور کائنات کے شیدائی دشمنان رسول کی صورت تک نہیں دیکھنا چاہیئے اور یہی محبت و ایمان کا تقاضہ بھی ہے اور اگر شومی قسمت سے چلے گئے تو پالن صاحب سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ جس طرح ہمارے سنی علماء لاکھوں کے مجمع میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں ایسے ہی تم بھی حفظ الایمان اور تقویۃ الایمان وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اسے بیان کرو بھری محفل میں اپنے عقیدے کو چھپاتے کیوں رہو۔ اگر مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ لکھا ہے کہ جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ رسول اللہ کا جو علم ہے ایسا ہر جانور، پاگل مجنون بہائم سبھی کو حاصل ہے معاذاللہ! اگر تم سچے ہو تو اپنے وعظ میں اپنے اسی عقیدے کا اعلان کرو اور اسے ثابت کرو میں سنے گذشتہ برس گونڈا کے جلسے میں جو پالن کے رد میں ہوا تھا اس کا مطالبہ کیا تھا اگر دیوبندیوں کے سینے میں دم خم ہے تو میلاد و فاتحہ کی گفتگو چھوڑ کر اپنے عقیدے کا پرچار کریں۔ آخرش اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کلیجہ کیوں کانپتا ہے۔ چنانچہ اس واضح

مطالبہ کا اتنا خوشگوار اثر ہوا ہے کہ سنیوں میں تصلب پیدا ہوا اور بعض مساجد میں بعد نماز فجر سلام شروع ہو گیا۔

واضح رہے کہ پالن صاحب اپنا وعظ جمانے کیلئے ہر ہتھکنڈے کو استعمال کرتے ہیں۔ خود شہر آلہ آباد میں دارالعلوم غریب نواز سے متصل منصور پارک میں جب جناب کا جلسہ ہوا تو آنجناب نے فرمایا کہ جب میں مزدور تھا تو قوالی گاتا تھا۔ داڑھی منڈاتا تھا تو اس وقت سنی تھا لیکن جب سے میں نے داڑھی رکھ لی، وعظ کہنا شروع کیا تو اس وقت سے وہابی ہو گیا۔ گویا سنی اسے کہتے ہیں جو داڑھی نہ رکھے، شراب پیئے، جوا کھیلے معاذ اللہ اور وہابی اُسے کہتے ہیں جو داڑھی رکھے جوا نہ کھیلے شراب نہ پیئے اس فضول گوئی کے بعد سنی عوام میں بڑا ہیجان پیدا ہوا تو اسی وقت میں نے ایک پوسٹر کی ترتیب دی جسکی سرخی ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کی پہچان اس میں میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ داڑھی رکھنے والے کو وہابی نہیں کہتے بلکہ جو یہ کہے کہ کالا کوا کھانا ثواب ہے اس طرح ان کی کتابوں سے اٹھائیس حوالے جات پیش کیے گئے کہ جس کے یہ عقیدے ہیں اسکو وہابی کہتے ہیں۔ اس پوسٹر کے شائع ہوتے ہی وہابیوں دیوبندیوں پر اوس پڑ گئی، اور شہر کی پوری فضا بدل گئی شہر کا دیوبندی انگاروں پر تڑپنے لگا اس وقت شہر کے دیوبندیوں کو احساس ہوا کہ اگر ہم پالن کی پرورش نہ کرتے تو آج ہمارے اکابر کا بھرم نہ کھلتا اور مرا تو معمول یہ ہے کہ پالن کے رد میں جو جلسہ ہوتا ہے اسمیں میں پالن صاحب کو نشانہ نہیں بناتا بلکہ اکابر دیوبند کی کفریات پر گفتگو کرتا ہوں اور اسی بہانے اساطین دیوبند کے چہرے کا دبیز پردہ اٹھا دیتا ہوں۔ گذشتہ برس کاٹھیاواڑ کے دورہ میں آخری پروگرام وانکانیر میں ہوا تھا۔ جو پالن صاحب کا اب وطن ہو چکا ہے۔ ان کے گرگوں نے شور مچایا کہ بریلی کا سب سے بڑا آگ لگانے والا فسادی آ رہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے منتظمین جلسہ سے کہا کہ نظامی صاحب سے کہدیا دو تقریر میں ہمارے علماء کا نام نہ لیں، میں نے دوران تقریر میں کہا دوستو ایک بات بتاؤ۔ لوگوں کا نام کس لئے رکھا جاتا ہے۔ مجمع نے جواب دیا۔ اس کو اسی نام سے پکارا جائے اور ایک کی دوسرے سے پہچان ہو جائے۔ میں نے کہا

مگر یہاں کی ریت ورسم تو الگ ہے لوگ کہتے ہیں ہمارے مولانا کا نام نہ لیا جائے۔ آخر ش یہ نام رکھا کس لیئے گیا اچھا انکا نام رکھ دو "کچھ نہیں" تو ہم یہ کہیں گے "مولانا کچھ نہیں" جب عقل ماری جاتی ہے تو آدمی یونہی آئیں بائیں شائیں ہانکتا ہے۔ انتباہ کے زیر عنوان گفتگو کچھ زیادہ پھیل گئی محض دو ایک صفحہ کیلئے قلم اٹھایا تھا۔ مگر یہ ایک معلوماتی گفتگو ہے اس سے آپ کو لائن ملے گی اور ذہنی خاکہ بنے گا۔

پالن صاحب کی تقریر کے جواب میں جو پوسٹر دار العلوم غریب نواز الہ آباد نے "سنی تبلیغی جماعت" کے زیر اہتمام شائع کیا تھا۔ اگر آپکے ذوق مطالعہ پر بار نہ گذرے تو اسے بھی پڑھ لیجئے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ دیوبندیت کس کوڑھ اور کینسر کا نام ہے؟

تہرآسمانی میں عقائد اہلسنت سے گفتگو نہیں کی گئی لہذا ناظرین سے گذارش ہے اگر "شریعت یا جہالت" کے بخیئے ادھیڑنے کیلئے جلد اول کافی ہو تو یہ سلسلہ اسی پر ختم کر دیا جائے۔ اور جلد دوم کی اشاعت نہ ہو اور اگر آپ تشنگی محسوس کرتے ہوں تو اپنی رائے سے فوراً مجھے مطلع کریں تاکہ جلد دوم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا جائے۔

مجھے آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔

اب پوسٹر کا مضمون ملاحظہ کیجئے

اس کے بعد تدریجاً ایک ایک عنوان کو پڑھتے جائیے۔

دیوبندیوں اور وہابیوں کی پہچان

جناب پالن صاحب کی رٹی رٹائی گمراہ کن تقریروں سے عام مسلمانوں میں جو ایک ذہنی خلفشار ہے اس پوسٹر کے ذریعہ اس غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے چونکہ یہ غلط پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ ڈاڑھی رکھنے والے کو وہابی کہا جاتا ہے اور جوا کھیلنے والے شراب پینے والے کو سنی! یہ بات بالکل خلاف واقعہ بلکہ سفید جھوٹ بہتان بندی اور الزام تراشی ہے۔ ہم علماء دیوبند کی کتابوں کے حوالہ جات سے یہ ثابت کرینگے کہ وہابی اور دیوبندی نمازی روزہ دار کو نہیں کہتے بلکہ محبوب خدا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب کو وہابی اور دیوبندی کہا جاتا ہے اب آپ لوگ علماء دیوبند کی کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

انھیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ جو علم رسول اللہ کا ہے ایسا تو جانور مجنون پاگل چوپائے کا بھی ہے۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ "پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع بہائم کیلئے حاصل ہے"۔

(کتاب حفظ الایمان مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی ص۷)

دیوبندیوں کا کہنا ہے مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا سبب ہے!
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے کہا واللہ العظیم مولانا تھانوی کے

پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ (کتاب تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۳)

دیوبندیوں کا کہنا ہے، پیغمبر گاؤں کے زمیندار اور چودھری جیسے ہیں۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار (کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ اسماعیل دہلوی ص ۴۲)

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ رسول خدا کی حیثیت عام انسانوں سے بھی کم تر ہے معاذ اللہ

حوالہ ملاحظہ کیجئے (ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے

کتاب تقویۃ الایمان ص ۱۶ نوٹ:۔ اس میں اولیاء اور انبیاء سبھی شامل ہیں

دیوبندیوں کا کہنا ہے انبیاء و اولیاء ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (کتاب تقویۃ الایمان ص ۴۵)

دیوبندیوں کا کہنا ہے کوا کھانا ثواب ہے۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے! مسئلہ جس جگہ زاغ معروفہ (کالا کوا) کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب

الجواب ۔ ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۶۲)

دیوبندیوں کا کہنا ہے مولانا رشید احمد گنگوہی ہمارے حاجت روا ہیں

حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب ۔ گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

مرثیہ گنگوہی ص ۸

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ ہمارے مولانا گنگوہی تمام مخلوق کے مربی تھے۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے ۔ مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۹)

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ ہم لوگ کعبہ کبھی پہنچکر گنگوہ کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ پھر یہ تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
(مرثیہ گنگوہی صنا)

دیوبندیوں کا کہنا ہے وہابیوں کا پیشوا احمد بن عبد الوہاب نجدی ظالم فاسق وغیرہ تھا۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے (الحاصل وہ یعنی عبد الوہاب نجدی" ایک ظالم باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔
(الشہاب الثاقب صنہ)

دیو بندیوں کا کہنا ہے مولانا اشرف علی تھانوی کے مرید نے کلمہ پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اشرف علی رسول اللہ اور جاگتے ہوئے پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سیدنا مولانا اشرف علی
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ دیوبند سے بریلی تک ص ۸۴-۸۵

دیوبندیوں کا کہنا ہے ہدایت اور نجات مولانا رشید احمد گنگوہی کی اتباع پر موقوف ہے
حوالہ ملاحظہ کیجئے: (سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے مری اتباع پر)
(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۱۷)

دیوبندیوں کا کہنا ہے مذہب اسے بنایا جائے جس کو مولانا خلیل احمد نے تحریر کیا ہے۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ (جنکو مولانا خلیل احمد نے تحریر فرمایا ہے .... واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ (المھند ص۵)

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ امام حسین کی سبیل لگانا شربت پلانا حرام ہے۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ الجواب محرم میں ذکر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کرنا اگرچہ بروایات

صحیح ہو سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص۱۴۵)

دیوبندیوں کا کہنا ہے سودی روپے سے ہندو جو پیاؤ لگاتا ہے اس کا پانی پینا درست ہے۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے (سوال ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپے صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟ الجواب اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں)

(فتاوی رشیدیہ جلد سوئم ص۱۴۷)

دیوبندیوں کا کہنا ہے بکرے کی کپوری کھانا درست ہے۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے (سوال گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست ہے یا نہیں؟ الجواب درست ہے) (فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص۱۵۰)

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ نبی بخش پیر بخش، مدار بخش نام رکھنا نہیں چاہیے موہم شرک ہے

حوالہ ملاحظہ کیجئے: (سوال نبی بخش پیر بخش سالار بخش مدار بخش ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے۔ الجواب ایسے نام موہم شرک ہیں منع ہیں اس کو بدلنا چاہیے۔ (فتاوی رشیدیہ ص۱۸)

دیوبندیوں کا کہنا ہے ہمارے مولانا مردوں کو زندہ کرتے اور زندوں کو مرنے نہ دیتے تھے۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے:- مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم مرثیہ گنگوہی ص۲۳

دیوبندیوں کا کہنا ہے وہابی بے ادب کو کہتے ہیں۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ (وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان) افاضات الیومیہ ج ۴ ص۱۷

نوٹ:- معلوم ہوا داڑھی رکھنے والے کو وہابی نہیں بلکہ بارگاہ رسالت کے بے ادب کو وہابی کہا جاتا ہے

دیوبندیوں کا کہنا ہے قبر سے اٹھ کر گنگوہی اور نانوتوی کا نام پکارینگے۔

دیوبندیوں کا کہنا ہے جو نیاز فاتحہ نہ دلائے وہ وہابی ہے۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ کانپور کی جامع مسجد جہاں تھانوی صاحب رہتے تھے (چند عورتیں مٹھائی پر نیاز دلانے آئیں تو طلباء بغیر نیاز دیئے سب کھا گئے اس پر بڑی برہمی پھیلی اور کافی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے تو تھانوی صاحب نے فرمایا بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں نیاز فاتحہ کیلئے کچھ مت لایا کرو) (اشرف السوانح حصہ اول ص ۴۵)

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ نے ہمارے پیر کے مہمانوں کا کھانا پکایا۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے (ایک دن اعلیٰحضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپکی بھاوج سے فرمایا اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔) (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۴۶)
نوٹ:۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باورچی بنایا معاذ اللہ۔

دیوبندیوں کی آرزو

حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ تھانوی صاحب کے ایک مرید کی آرزو (میرے دل میں بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتی تو حضور کے نکاح میں الخ اس اظہار محبت پر حضرت والا (تھانوی صاحب) غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے اندر تشریف لے گئے یہ آپکی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔

دیوبندیوں کی سیدہ عائشہ کی بارگاہ میں گستاخی۔
حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر" اشرف علی تھانوی" کے گھر حضرت عائشہ آنیوالی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا " اشرف علی" کا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیگی اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ

سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے) رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ

نوٹ :- جب تھانوی صاحب نے دوسری شادی کی تو یہ خواب گھڑا گیا معاذ اللہ

دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ کو اردو زبان اس وقت آئی جب ہم لوگوں سے معاملہ ہوا۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا۔ کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔) (براھین قاطعہ ص۲۶)

دیوبندیوں کا کہنا ہے مولانا اشرف علی تھانوی کو برٹش گورنمنٹ چھ سو روپے ماہانہ دیتی تھی

حوالہ ملاحظہ کیجئے :- (مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی صدر جمعیۃ الاسلام کلکتہ نے مولوی حفظ الرحمٰن کے جواب میں کہا کہ دیکھئے مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے اور آپکے مسلم بزرگ پیشوا تھے۔ انکے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان" یعنی تھانوی صاحب" کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔

(مکالمۃ الصدرین ص ۱۱)

دیوبندیوں کو اقرار ہے کہ تبلیغی جماعت کو حکومت سے روپیہ ملتا تھا

حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند دہلی نے کہا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہوگیا) (مکالمۃ الصدرین ص ۸)

دوستو!

یہ علماء دیوبند کی کتابوں کے چند حوالہ جات ہیں آپ اسے پڑھ کر اندازہ کریں کہ انکے عقائد کس قدر کھوکھرا اور گندہ ہیں بلکہ فریب دیکر اپنی کفریات پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں انکے دلوں میں دشمنیٔ رسول کا لاوا سلگ رہا ہے۔ جو کبھی کبھی کوہ آتش فشاں بن کر پھوٹ پڑتا ہے۔ اگر آپ ایمان کی سلامتی چاہتے ہیں تو خود کو وہابیوں اور دیوبندیوں سے دور رکھئے اور انھیں اپنے سے دور رکھئے ہمیشہ انھوں نے مسلمانوں میں انتشار و افتراق پھیلایا ہے آج بھی شیرازہ کو منتشر کیا جا رہا ہے۔ آپ لوگ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آئیں۔ برٹش گورنمنٹ کے عہد میں دیوبند انگریزوں کا ایجنٹ رہا۔ اور آج بھی علماء دیوبند مسلمانو افتراق و انتشار کی آگ بھڑکا کر اپنی روایت کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ دیوبند سے ہمارا مطالبہ صرف میلاد و قیام کا نہیں ہے بلکہ وہ توہین نبوت کے مجرم ہیں جو موجب کفر ہے ——— اور یہ مطالبہ ایرے غیرے نتھو خیرے سے نہیں بلکہ اساطین و عمائد دیوبند سے ہے

منجانب

سُنی تبلیغی جماعت و دارالعلوم غریب نواز الہ آباد نمبر ۳

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی حبیبہ الکریم

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا ۔۔۔ کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

"شریعت یا جہالت" جیسی بدنام و رسوائے زمانہ کتاب جب مارکیٹ میں آئی تو خود اپنے بعض ناعاقبت اندیشوں نے اس کے خلاف تحریکیں چلا کر اسے شہرت دے دی حالانکہ اس پھوہڑ اور گندہ کتاب میں جو کچھ ہے وہ کوئی نئی ہفوات و خرافات نہیں ہے۔ بلکہ اس میں وہی سب کچھ ہے جو مکتبۂ فکر دیوبند کی بعض دوسری کتابوں میں ہے مثلاً حفظ الایمان، براہین قاطعہ تحذیر الناس، الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، وغیرہ وغیرہ دیوبند کی ان کتابوں میں سرکار دو عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ بھر کر گالیاں دی گئی ہیں۔ اور محض الشہاب الثاقب میں تاجدار ملت، امام اہلسنت، شہیر عرب و عجم، فقیہہ عصر، عارف حق مجدد مائۃ حاضرہ۔ اعلیٰحضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے چھ سو چالیس ۶۴۰ گالیاں دی ہیں۔ اس لئے ہمارے

لئے یہ کوئی نیا حادثہ نہیں تھا۔ چنانچہ اس کے ابتدائی دور میں احمد آباد سے میرے پاس خط آیا کہ پالن حقانی کے مقابل آپ تشریف لائیں میں نے جواباً لکھ دیا کہ اگر مناظرہ ہو تو صرف آپ کے تار کا انتظار ہے۔ تار ملتے ہی احمد آباد پہنچ جاؤں گا اور اگر تقریری پروگرام ہو تو کسی قوال کو تلاش کیجئے جو اس کے مقابل اس سے اچھی راگنی کا ماہر ہو۔ میں تو سُنّی مسائل پر خشک تقریر کا عادی ہوں۔ حتیٰ کہ قصہ کہانی، لطائف وظرائف کا میٹریل بھی میرے پاس نہیں ہے اور اگر اتفاقیہ کوئی شعر یاد بھی آگیا تو تحت اللفظ پڑھتا ہوں۔ مگر جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ جہالت فروش کے پروگرام میں مناظرہ ہی نہیں ہے تو میں نے احمد آباد اور گجرات کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اتنے پر آئی گئی بات ختم ہو گئی لیکن کچھ دنوں بعد بعض لوگوں نے جواب کا تقاضہ کیا میں نے دبی زبان سے کچھ کہہ تو دیا تھا لیکن اس رسوائے زمانہ کتاب پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا تھا لیکن کتاب دیکھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ محض پالن حقانی کا نام استعمال کیا گیا ہے بس پردہ کچھ اور لوگ ہیں۔ یہ کتاب انھیں کی شاطرانہ چالوں کا نچوڑ ہے۔ دیوبند کی دوکان چمکانے کے لئے ایک گویّے کو استعمال کیا گیا ہے۔ "اس وقت وہ ایک مل مزدور اور قوال ہی تھے"۔ اب اس وقت وہ خواہ کچھ بھی ہوں۔ اگر کسی کتاب لکھنے کے بعد آدمی مولانا، مولوی، علامہ، قاری صوفی، شاہ، پیر سب کچھ ہو سکتا ہے تو کچھ دنوں بعد درسگاہیں مقفل ہو جائیں گی عوامی سند حاصل کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ اور سب سے پہلے

اس پر دیو بند کو عمل کرنا چاہیئے ! پالن حقانی صاحب اب سے پہلے صرف
ایک مل مزدور اور ایک قوال تھے جس کا انھیں خود بھی اقرار ہے لیکن یہ تو وہی
ہوا " حلوائی کی دوکان دادا کے نام فاتحہ " مل جل کر کچھ لوگوں نے لکھا مگر
نام جناب کا ہوا۔ اب وہ قوال نہیں بلکہ بہت بڑے علامہ اور مبلغ ہیں نہ
ہلدی لگے نہ فٹکری رنگ چوکھے کا چوکھا۔ سوال یہ ہے کہ اس کتاب پر کیا لکھا جائے
اس موضوع پر اپنی جما کے متعدد اہل قلم بہت کچھ لکھ چکے ہیں ۔ زیادہ سے
زیادہ اس کتاب کے متعلق جو کچھ لکھا جا سکتا ہے وہ یہ کہ حوالہ جات کو مجروح
کر دیا جائے ۔ چوں کہ مطالعہ کے بعد عوامی ذہن اسی سے بوجھل ہوتا ہے کہ
اس میں جو کچھ ہے وہ مظاہر حق ۔ غایۃ الاوطار ، اور عین الہدایہ وغیرہ سے
ہے۔ لیکن غریب عوام کو یہ خبر نہیں کہ کہاں گھٹایا اور کہاں بڑھایا ہے یا کس کی
بات کس کی طرف منسوب کر دیا ہے ۔ غرضیکہ خیانت کے زیر عنوان میں نے ایک
مستقل باب قائم کیا ہے جس میں آپ کو اس کی تفصیلات ملیں گی ۔ اور
ناظرین کو اندازہ ہو سکے گا کہ جہالت فروش نے کس قدر دجل و فریب سے کام
لیا ہے ۔ اور مضبوط روایات کو چھوڑ کر کمزور روایات کو اکٹھا کیا ہے ۔ اس
کتاب کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ سنی مراسم و معمولات کی تحقیر و تذلیل
کر کے خوش عقیدہ مسلمانوں کا مذاق اڑایا جائے ۔ اور سادہ لوح مسلمانوں
کے دل کی تجوری میں جو عظمت رسول کا خزانہ ہے اس پر ڈاکہ ڈالا جائے
اگر آپ اس کی تصدیق چاہتے ہوں تو دو ایک حوالے ملاحظہ فرمالیں ۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے۔

پھر چند سطر بعد:۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں جوئیں خود دیکھ لیتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اپنی خدمت خود کر لیتے تھے،،

شریعت یا جہالت ص ۱۹۱

اندازہ کیجئے روزہ نماز، تبلیغ واتباع سنت کے نام پر یہ کیسی خطرناک سازش ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی روایات سے کتاب سیاہ کی گئی ہے۔ جس سے انسان پیغمبر خدا کے متعلق ایک ہلکا پھلکا خیال کر کے قناعت کر لے آخرش وہ روائتیں آپ کو کیوں نہ مل سکیں جو عظمت واحترام اور عقیدت ومحبت سے بھرپور ہیں ان سے گریز وبے اعتنائی کیوں؟ اب آیئے مفسر قرآن عارف باللہ علامہ احمد صادی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ملاحظہ فرمایئے! جو تفسیر صادی میں درج ہے۔

فمن زعم ان النبی کاحد الناس لایملک شیئاً اصلاً ولا نفع بہ لا ظاهرا ولا باطنا فهو کافر خاسر الدنیا والاخرۃ .. صادی شریف ج ۱ ص ۱۵۸	پس جس نے گمان کیا کہ نبی اور لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور پر نہ باطن طور پر تو وہ کافر ہے اور اس کی دنیا وآخرت برباد ہے

قسم ہے اس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس روایت کو دیکھنے کے بعد دل میں خیال آیا کاش میرے پاس دولت ہوتی تو عارفِ حق علامہ احمد صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر سونے کا گنبد بنوا کر جواہرات سے مرصع کرا دیتا۔ پروردگار عالم حضرت کی قبر اطہر پر رحمتوں کے پھول برسائے اور ہم جیسے گنہ گاروں کو ان کے دامن میں پناہ دے جہالت فروش کو اعتبار نہ ہو تو دیوبند سے رجوع کر لے کہ تفسیر صاوی قابل اعتبار ہے کہ نہیں؟ یہ بریلی کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ ایک عارفِ حق مفسر قرآن کا۔ علامہ صاوی نے بھی مشکوٰۃ و ترمذی کا مطالعہ کیا تھا لیکن ان کے پاکیزہ دل میں عداوت رسول کا کوڑھ نہیں تھا وہ عشق و محبت کا خزینہ تھا۔ علامہ صاوی نے کھلے بند فرمایا کہ ایسا گمان کرنے والا کافر ہے اور جناب کا کہنا ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہو۔ ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے:-

"اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں پوچھتے کیا ایک بہترین ہستی جو ساری دنیا کے جہاں کے لئے صداقت و دیانت کا مجسمہ اور رحمت کا پیکر بنا کر بھیجی جائے وہ باوجود جاننے کے بھی جھوٹ بولے اور باخبر ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے بار بار پوچھے کہ کل میں کہاں رہوں گا۔" جہالت ص ۱۵۰/۱۵۱

خیال فرمائیے کس قدر گندہ اور بوگس عبارت ہے کہ اگر جاننے کے باوجود رسول خدا نے دریافت کیا تو گویا معاذ اللہ جھوٹ بولے۔ اب انھیں کون سمجھائے کہ جاننے کے باوجود اگر دریافت کرنا محض جھوٹ بولنا ہے تو خداوند قدوس کے متعلق آنجناب کا کیا ارشاد ہے۔ جب کہ پروردگار نے فرمایا:- وما تلک بیمینک یا موسیٰ

کیا معاذ اللہ خدائے ذو الجلال بھی جاننے کے باوجود جھوٹ بول رہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ دریافت کرنا لا علمی ہی کی دلیل نہیں ہے بلکہ جاننے کے باوجود مختلف مصلحتوں کی بنیاد پر کبھی سوال کیا جاتا ہے گویا پروردگار نے اس طرح فرما کر شرف تکلم سے نوازا ہے بس ایسے ہی رسول کردگار کا دریافت کرنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اظہار محبت کا ایک طریقہ سمجھا جا سکتا ہے خوش عقیدگی کی عینک سے دیکھئے تو ایک ہزار جواب ہے مگر یہ تو آپ کے نصیبہ میں ہے ہی نہیں آپ کے مذہب کی بنیاد تو تنقیص نبوت اور توہین رسالت پر ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا آپ ایک ایسی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہیں جس کا کوئی علاج نہیں۔

قہر آسمانی۔ شریعت یا جہالت کا ایک سر سری جائزہ ہے مختلف فیہ مسائل پر میں نے تفصیلی گفتگو نہیں کی چوں کہ یہ سارے مباحث

تفصیلاً میری کتاب "معیارِ حق" میں آرہے ہیں پھر بھی بنیادی مسائل کو میں نے نظر انداز نہیں کیا۔ اس پر اتنی گفتگو ہو گئی ہے جو اعتماد و اطمینان کیلئے کافی ہے پروردگارِ عالم میری اس کاوش کو ذریعۂ ہدایت بنائے اور شرفِ قبول کا رتبہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

جمادی اولیٰ ۹۲ھ ۱۰ر جولائی ۷۲ء

آفس آل انڈیا سُنی جمیعۃ العلماء بمبئی ۸



دیباچہ

"ایک حقیقت جو جھٹلائی نہ جا سکے"

اخبارات کی یہ سنسنی خیز خبریں آپ کی یادداشت میں ہوں گی کہ دوا کسی پرائیویٹ عطار خانے میں تیار ہوئی لیکن لیبل ہمدرد یا طبیہ کالج کا لگا کر وہ دوا فروخت کی گئی۔ انتہائی بوگس تمباکو اور سڑے گلے پتّے کی بیڑی لیکن ملک کے نامور ہر دلعزیز اور شہرہ آفاق کارخانے زمیندار یا نمبر ۹ کے لیبل سے وہ بیڑی بازار میں لائی گئی ـــــ کسی بہت ہی معمولی کارخانے کا تیار صابن لیکن لکس اور ریکسونہ کے لیبل پر اس کی سپلائی ہوئی دستور ہند کی اصطلاحی زبان میں غالباً اسی کو چیٹنگ بازی کہتے ہیں۔ جس پر دفعہ ۴۲۰ کے تحت مقدمہ چلایا جاتا ہے۔

واضح رہے ایسے جعلی کارخانے کچھ دنوں مارکیٹ میں زندہ رہتے ہیں اور سستے داموں کی وجہ سے واہ واہ بھی ہو جاتی ہے لیکن محکمہ سی۔آئی۔ڈی کا سراغ رساں طبقہ جب ان کارخانوں کا پتہ چلا لیتا ہے تو حکومت کی چھاپہ مار پولیس اسے مقفل کر دیتی ہے اور آئینی دفعات کے تحت ان پر ضابطے کی کارروائی کی جاتی ہے۔ اتنے بڑے ملک میں آئے دن ایسا ہوتا رہتا ہے اور حکومت اخبارات کے ذریعہ ایسے جعلی فرموں

کی تشہیر کر دیتی ہے تا کہ عوام ان کے فریب سے محفوظ رہ سکیں۔

یہاں طبعی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر شش لوگ ایسے جعلی فرموں کی بنیاد کیوں ڈالتے ہیں؟ اپنے سامان کے لئے وہ اپنا لیبل خود کیوں نہیں تیار کرتے؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے جس کا جواب آپ کو تلاش کرنا ہے۔

میرے بھائی! بات صرف اتنی سی ہے کہ فرم اور کارخانے کا مالک اپنے سامان کے بوگس ہونے کا خود یقین رکھتا ہے۔ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر کسی نئے لیبل پر کام کا آغاز ہوا تو ایک مدت اس کی تشہیر میں لگے گی اور خود مارکیٹ ایک زمانہ تک اس کے اچھے اور خراب ہونے کی چھان پھٹک کرے گی۔ اور مال کی نکاسی اس تیزی سے نہ ہو سکے گی جس کا وہ خواہش مند ہے اس لئے وہ اپنے سڑے گلے بوگس مال کو ملک کے شہرت یافتہ فرموں کے لیبل میں سجا کر مارکیٹ میں لاتا ہے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر تھوڑے دنوں کے لئے اپنی دوکان سجا لیتا ہے۔

بس ایسے ہی! بعض مصنفین اپنی کتابوں سے متعلق اس کا یقین رکھتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے وہ واقعات و حقائق کے خلاف ہے لیکن وہ ملک کے صحتمند دماغ پر اپنی ذہنی گندگی کو مسلط کرنا چاہتے ہیں اس لئے خواہی نخواہی انھیں وہی تکنک استعمال کرنی پڑتی ہے

جو جعل ساز کارخانے استعمال کرتے ہیں یعنی بیڑی بوگس مگر لیبل زمیندار کا تاکہ مارکیٹ آسانی سے اسے قبول کرلے ـــــ چنانچہ جہالت فروش کے لئے حقانی صاحب نے بھی اسی ہتھکنڈے کو استعمال کیا ہے جو جعلی فرمیں استعمال کرتی ہیں۔

یعنی کتاب کے مضامین واقعات وحقائق کے بالکل خلاف۔ پوری کتاب مسائل کی بگڑی ہوئی صورت فریب کا پلندہ نہیں بلکہ مال گودام لیکن اس گندگی کو چھپایا کیسے جائے؟

لہذا۔ مسلمانوں کے معاشرہ میں جو کتابیں شہرت یافتہ تھیں اپنی باتوں پر ان کا لیبل لگا کر پیش کیا۔

عین الہدایہ، غایۃ الاوطار، مظاہر حق وغیرہ جیسے اردو تراجم کو جناب نے منتخب کرلیا۔

اور ہر چند سطر بعد حوالہ میں غایۃ الاوطار، عین الہدایہ، مظاہر حق وغیرہ کا لیبل لگا ہوا ہے تاکہ اس حوالہ کے بعد مسلمانوں میں کوئی ذہنی خلجان نہ پیدا ہو جس طرح زمیندار اور بکس کا لیبل دیکھ کر آدمی مطمئن ہوجاتا ہے کہ مال اچھا ہے بس ایسے ہی تفسیر ابن کثیر اور مظاہر حق کا نام دیکھتے ہی پڑھنے والا نارمل ہو جاتا ہے کہ جہالت فروش اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ حوالہ کے ساتھ کہہ رہے ہیں مگر اس غریب کو کیا معلوم کہ اس حوالہ میں جناب نے کس قدر کتر بیونت کیا ہے کہاں گھٹایا

اور کہاں بڑھایا ہے اور کہاں مضبوط روایات کو چھوڑ کر مرجوح اور کمزور روایات کو اختیار کیا ہے۔

واضح رہے! شریعت یا جہالت میں یہ فن بڑی ہوشمندی سے استعمال کیا گیا ہے اور دن دہاڑے مسلمانوں کے ایمان لوٹنے کی جو ناپاک سازش کی گئی ہے اس شاطرانہ چال پر اگر نظریں دھوکا کھا جائیں تو کوئی تعجب نہیں ـــ یہی سب سے بڑا فن ہے جو اس کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

محمود احمد عباسی کی "خلافت معاویہ و یزید" دیکھنے کے بعد میں نے اسے حوالہ جات کی کاٹ چھانٹ کا امام سمجھا تھا لیکن حقانی صاحب کی جہالت دیکھنے کے بعد میں نے انھیں محمود احمد عباسی کا بھی امام سمجھا اگرچہ اس فن کو جناب نے اسی سے سیکھا ہے (چوں کہ وہ مقدم ہے) لیکن گرو گڑ ہی رہے اور شاگرد شکر۔

ابھی تک جو میں نے لکھا ہے وہ صرف ایک دعویٰ ہے ہو سکتا ہے ان سطروں کے مطالعہ سے آپ کا ذہن بوجھل ہو رہا ہو کہ یہ میں کیوں کہہ رہا ہوں لیکن جب آپ قہر آسمانی کا بالاستیعاب مطالعہ کریں گے تو آپ یقین کی اس سطح پر پہونچ جائیں گے جہاں میں آپ کو پہنچانا چاہتا ہوں چنانچہ ـــ حوالہ جات میں خیانت اور کتربیونت کے زیر عنوان میں نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی اندازہ کر

سکیں گے کہ جہالت کے مصنف نے اس خیانت میں کتنا گھنونا پارٹ ادا کیا ہے میں نے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر خیانت کی چند مثالوں پر اکتفا کیا ہے ورنہ کتاب کی ضخامت بڑھ جاتی اور بعض دوسرے مسائل تشنہ رہ جاتے — اندازہ کے لئے دیگ کے دو ایک چاول بہت کافی ہوتے ہیں۔ اگر خیانت کی چند مثالیں مل جائیں تو پھر کتاب کے ساقط الاعتبار ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا — یہی وجہ ہے کہ بعض پڑھے، لکھے دیوبندیوں نے بھی اسے غیر مستند وغیر معتبر کہا ہے جس کا رونا دیباچہ میں رویا گیا ہے۔

چنانچہ میں نے مظاہر حق، غایۃ الاوطار تفسیر ابن کثیر اور عین الہدایہ کے چند حوالے جات کا جہالت سے موازنہ کیا ہے تاکہ ناظرین کو یہ اعتماد حاصل ہو جائے کہ جہالت کا مؤلف کتنی بڑی خیانت کا مرتکب ہوا ہے جس کو عوام اور اہل علم کبھی معاف نہیں کر سکتے۔

کتاب کا وزن محض حوالہ جات کی صحت پر موقوف ہے اگر حوالہ جات مجروح ہو گئے اور یقیناً ہیں تو کتاب کی حیثیت دو کوڑی کے برابر نہیں۔

واضح رہے جس طرح حوالہ جات میں خیانت اور بددیانتی کی گئی ہے ایسے ہی واقعات اور مسائل کی صورت مسخ کر دی گئی ہے من مانی جسے چاہا بدعت کہدیا اور جسے چاہا شرک نہ احکام شریعت کا لحاظ اور نہ قانون کی پابندی گویا شریعت ہاتھ کا کھلونا ہے یا معاذ اللہ آپ جو کچھ کہہ دیں

وہی شریعت ہے جناب نے مسائل کو کس طرح توڑ مروڑ کر بیان کیا ہے اس کی زندہ مثال ملاحظہ کیجئے پڑھئے اور سر دھنئے ۔

میرے عزیز دوست! آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنتے ہیں کوئی ایک انگوٹھی کوئی دو ۲ کوئی تین ۳ کوئی اس سے بھی زیادہ انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور ان انگوٹھیوں میں پتھر کے چھوٹے بڑے ٹکڑے جن کو اکثر لوگ بے سمجھے بوجھے شوقیہ پہنتے ہیں اور بعض لوگ اس نیت سے پہنتے ہیں اور گلے میں بھی لٹکاتے ہیں کہ یہ کارآمد ہے یعنی اس کو انگوٹھی میں ڈلوا کر انگلی میں پہننے سے یا چاندی میں منڈھوا کر گلے میں لٹکانے سے نفع ہوتا ہے اور نقصان سے انسان بچ جاتا ہے لہذا ان پتھروں کے نام بھی لیتے ہیں کہ یہ پتھر سلیمانی ہے یا یہ پتھر یاقوتی ہے یا یہ پتھر نیلم ہے یا زمرد ہے یا یہ لعل ہے یا یہ کہربا ہے یا یہ عقیق ہے یا یہ صنیع ہے وغیرہ نفع ہونے اور نقصان سے بچنے کی نیت سے ان پتھر کے ٹکڑوں میں تاثیر سمجھ کر اکثر مفتی، فقیر، مولوی، صوفی مست، ملنگ، پیر، پیرزادے، درویش، سجادہ نشین وغیرہ وغیرہ کے ہاتھوں کے انگوٹھیوں میں یہ پتھر ہوتے ہیں اور بعض لوگ اپنی گردنوں میں یہ پتھر پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب یہ کھلم کھلا شرک ہے خود تو

پتھر پرستی کرتے ہیں مگر اپنے چاہنے والوں کو بھی ان چیزوں کا عادی بناتے ہیں الخ

جہالت صہ ۳۰۶/۳۰۷

اتنی ؛ بڑھاپاکی داماں کی حکایت ۔ دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

دوستو! جہالت کی پوری عبارت آپ نے پڑھ لی خدا لگتی بات کہئے یہ مسئلہ بتایا جارہا ہے یا مولویوں اور پیروں کو زبردستی بدنام کرکے دل کے پھپھولے توڑے جارہے ہیں ــــ سچ سچ فرمائیے کیا شرک کی یہی تعریف ہے جسے جہالت فروش عقیق، نیلم اور پکھراج، پنّا میں دیکھ رہے ہیں اگر نفع یا نقصان کے تحت کسی چیز کا استعمال کھلم کھلا شرک ہو جائے تو اب مجھے دریافت کرنے دیجئے

ایک پیاس کا مارا برف اس لئے استعمال کرتا ہے کہ اس سے ٹھنڈک سے تسکین ہو ــــ چلے کی سردی میں ایک شخص گرم چائے اور کافی اس لئے پیتا ہے کہ اس کی گرمی سے سکون حاصل ہو ــــ برگ گاؤزبان، گلبنفشہ، خطمی خمیرہ ابریشم، عناب ولایتی اس لئے استعمال کرتے ہو کہ نزلہ زکام سے نجات ملے۔ شربت روح افزا کا استعمال اس لئے کیا جاتا ہے کہ قلب وجگر کو فرحت میسّر ہو۔ روغن بادام کا استعمال تقویت دماغ کے لئے ہے۔ دودھ، گھی، بالائی، بیضۂ مرغ، تیتر بٹیر کے شوربہ اور مکھن جسمانی طاقت کے لئے ہیں سرمہ کا استعمال قوت بصارت کے لئے ــــ ہتھیلی پر انگارے اس

لئے نہیں رکھے جاتے کہ چھالے پڑ جائیں گے۔ گلاب کا پھول اس لئے لیا جاتا ہے کہ دماغ معطر ہو جائے گا ۔۔۔ افیون اور اسپرٹ ہوشمند اس لئے استعمال نہیں کرتے کہ پھیپھڑے اور دماغ پر برا اثر پڑے گا۔ غرضیکہ کائنات کی یہ بکھری ہوئی چیزیں نفع و نقصان سے خالی نہیں ہیں۔ اس سے یہ بات حاصل کرنا چاہیئے کہ جب پروردگار نے مخلوقات کو تاثیر بخشی ہے تو اس کے اسم ذات اور اسمائے صفات میں کیسی تاثیر ہوگی۔

اسی لئے تو یا مغنیؔ، یا ستارؔ، یا وہابؔ، یا عزیزؔ یا ھادی وغیرہ کے اوراد و وظائف صوفیار نے متعین کئے ہیں۔

مخلوقات میں جتنی بھی تاثیر ہے اس کے متعلق کسی کا بھی یہ تصور نہیں ہے کہ اس میں ذاتی تاثیر ہے بلکہ ہر ہوشمند یہ جانتا ہے کہ جس خالق کائنات نے کہکشاں کو جمال، چاند کو چاندنی، ستاروں کو چمک اور پھولوں کو مہک دی ہے اگر اس نے عقیق، نیلم، پکھراج، پنّا جیسے پتھروں کو کوئی تاثیر بخشی ہو تو مقام تعجب نہیں! اور اگر کسی کا یہ تصور ہے کہ جس پروردگار نے آگ کو گرمی اور پانی کو ٹھنڈک عطا فرمائی ہے اسی نے ان پتھروں کو بھی تاثیر عطا فرمائی ہے تو یہ اس کی الوہیت، خالقیت اور وحدانیت کا اعتراف ہے یا کھلم کھلا شرک؟

خدا پناہ میں رکھے مسلمانوں کو ایسے اناڑیوں سے جو خود دین سے ناآشنا ہیں مگر واعظ و مبلغ کا لبادہ پہن کر مسائل کی صورتوں کو مسخ کر کے

لوگوں کی عاقبت برباد کر رہے ہیں — دماغ پر شرک و بدعت کا ہوا سوار ہے بات بات میں شرک و بدعت — اسی لئے سرکار نے فرمایا ہے کہ جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اُسے چاہیئے کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے اگر گجرات میں آپ کو ایسے مولوی اور پیر صاحبان نظر آئے جو جاپانی گڈا سے بنے پھر رہے ہیں تو ان پر خواہی نخواہی شرک مسلط نہ کیجیئے — بلکہ انگوٹھی سے متعلق جو احکام شرعیہ ہیں اسے بتلایئے۔ مثلاً مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے، ایک انگوٹھی سے زائد نہ استعمال کرے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی نہیں پہننی چاہیئے۔ چاندی کی انگوٹھی بھی استعمال کرے تو اس کا وزن — وغیرہ وغیرہ اس قسم کے احکام شرعیہ بتلایئے مگر غیر شرک کو کھلم کھلا شرک کہہ کے دین کی ٹھیکیداری اپنے ہاتھوں میں نہ لیجئے یہ خسران تباہی اور بربادی ہے۔

اس آئینہ میں تصویر دیکھیئے

اور صرف تحریک "تبلیغی جماعت" میں عوام کی کثرت اور ان کے ہجوم کو آپ نے علاماتِ قیامت میں شمار فرمایا ہے۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں نااہلوں میں اس کی (تحریک تبلیغ) ناکامی یقینی ہے۔ اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ الحدیث۔ مطلب یہ ہوا کہ کام علماء کا اور انجام دین

ناواقف وجاہل یہ حدیث شریف ایسے ہی موقعہ پر آپ نے فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جب معاملہ نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو بس قیامت کا انتظار کرو۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر اناڑی کے ہاتھ میں ہل دیدو تو بیلوں کو زخمی کر دے گا اور لوہار کو گھڑی بنانے کو دے دو تو کیا انجام ہوگا۔

(اصول دعوت وتبلیغ ص۴۱)

جس طرح ایک اناڑی بیلوں کو زخمی کر دیگا اور لوہار گھڑی کو ریزہ ریزہ کر دے گا ایسے ہی علم سے کورے نااہل اگر وعظ ونصیحت اور فتاویٰ کی جگہ لے لیں تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آگئی ہے

جہنمی کی پہچان

جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کوئی ٹھیک بات بھی کہہ دی جب بھی وہ خطا کار ہے۔ اس لئے کہ اس نے اس چیز کا تکلف کیا جس کا اُسے علم نہ تھا اور اس چال چلا جس چال چلنے کا اُسے حکم نہ تھا بس اگرچہ اس کے منہ سے ٹھیک بات نکل گئی پھر بھی وہ خطا کار ہے اس لئے کہ کام کو کام کے طریقہ پر اس نے نہیں کیا اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کوئی شخص بے علم ہو پھر فیصلے کرنے

بیٹھ جائے اُسے جہنمی کہا گیا ہے۔
تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل ص۷

معلوم ہوا قرآن و حدیث کے ذیل میں وعظ و نصیحت اور احکام وفتاوے اور فیصلے یہ اہلِ علم کا منصب ہے اگر بے علم اس منصب پر بیٹھ کر فیصلہ دے تو وہ جہنمی ہے اور یہ جہنمیوں کی پہچان ہے۔

خدا کے جو بندے عقیق، نیلم، پکھراج کا استعمال اس نیت سے کرتے ہیں کہ خالقِ کائنات نے اس میں تاثیر بخشی ہے تو اسے پتھر پرستی نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ اس کا صحیح استعمال ہے۔ خدا نے خود فرمایا ہے ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرو اس کا اعلان اور چرچا کرو خدا کا شکر ہے کہ وہ لوگ تحدیث نعمت کے قائل ہیں کفران نعمت کے نہیں ــــ آپ کو تو ہر جگہ پتھر پرستی اور قبر پرستی ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ خوش عقیدہ مسلمان بزرگوں کے آستانوں پر اکتساب فیض کے لئے جاتا ہے اور جناب کو قبر پرستی نظر آتی ہے اس لئے تو جناب غوث اور خواجہ کے ماننے والوں کو قبر پجوا کہتے ہیں۔

اپنی آنکھ کی شہتیر نہیں دیکھتے دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ ناظرین سے بس اتنی گذارش ہے کہ پوری حق پسندی سے اس کتاب کا مطالعہ کریں میں اپنی باتوں پر ضدی اور ہٹ دھرم واقع نہیں ہوا۔ خطائیں مجھ سے بھی ہو سکتی ہیں اور ہر لمحہ اُسے واپس لینے کے لئے میرا ضمیر آمادہ ہے بس اسی طرح قبول

حق کے لئے ہر وقت آپ بھی اپنے دلوں کا دروازہ کھلا رکھئے ___ اس کا یقین رکھئے قبر سے حشر تک کام آنے والے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، نہ میں آپ کا سہارا ہوں نہ جہالت فروش اس لئے طبقاتی گروپ سے الگ ہو کر دامن ان کا تھامئے جو ہر جگہ کام آئیں۔

سرورِ کونین کا دامن کھیلنے کے لئے نہیں ہے تھامنے کے لئے ہے

خدارا دوسروں کے ہاتھ زہر میں بجھی ہوئی تلوار نہ دو جس سے کل تمہیں پشیمانی ہو۔ محبوب خدا کو اپنا جیسا بشر نہ کہو خیر البشر کہو، ساقیٔ کوثر کہو شفیع محشر کہو۔

شعر۔ دھوکے میں آنہ جائے کہیں فکرِ واگہی

آقائے کائنات لباسِ بشر میں ہے

پروردگار اس کتاب کو منارۂ ہدایت بنا اور میرے لئے ذریعہ نجات آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

آفس تاجدار بمبئی ۸ جمادی اولیٰ ۹۲ھ

۱۱ جولائی ۷۲ء

جہالت کا مصنف .... اپنے آئینے میں

نوٹ :- جہالت فروش سے متعلق ان کے بزرگوں اور دوستوں کی جنچی تلی رائیں ..... اس آئینے میں جناب کی تصویر ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) "ان کے والد یا الٰہ بذات خود ایک مشہور ڈاکو تھے رہزنی ان کا خاندانی پیشہ تھا" جہالت ص ۹

(۲) "جناب حقانی صاحب کا اصل وطن مالیا میانہ "سوراشٹر" ہے آپ کا تعلق میانہ برادری سے ہے جو اپنی شجاعت اور دلیری میں جس قدر مشہور ہے اسی قدر جہالت، توہم پرستی اور رجعت پسندی میں بھی خاصی شہرت کی مالک ہے۔ حکومت کی نظروں میں یہ ایک جرائم پیشہ قوم تھی۔ ... چند سطر بعد ... سوراشٹر کے اکثر ڈاکو اور سر پھرے لوگ اسی قوم سے پیدا ہوئے تھے" جہالت ص ۹/۸

(۳) "حقانی صاحب زیادہ تعلیم یافتہ انسان نہیں ہیں اس لئے کہ جس دور اور جس ماحول میں انھوں نے ہوش سنبھالا اور پروان چڑھے اس دور میں ان کی قوم کو تعلیم سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔"

جہالت ص ۹

(۴) " حقانی صاحب نے احمد آباد کے ایک مل میں محنت مزدوری سے اپنی زندگی کا آغاز کیا جوانی کا عالم۔ طبعیت میں لاابالی پن کے ساتھ قوم اور خاندان کی صفات بھی موجود تھیں۔" جہالت ص۱۰

نوٹ :۔ قوم اور خاندان کی صفات میں چوری اور ڈکیتی بھی ہے

(۵) " جہالت کے مؤلف" کوئی دارالعلوم کے سند یافتہ عالم نہیں ہیں حافظ محدث مفسر یا فقیہہ نہیں ہیں" جہالت ص۱۴

(۶) " اس کتاب " یعنی جہالت" کے لکھنے والے قریباً ان پڑھ اور ایک مل مزدور ہیں" جہالت ص۵۲۴

(۷) جناب محمد پالن حقانی ایک معمولی مزدور ہیں" جہالت ص۵۲۵

(۸) " میانا محمد پالن حقانی ہیں جو مولوی، حافظ، قاری، مفتی، پیر وغیرہ کچھ بھی نہیں ہیں"۔ جہالت ص۵۲۱

نوٹ :۔ جہالت فروش کا مفتی، مولوی، حافظ قاری پیر نہ ہونا تو ظاہر ہے لیکن وغیرہ بھی نہیں ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کیا یہ سمجھا جائے کہ وہ آدمی بھی نہیں ہیں۔

(۹) آپ "پالن"، کو قوالی کا بڑا شوق تھا زبان فصیح نہ تھی پھر بھی اردو غزلیں خوب گاتے تھے اور محفل میں رنگ جما دیتے تھے لیکن اس شوق کے ساتھ ساتھ جرائم کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی صورت میں چل ہی رہا تھا"۔

جہالت ص۱۰

ان اقتباسات کے بعد اب کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے جہالت فروش کے ہم پیالہ وہم نوالہ ساتھیوں نے جس ہُنر مندی اور خوبصورتی سے جناب کو برہنہ "ننگا" کر دیا ہے اب دن کے اجالے میں نہیں رات کی تاریکیوں میں اچھی طرح پہچانے جاسکیں گے۔

ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا گیا ہے "پڑھے لکھے کچھ نہیں نام مُلا فاضل" اس علمی بے مائگی اور بے بسی کے باوجود جناب کا عالم یہ ہے کہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حضرت مولانا بحر العلوم لکھنوی۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے عمائد ملت کو جاہل اور کافر بنا ڈالا چنانچہ مسئلہ حاضر ناظر میں آپ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں "اگر کوئی جاہل اپنی جہالت سے کسی نبی یا ولی میں حاضر ناظر کی صفت مانتا ہے تو وہ ایمان سے ہاتھ دھو ڈالے" جہالت ص۲۵۲

حالانکہ اس مسئلہ میں ان حضرات کی تصریحات موجود ہیں جس کو آپ پوری بسط و تفصیل سے اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اتنے ہی پر بس نہیں پوری کتاب میں علماء، مشائخ، سادات، صوفیاء کو جیب بھرو، پیٹ بھرو، فتنہ خور مکار، ایجنٹ، کرائے کے مبلغ، شہوت پرست غرضیکہ اپنے کو اس دنیا کی مخلوق نہ سمجھ کر اپنی فلک نشیں بارگاہ سے سبھی میں کیڑے نکال کر اپنا نامۂ عمل سیاہ کیا ہے۔

غالباً آنجناب کو یاد نہیں رہا کہ سجدے کا یہی غرور تھا جس نے شیطان کو راندۂ درگاہ اور بارگاہ قدوس کا دھتکارا ہوا بنایا وہاں بھی ایک نبی کے احترام اور اُن کی عزت و حُرمت ہی کا سوال تھا لیکن توحید کے ٹھیکدار نے اکڑفوں بگھاڑی جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کے لئے مردود بارگاہ کر دیا گیا چنانچہ یہی ابلیسی طرز استدلال اور اس کی شیطنت کا داؤ پیچ پوری کتاب میں پھیلا ہوا ہے جس طرح شیطان نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو خاکی اور اپنے کو ناری سمجھ کر شعور و ادب سے ناآشنا سجدوں پر غرور کر بیٹھا بس ایسے ہی جہالت فروش کے نخوت و غرور کا صنم خانہ ہے جس کو تکبر اور اپنے اقتدار کی مورتیوں سے سجایا گیا ہے۔

کیا ہی اچھا ہوتا جتنی دیر آپ نے دوسروں کے گناہ شمار کئے اتنی دیر خود اپنی زندگی کے کالے کرتوتوں کا محاسبہ کرتے کہ اب تک خاندانی پیشہ کے تحت جتنے جرائم ہوئے ہیں ان کا کفارہ ادا ہو سکا یا نہیں؟ جن سادات کرام پر آپ نے گالیوں کی بوچھار کی ہے کیا آپ کو یہ نہیں معلوم کہ ان کی عزت و محبت ایک مسلمان کے حق میں متاعِ زندگی اور نجات اُخروی کا باعث ہے مگر یہ تو جب ہوتا ..... کی خاکستر میں کوئی دبی ہوئی چنگاری تک ہوتی لیکن آپ تو اس سے بھی ہاتھ دھو چکے ہیں۔

جب بات آہی گئی تو جہالت کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں جن میں علمائے کرام اور مشائخ عظام پر تبرّا کیا گیا ہے تاکہ آپ کے ذہن میں کوئی خلش نہ رہ جائے۔

جہالت فروش کی ..... گالیوں کے ..... چند نمونے

(۱) ” ان یہودیوں کے نقش قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں ۔ عشق رسول کا دعویٰ کرنے والے مسلمان محبت رسول کا دم بھرنے والے مسلمان ۔ یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مسلمان ۔ آپ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے کہ اگر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سُنتے ہیں اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور جان چُھڑا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں “ جہالت ص ۲۰۹

نوٹ :۔ اس دلخراش و دل آزار عبارت میں خوش عقیدہ مسلمانوں پر حسب ذیل الزامات ہیں ۔ یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے گویا یہودیوں کے مثل ہیں ان کے ” “ قدم پر چلتے ہیں ۔ یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کو چومتے نہیں بلکہ پوجتے ہیں جو شرک وکفر ہے گویا وہ سب کے سب کافر و مشرک ہیں معاذ اللہ ۔ یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے جنگلی جانوروں کے مثل ہیں ۔ یہ ہے آپ کی شرافت ! ایک ہی قلم میں یہودی کافر مشرک جنگلی جانور سب کچھ بنا ڈالا ۔

ع جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

۲ "بالکل اسی طرح بدعتیوں مشرکوں۔ نادان پیروں۔ نام نہاد مولویوں اور شہوت پرست سجادہ نشینوں ......" جہالت ص ۵۲۸

۳ "پیٹ بھرو مولویوں نے غلط دلائل اور من گھڑت باتیں جاری کر کے مکمل اور صحیح علم سے ناواقف مسلمانوں میں بے شمار بدعات رسمیں اور فتنے جاری کئے ہیں" جہالت ص ۵۲۲

۴ "فتنہ خوروں" جہالت ص ۲۲۱

۵ "شریعت یا جہالت بدعتیوں کے لئے درۂ فاروقی سے کم نہیں" جہالت ص ۵۲۳

۶ "کرائے کے مبلغ اور پیٹ پرست مُلّا، پیر اور ان کے ایجنٹ وغیرہ" جہالت ص ۵۲۱

۷ "پیٹ بھرو مُلّا اور مکّار پیر" جہالت ص ۵۲۰

۸ "بدعتی جماعت ان کے آگے وان پیر اور ان کے پیشہ ور مولوی" جہالت ص ۷۱

۹ "گجرات اور سوراشٹر میں جس طرح سے پیشہ ور مولوی اور جعل ساز قسم کے نادان پیروں کی بستی ہے ویسی ہی بمبئی میں بھی موجود ہے" جہالت ص ۲۵-۲۶

۱۰ "جاہل جیب بھرو پیر اور جاہل پیٹ بھرو مولوی اپنے مرید اور معتقد کو بہکاتے ہیں" جہالت ص ۹۲

۱۱ "ان جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کو ان باتوں کے سوا

اور کچھ وعظ آتے ہی نہیں۔" جہالت ص۲۹۶

۱۲ "جیب بھر و پیر اور پیٹ بھر و مولوی" جہالت ص۳۲۶ کی ایک مستقل سرخی ہے۔

۱۳ "یہ پیٹ پرستوں کی ایک چال ہے جاہل اور ان پڑھ لوگوں کے پاس پیسے نکالنے کی ترکیب اور حیلہ ہے" جہالت ص؟

دوستو! گالیوں اور طعنوں کی ایک لمبی فہرست ہے اگر سب کو اکٹھا کیا جائے تو صفحات سیاہ ہو جائیں گے گویا کتابچہ کی شکل میں "گالی نامہ" ہوگا۔ اتنی خرافات اور فضول بکواس کے باوجود جناب کی سادگی ملاحظہ فرمایئے۔!

بگلا بھگت ———— !

اسے پڑھ لیجئے

بھولے بھالے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا گالیاں دینا اور دوسروں سے دلوانا میرے بھیا۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ جہالت ص ۱۰۴

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

اتنی گالیوں کے بکنے کے باوجود گویا کچھ ہوا ہی نہیں یہ تو وہی ہوا "جمالو بجھس ہم آگ لگا کر دور کھڑی ہیں" کیا اب ماں بہن کی گالیاں دینے کا ارادہ ہے؟

حضرات! انصاف سے کام لیجئے دیکھا آپ نے یہ کیسی شاطرانہ چال ہے اور کتنے مضبوط ہتھکنڈے ہیں کہ سب کچھ کہا بھی جائے اور رائے عامہ بھی ہموار رہے۔

جمالو! عوام سے نہیں اس خدا سے ڈرو جس کی پکڑ بے پناہ سخت اور عذاب انتہائی دردناک ہے۔

بگلا بھگت اور اپنے میاں مٹھو بننے سے کام نہیں چلتا — !

رسول ، غوث ، خواجہ دشمنی میں آپ کے تصویر اتنی برہنہ ہو چکی ہے کہ اب دن کے اُجالے ہی میں نہیں رات کی تاریکی میں بھی پہچانے جاسکیں گے جہالت کے نام پر جناب نے جو کئی سو صفحات سیاہ کئے ہیں اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں کہ مسلمانوں کے دل سے عظمتِ رسول چھین لی جائے -

---

اسے نہ پڑھئے .... ورنہ ... خونِ جگر اُگل دیجئے گا

اور انھیں کو کہتے ہیں جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی آپ اتنا تو سوچئے کہ ایک گھر کے دو چار کُتّے ہوتے ہیں اُن میں بھی آپس میں محبت و پیار ہوتا ہے مگر یہ جو اپنے آپ کو پیر کہنے والوں اور اپنے آپ کو مولوی کہنے والوں کے گھر اور خاندان ہیں " ان میں بھی بعض جگہ پیار و محبت نہیں ہے — جہالت ص ۳۴۳

خدا - اپنی پناہ میں رکھے - توبہ صد ہزار بار توبہ - وہ علمار جو نائبِ

رسول اور سادات کرام جن کی رگوں میں بالواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون دوڑ رہا ہے جن کے در سے لوگوں کو اخلاق و کردار کی بھیک ملی ان پر یہ کیسا رکیک اور ناروا حملہ ہے۔ گویا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ علماء اور سادات کا اخلاق کتوں سے بھی زیادہ خراب اور بدتر ہے۔ یعنی دو چار کتے تو پیار سے رہ لیتے ہیں مگر یہ مولوی صاحبان اور پیر صاحبان کتوں سے بھی زیادہ گئے گزرے ہیں۔ خدایا! حد ہو گئی عداوت اور دشمنی کی ــــ میرے دوستو! علماء، صلحاء، سادات کرام، مشائخ عظام سے دشمنی کا یہ وہ ناپاک جذبہ ہے جو جہالت کے ہر ہر صفحہ پر ابھرا ہوا ہے۔

قہر آسمانی کے لکھنے کا بس یہی مقصد ہے کہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کی بارگاہ میں آپ لوگ خوش عقیدہ ہو کر زندگی گذاریئے اور بد زبانی و دریدہ ذہنی سے پرہیز کیجئے اسی میں نجات و سعادت ہے۔

لوگوں کو یہودی، کتا، جنگلی جانور سے تشبیہ دینا یہ جہالت فروش جیسے جماؤ کا کام ہے۔ جنہیں اپنے بے نور سجدوں پر اتنا غرور آگیا ہے کہ اب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو وسیلہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں اپنے غلو اور انتہاپسندی میں جناب نے قرآن و حدیث کی تصریحات اور اسلاف کے واضح دلائل اور معتقدات کا اک لخت انکار کر دیا ہے جس کو آپ "وسیلہ" کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

میں نہ سمجھ سکا کیا ہو گیا ہے؟ دھوراجی، اپلیٹہ، گونڈل، راجکوٹ، جوناگڈھ
جام نگر، پور بندر، ویراول، ڈیسہ، رادھن پور، احمد آباد، راج پیپلا، ہمت نگر
بڑودہ، بھروچ، اور بمبئی وغیرہ کے عقیدت کیش مسلمانوں کو ------
وہ جہالت فروش کی کھلی ہوئی گستاخیاں اور بے باکیاں دیکھ رہے ہیں
اس کے باوجود ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی ——
کاش اب بھی لوگوں کو ہوش آئے اور وہ بدعقیدگی کے خلاف ٹھوس اور
بنیادی کاموں کی طرف متوجہ ہوں جو خداوند قدوس اور رسول کریم علیہ التحیۃ
والتسلیم کی خوشنودی کا باعث اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے -

جس وقت میں رادھن پور کے پروگرام پر گیا تھا اس وقت یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ ۱۹۴۷ء سے پہلے نواب صاحب معلی بالقابہ کے عہد مامون میں یہ قانون تھا کہ پورے اسٹیٹ میں کوئی شخص اپنے یہاں بہشتی زیور نہیں رکھ سکتا تھا گویا قانوناً جرم تھا۔ کسی گھر میں دستیاب ہونے پر سزا کے علاوہ پچاس روپیہ -/۵۰ جرمانہ ادا کرنے پڑتے تھے اتنے سخت اقدامات اس لئے تھے کہ بدعقیدگی نہ پھیلنے پائے اور اسی میں سلامتی تھی -
خداوند قدوس رادھن پور اسٹیٹ کو سلامت رکھے اور اس کی تائید غیبی فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ کہنا یہ ہے کہ ایمان و عقیدہ کے تحفظ و سلامتی کے لئے انسان کو ایسا ہی متصلب اور سخت ہونا چاہیئے گول مول اور صلح کلی نہیں ہونا چاہیئے۔

علم، علماء، اور ساداتِ کرام کی عزت و حرمت سے متعلق

چند واقعات

(۱) ہارونؔ رشید جیسے صاحبِ سطوت بادشاہ نے اپنے شہزادے مامونؔ رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائیؔ (جو حضرت امام محمدؔ رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلۂ علماء و قراءِ سبعہ میں سے ہیں) سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے۔ ہارونؔ رشید نے عرض کیا وہ وہیں حاضر ہو جایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو آپ نے فرمایا یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامونؔ رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارونؔ رشید کا گذر ہوا تو دیکھا کہ مامونؔ رشید پانی ڈال رہا ہے اور حضرت امام کسائیؔ اپنے ہاتھوں سے پاؤں دھو رہے ہیں۔ بادشاہ غضب ناک ہو کر اُترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا او بے ادب خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں ایک ہاتھ

سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔

نوٹ:۔ اہل علم اور علماء کی بارگاہ میں ہارون جیسے بادشاہ کا یہ انتہاء ادب دیکھئے کہ ریاست و امارت گویا ایک مرد درویش کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے۔

(۲) اسی ہارون رشید نے ابو معاویہ فزیری کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمتگار کو دے دی اور آفتابہ خود لیکر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے فرمایا نہیں "بادشاہ" نے کہا ہارون تو آپ نے فرمایا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا۔ ہوا خاک اور ریتا اُڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کا شانۂ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے "اے رسول اللہ کے چچا کے شاہزادے" آپ نے مجھے اطلاع

کیوں نہ کرادی میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ آپ کو اطلاع کراتا یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی۔ ترجمہ "وہ جو حجرے کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے" سورہ حجرات پ ۲۶ رکوع ۱۲

(۴) ایک بار حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنھوں نے کہا کہ ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اُترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہلبیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

الملفوظ جلد اول صفحہ ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶

از سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ اکبر! یہ تھے وہ صاحبان علم جنہوں نے علم، علماء اور آل رسول کا احترام کر کے ہمیں شعور و سلیقہ بخشا۔ باوجودیکہ حضرت زید حضرت عبداللہ ابن عباس

کے استاد ہیں پھر بھی گھوڑے سے اُترے اور اُن کے ہاتھ کو چوما یہ نہ سوچا کہ میں استاد ہوں اور یہ میرا شاگرد بلکہ نسبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کر کے اس اس نسبت کا احترام کیا جو آقاء دوجہاں روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے ایسے ہی حضرت عبداللہ ابن عباس نے اپنے استاد کے گھوڑے کی رکاب تھامنے میں یہ عار نہ محسوس کیا کہ میں تو آلِ رسول ہوں بلکہ انھوں نے ایسا کر کے علم اور علماء کی عزت و حرمت کا طریقہ سکھا دیا۔

اب کوئی جہالت فروش سے دریافت کرے کہ باپو لوگوں کو منہ بھر کے گالیاں دے کر آپ نے جنت بنائی یا جہنم؟ جن کے ٹکڑے کھا کر پل رہے ہو انھیں کی اولاد کو طعنے دے کر نہ صرف ان کا دل دکھا رہے ہو بلکہ گنبد خضرا میں آرام فرمانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اذیت و تکلیف پہونچا رہے ہو۔

اسی لئے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دشمن تین ۳ طرح کے ہوتے ہیں پہلا آپ کا دشمن دوسرا آپ کے دوست کا دشمن تیسرا آپ کے دشمن کا دوست اب اس آئینہ میں جہالت فروش کی تصویر دیکھئے۔ اولاً تو آنجناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن میلاد، قیام، علم غیب، وسیلہ سب کا انکار، دوم آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی اولاد کے دشمن جناب ہاتھ دھو کر باپو لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ تیسرے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ کا دشمن آپ اس کے دوست وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی جس سے فرقہ وہابیہ ہے چنانچہ آپ تبلیغی جماعت اور وہابیوں کے مبلغ ہیں جس کی شہادت اگلے صفحات پر تلاش کیجئے۔

گویا دشمنی کے جو تین[۳] طریقے ہیں وہ بیک وقت مجموعی طور پر آپ میں موجود ہے اب معاملہ بالکل صاف ہے جس کا جی چاہے وہ دشمن رسول کو اپنا دوست بنائے اور جسے اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کرنی ہو وہ اپنے کو اس سے دور رکھے۔

کافرانہ اندازِ سخن

"پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام سورہ کہف لیکر نازل ہوئے اس میں انشاء اللہ نہیں کہنے پر آپ[ع] کو ڈانٹا گیا" جہالت ص ۱۷۰

ع یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرا حوالہ

"آپ نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بچانے کیلئے دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی اور اوپر سے ڈانٹے گئے"

جہالت ص ۲۸۳

یاد رہے اگر گھڑی کسی لوہار کے سپرد کر دی جائے تو اس کا کوئی پرزہ سلامت نہ رہے گا بس ایسے ہی قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر اس کے

اسرار و رموز کا سمجھنا اور اس میں نکتہ آفرینی یہ اہل علم اور علمار کا کام ہے اسٹیج کے ان پڑھ قوال اور ریل کے مزدور کا یہ منصب نہیں چنانچہ بات بات میں محض دھونس جمانے کے لئے قرآن، پارہ۔ سورہ۔ رکوع۔ صفحہ۔ سطر کے رٹنے اور چلانے سے آپ کی کوئی علمی حیثیت نہیں متعین ہو جاتی! یہ صحیح ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے لیکن اس کو سمجھنے کے لئے علمار کی جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں اور برسوں عربی درسگاہوں کی خاک چھاننی ہوتی ہے تب کہیں جاکر قرآن سمجھنے کی شدبد پیدا ہوتی ہے اگر زندگی میں آپ کو یہ موقع میسر ہوتا تو کبھی بھی یہ نہ لکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نوح علیہ السلام کو ڈانٹا گیا کیسا مکروہ اور ثقیل لفظ ہے۔ انبیار و رسل کی طرف جس کی نسبت کرتے ہوئے کلیجہ کانپ جاتا ہے یہ تو محض ان کی شان رحمت ہے ورنہ اگر کہیں جلال موسوی ہوتا تو ہاتھ شل ہو جاتا اور زبان کٹ جاتی ۔

پوری قوم وملت کی طرف سے آپ کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ اپنے حدود سے متجاوز ہونے کی کوشش نہ کریں نفس کی کمین گاہ پر بیٹھ کر کبھی اپنا محاسبہ کیجئے اور یہ فیصلہ کیجئے کہ قرآن کی کوئی آیت یہ اجازت دیتی ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ان کو ڈانٹا گیا ۔ ذرا اپنے گریباں میں منہ ڈال کر سوچئے کہ اسلام کے کھلے دشمنوں کو آپ نے انکو یہ کہنے کا حق نہیں دے دیا کہ نبیوں اور رسولوں کا کیا وزن جنہیں بات بات میں ڈانٹا جاتا تھا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ۔ یہ لکھ کر آپ نے اپنا ایمان تو غارت

ہی کیا ساتھ ہی اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں زہر میں بجھی ہوئی ایک تلوار بھی دیدی۔

کاش اب بھی آپ کو احساس ہوتا کہ آپ جدھر مسلمانوں کو لے جانا چاہتے ہیں وہ کعبہ کی راہ ہے یا صنم خانہ کی؟ رہ نا آشنا جو خود گم کردہ منزل ہے وہ دوسروں کی رہبری یا رہ نمائی کا فریضہ کیوں کر انجام دے سکتا ہے۔

سند یافتہ جاہل

آپ نے گذشتہ صفحات میں یہ پڑھ لیا کہ جہالت فروش نہ تو حافظ ہیں نہ مولوی نہ مفسر نہ محدث بلکہ ڈاکو خاندان کے ایک ان پڑھ منش ہیں۔ یہ تو ایک طے شدہ امر ہے کہ جو لوگ از میزان تا بخاری۔ نحو۔ صرف۔ فقہ اصول فقہ۔ علم کلام۔ تفسیر۔ حدیث۔ اصول حدیث، معانی و بیان۔ منطق و فلسفہ، عربی ادب۔ علم المیراث۔ وغیرہ کی سبقاً سبقاً تعلیم پاتے ہیں انھیں ذمہ دار علمار عالم کی سند دیتے ہیں جن کو "سند یافتہ "عالم" کہا جاتا ہے بس انھیں اصول کی بنا پر وہ شخص جس کے جانے پہچانے اُسے ان پڑھ ہونے کی سند دیں اصطلاح کی زبان میں اسے سند یافتہ جاہل نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ ویسے تو دنیا میں بہت سے ناخواندہ جاہل ہیں لیکن آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ سند یافتہ جاہل ہیں۔ جس پر تمام ساتھیوں نے مِل جُل کر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ کے پاس ایک دو ہی نہیں بلکہ

بہت سی سندیں اور ڈپلومے ہیں۔ مثلاً عالم نہ ہونے کی ۲ حافظ نہ ہونے کی ۳ ہونوی نہ ہونے کی ۴ مفسر نہ ہونے کی ۵ محدث نہ ہونے کی ۶ مفتی نہ ہونے کی ۷ فقیہ نہ ہونے کی ۸ قاری نہ ہونے کی ۹ پڑھے ہوئے نہ ہونے کی ۱۰ ایپر نہ ہونے کی ٹھیک ایک درجن کے لگ بھگ اسناد ہیں جو منفی پہلو سے متعلق ہیں اب ان اسناد کو بھی دیکھ ایک نظر جو مثبت پہلو سے متعلق ہیں یعنی ہونے سے :۔ ۱ ڈاکو خاندان سے ہیں، ۲ طبیعت میں لاابالی پن ہے، ۳ ان کے والد مشہور ڈاکو تھے، ۴ رہزنی خاندانی پیشہ ہے، ۵ ہل مزدور، ۶ ان پڑھ۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جس کے پاس ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ اسناد اور ڈپلومے ہوں ایسے ڈگری یافتہ کا مقام کتنا بلند اور اونچا ہو جاتا ہے۔ اُسے تو زمین پر نہیں آسمان پر رہنا چاہیئے چنانچہ اسی جہل مرکب کا نتیجہ ہے کہ قرآن میں من مانی غلط تاویلات اور تراجم سے آپ نے اپنا الّو سیدھا کیا ہے۔

خدارا انصاف کیجیئے کہ پروردگار عالم نے اپنے پیارے محبوب جانِ رحمت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے القاب و خطابات سے نوازا ہے حدیہ کہ جس خطۂ زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمِ ناز پڑ گیا تو خدار ذوالجلال نے اس زمین کی قسم یاد فرمائی۔

بیعت رضوان جسے ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے بیعت لیتے وقت صحابہ کا ہاتھ نیچے اور ان کے اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک

تھا مگر قرآن کی زبان میں سنئے۔

" ید اللہ فوق ایدیھم " ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

اس ہاتھ کے علاوہ دنیا میں کوئی اور بھی ہاتھ ہے جس کو خداوند قدوس نے اپنا یہ فرمایا ہو۔ ایک جنگ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کافروں پر کنکری پھینکی مگر اس واقعہ کے متعلق قرآن حکیم کا انداز بیان ملاحظہ فرمائیے۔

" اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی" پارہ ۹ سورہ انفال رکوع ۱۶ غرضیکہ قرآن مجید کی بے شمار آیات خداوند قدوس کی نوازشات بکیراں پر شاہد عدل ہیں۔ بشرطیکہ چشم بصیرت اور دیدہ اعتبار سے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا جائے عداوت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی عینک لگا کر قرآن فہمی کا دعویٰ گویا ہاتھ پر سرسوں جمانے کا مترادف ہے۔

جہالت فروش ...... کا ...... تبلیغی جماعت سے سانٹھ گانٹھ

" حقانی صاحب ... جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔"

جہالت ص ۳۲

تبلیغی جماعت جیسی رسوائے زمانہ تحریک سے اب پوری دُنیائے اسلام اچھی طرح واقف ہوتی جارہی ہے کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور روزہ نماز ہاتھی کے دکھاوٹی دانت ہیں جس کا پسِ منظر اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہ مسلمانوں کے دل سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عقیدت ومحبت کا جذبہ چھین لیا جائے اور اولیاء اللہ، بزرگان دین اور سادات کرام کی عزت وعظمت سے دلوں کو خالی کر دیا جائے اس فتنہ سامانی کا سب سے بڑا ہتھکنڈہ شرک وبدعت کا کھوکھلا نعرہ ہے چنانچہ ایسے جملہ مراسم ومعمولات جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی جھلک نظر آئے یا اولیاء اللہ کی عزت وحرمت کی بُو ملے ان پر شرک وبدعت کی چھاپ لگانا تبلیغیوں کا بنیادی مقصد ہے۔ ہزاروں بل کھاتے ہوئے ناک بھوں چڑھا کر ارے صاحب! یہ تو شرک وبدعت ہے چنانچہ جہالت فروش کی فتویٰ نویسی ملاحظہ فرمایئے۔

کہ اگر کوئی مسلمان، عقیق، نیلم یا پنّا وغیرہ میں نفع نقصان کی تاثیر سمجھ کر اُسے استعمال کرے تو یہ کھلم کھلا شرک ہے —— اگلے صفحات میں آپ اس کی تفصیلی بحث ملاحظہ فرمائیں جہاں جہالت کی بلفظہ عبارت نقل کر کے اس پر تحقیقی گفتگو کی گئی ہے۔ یہ تو محض چند اشارات ہیں تاکہ قہر آسمانی کے مطالعہ میں آپ کو آسانی ہو۔ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جہالت فروش کی ڈکیٹٹری آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ عقیق، نیلم، پنا وغیرہ کا استعمال بھی شرک ہے

خدارا بتائیے کہ اب اس دنیا میں مٹھی بھر لوگوں کے علاوہ کوئی مسلمان رہ گیا۔

بات آہی گئی تو شاہ عبدالرحیم سے ایک لطیفہ سُن لیجئیے۔ شاہ عبدالرحیم تبلیغی جماعت کے ایک سرگرم رکن ہیں اُنھوں نے ایک اصلاحی تقریر کی جو " اصول دعوت و تبلیغ " کے نام سے چھپ گئی ہے جناب نے تبلیغی جماعت کے مبلغین کو متعدد بار نابالغ مقتدی بھی لکھا ہے ایک امیر جماعت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

" مرے بزرگو! جب ناواقف و نااہل لوگ منصب خطابت پر فائز ہوں گے تو وہ اپنے مبلغ علم کے مطابق ہی نہیں بولیں گے بلکہ اپنے علم سے آگے نکتے پیدا کریں گے ان کو اتنی جرأت ہوگئی کہ وہ لوگ اپنے خطابات میں علمار کو تنبیہات فرماتے ہیں بارہا میرے کانوں نے سُنا ہے کہتے ہیں کہ علمار دین کے کام کے لئے نہیں نکلتے اور ملازمتوں کا بہانہ لگاتے ہیں ان کا خدا کی ذات پر بھروسہ نہیں رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے " لا نسئلك رزقا نحن نرزقك الایہ " اور نحنُ کو نحنِ و نرزقُ کے زیر ساتھ پڑھا بعض آیات کا ترجمہ بالکل غلط کیا میں نے مجبور ہو کر اُن امیر صاحب کو علیحدہ بلا کر دریافت کیا کہ آپ فارغ التحصیل ہیں تو انھوں نے اپنے علاقہ کا ضلع اور تحصیل بتا دیا۔"

اصول دعوت و تبلیغ ص۵۱

یہ اُمراء جماعت جو گلی گلی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے ہیں ان کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ قرآن مجید میں نَحْنُ کو نُحْنُ پڑھا علاوہ ازیں اتنا بھی شعور نہیں کہ فارغ التحصیل کے کیا معنی ؟ — کسی سے یہ دریافت کرنا کہ آپ فارغ التحصیل ہیں یا نہیں ؟ یا کہاں سے فارغ التحصیل ہیں تو سائل کا مقصد یہ دریافت کرنا ہے کہ آپ کسی درسگاہ سے فارغ ہیں یا نہیں یا کس درسگاہ سے سند فراغت حاصل کی ہے۔ قربان جایئے تبلیغی جماعت کے امیر نے شاہ عبدالرحیم نے یہ سوال کیا کہ آپ فارغ التحصیل ہیں تو جواب ملا کہ فلاں تحصیل "تعلقہ" کا رہنے والا ہوں۔ ایسے ہی موقع پر کہا جاتا ہے کسی نے کہا السّلام و علیکم جواب ملا بیگن توڑ رہا ہوں۔

اگر تبلیغی جماعت کے دجل و فریب اور اس کی جملہ تفصیلات سے آپ آگاہ ہونا چاہتے ہیں تو میری کتاب "تبلیغی جماعت کے ڈھول کا پول" کا مطالعہ کیجیئے۔

جس میں تاریخی حیثیت سے وہابیت و نجدیت کے خدوخال بے نقاب

؎ پیر زادہ مقرر گرامی مولانا سید مظہر ربانی کی کتاب "تبلیغی جماعت" اور خطیب اہلسنت مولانا قاری منصور علی خانصاحب خطیب سُنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کی کتاب "تبلیغی جماعت یا دھوکا" اپنے موضوع پر بے حد مفید اور قابل مطالعہ ہیں۔ نظامی

کئے گئے ہیں اور تبلیغی جماعت کے موسس و بانی مولوی الیاس کاندھلوی اور ان کے اکابر کے حالات و اقوال پر علیحدہ علیحدہ گفتگو کی گئی ہے کوشش یہ کی گئی ہے کہ اس تحریک کا کوئی گوشہ تاریک نہ رہ جائے بر سر راہ تبلیغی جماعت سے متعلق چند اقتباسات حاضر ہیں تاکہ ناظرین یہ فیصلہ کر سکیں کہ جہالت فروش تبلیغیت کے پردے میں کن عقائد کا پرچار کر رہے ہیں۔

بانئ جماعت مولوی الیاس کے ملفوظات کی ایک دو سطریں ملاحظہ کیجئے۔

"ایک بار مولانا الیاس" نے فرمایا حضرت مولانا تھانوی نے بہت کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم ہو جائے گی۔"

ملفوظات مولوی الیاس کاندھلوی

مرتبہ محمد منظور نعمانی ص۴۷

اب اس مقام پر یہ جان لینا ضروری ہے کہ مولانا تھانوی کی وہ کون سی تعلیم ہے جس کو تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس پھیلانا چاہتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں

حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی

ص ۸

اب تو بات ڈھکی چھپی نہیں رہ گئی کہ تبلیغی جماعت نماز روزہ کے پردے میں کیا کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ مولوی الیاس نے خود کہا ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

" ایک مرتبہ اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب (ایم۔ اے علیگ) سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم ہیں ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ایک روز بڑی مسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔

مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۲۲۶

گویا لوگوں کو نماز روزے کا پابند بنانا مقصود نہیں تھا بلکہ اس پردے میں ایک ایسی نئی قوم پیدا کرنی تھی جو مولانا تھانوی کی تعلیم کا پرچار کر سکے چنانچہ مولوی الیاس نے یہ بھی کہا ہے کہ :-

"یہ چلت پھرت اور یہ روزہ نماز کی تلقین میری تحریک کے الف، با، تا ہیں"

ملفوظا بحوالہ اصول دعوت و تبلیغ صـ۴۱

دوڑنا دھوپنا، چلنا پھرنا اور روزہ نماز کی تلقین یہ مقصد نہیں ہے بلکہ یہ تو ابجد ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز روزہ کے لیبل پر - - - - - - - -

علم غیب نبوت، وسیلہ، استمداد وغیرہ سے انکار کیا جائے اور میلاد، قیام عرس، نیاز، فاتحہ وغیرہ کو جو قوم مٹا دے وہی مولوی الیاس کی نئی قوم کہلائے گی۔ اب ملک کا جائزہ لیجیے کہ تبلیغی جماعت اس کے سوا اور کیا کر رہی ہے چنانچہ ابھی مدارس میں ہنگامہ ہوتے ہوتے بچ گیا جب تبلیغیوں کے پنجے مضبوط گڑ گئے تب انہوں نے اہل سنت کے مراسم پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور جب ان کی بد عقیدگی کا پردہ چاک ہوا تو ایک بہت بڑا ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔

بہر حال اگر آپ کو تفصیلات دیکھنی ہیں تو میری کتاب "تبلیغی جماعت کے ڈھول کا پول" ملاحظہ فرمائیے اب احادیث کی روشنی میں ایک دستاویز پیش کی جاتی ہے جس کی ایک ایک سطر کو پڑھ جائیے۔

پیشینگوئی ــــ یا ــــ جواہر پارے

نوٹ :- احادیث کی روشنی میں نجدیت اور وہابیت کی برہنہ تصویر جس کی

ایک ایک سطر موعظت اور عبرت سے بھرپور ہے

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کو امیر المؤمنین کی کون سی بات ناپسند آئی ان لوگوں نے کہا کہ واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِ الحکم الا للّٰہ سورہ انعام پ رکوع ۱۲ حکم نہیں مگر اللہ کے لئے یہ سُن کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اسی قرآن میں یہ آیت بھی تو ہے " فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا " میاں بیوی میں جھگڑا ہو تو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے۔

دیکھو یہ وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیوں کا ہوتا ہے مثلاً علم غیب و امداد وغیرہ میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور نفی کی آیتوں پر ایمان کا دعویٰ اور اثبات کی آیتوں سے کفر۔

چنانچہ حضرت ابن عباس کا جواب سُن کر پانچ ہزار نے فوراً توبہ کر لی اور جن کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ مولا علی نے انکے قتل کا حکم فرمایا امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیوں کر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المؤمنین کو تو حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بڑی شدت سے پابند

ہوں گے! ایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے ۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا امیرالمومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر کمر و اگمر عین ما رکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اُتر گئے ۔ امیرالمومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس اس پار نہ جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے ۔ جب سب قتل ہو چکے تو امیرالمومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ طہارت تہجد و تلاوت کا وہ خدشہ دور کرنے کے لئے فرمایا تلاش ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہلِ زمین کو قتل کیا تلاش کیا گیا تو لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کے مشابہ تھا امیرالمومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور واقعہ کے مطابق نے سے زائل ہو گیا۔ کسی نے کہا حمد ہے اُسے جس نے اِن کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیرالمومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو گا تو دوسرا سر اُٹھائے گا ..... "حتی اخرج اخر ھم مع دجال" یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا یہی وہ فرقہ ہے جو ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا ہے اور ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں ترجمہ حدیث " تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے

روزوں کو اور ان کے اعمال سے آگے اپنے اعمال کو۔ قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اُترے گا بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے گھٹنی ازاروں والے،، چنانچہ وہابیوں کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ جب کوئی عورت اس کے ناپاک دین میں داخل ہوتی تو اس کا سر بھی منڈوا دیتا اور یہ کہتا کہ یہ زمانۂ کفر کے بال ہیں انھیں دور کرو یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو وہ بھی تو زمانۂ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا اور اب اس زمانہ میں وہابیوں کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پائجامے والے ہیں۔

غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر وہابیوں کے ایک مورث نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل (انصاف) نہیں پاتا کیوں کہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا فرمایا یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیئے کہ اس منافق کی گردن ماردوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رہنے دو اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (اشارہ انھیں سر منڈانے اور گھٹنے پائجامے والوں کی طرف تھا جن کی علامت اور پہچان اوپر گذر چکی)

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور مجلس اقدس کے کنارے کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور جا کر دیکھا کہ وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اُٹھا کہ ایسے نمازی کو عین حالت نماز میں قتل کریں واپس آکر سارا واقعہ عرض کیا سرکار نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اُنھیں بھی وہی واقعہ پیش آیا حضور نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے حضرت علی اُٹھے عرض کیا یا رسول اللہ "میں" فرمایا "تم" اگر تمہیں ملے مگر اُسے تم نہ پاؤ گے چنانچہ مولا علی جب تک وہاں پہونچے وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو اُمت پر سے بڑا فتنہ اُٹھ جاتا۔

یہی تھا وہابیوں کا مورث اعلیٰ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے اس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر ڈالی تھی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں "معاذ اللہ" یہ غرور تھا اس بد نصیب کو اپنی نماز اور تقدس پر اور نہیں جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اسی سرکار کی غلامی کی فرع ہے جب تک ان کا غلام نہ ہو لے اس وقت تک کوئی بندگی نہیں آسکتی لہذا قرآن مجید میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت پر مقدم رکھا۔ ترجمہ "تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ و رسول

پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو سورہ الفتح پ۲۶ رکوع ۹۔

توسب میں مقدم ایمان ہے کہ بغیر اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بغیر اس کے کوئی عبادت مقبول نہیں۔

حق بات —— زبان پر آہی گئی۔

جہالت پر مولوی عبد المتین جوناگڑھی کے اظہار خیال کی چند سطریں

> تعجب اور افسوس تو اس پر ہے کہ اپنے بعض دیوبندی المسلک عالم بھی حسد و عناد پر اُتر آئے اور حقانی صاحب کو ان پڑھ بتا کر اور ان کی کتاب "شریعت یا جہالت" کو غیر مستند اور کمزور عبارتیں پیش کر کے گرانا چاہا۔ جہالت صـ۲۸

نوٹ:۔ یہ مقام نہ تو تعجب کا ہے نہ ہی افسوس کا بلکہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جہالت فروش نے حوالہ جات میں کتر بیونت اور قطع و برید سے جس طرح خیانت کی ہے ڈھونڈنے سے اس کی مثال نہ مل سکے گی میں نے تو "خلافت معاویہ و یزید" کے مصنف محمود احمد عباسی کو اس فن کا امام سمجھا تھا لیکن فنِ خیانت میں جناب اس کے بھی دو چار قدم آگے نکلے قوی اور مضبوط روایتوں

کو چھوڑ کر ضعیف اور کمزور روایتوں کو پیش کر کے جس بُری طرح عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی گئی ہے شاید ہی ان کا جیسا شاطر کوئی دوسرا آپ کو مل سکے۔ معلوم ہوا کہ یہ رسوائے زمانہ کتاب دیوبندیوں کی نظر میں بھی غیر مستند اور ساقط الاعتبار ہے جس پر اعتماد اور بھروسہ کرنا اپنے کو فریب دینا ہے۔

ایک ایسا سوال جو کوہ ہمالہ سے بھی زیادہ وزنی ہے

نوٹ :۔ جہالت فروش سے حسب ذیل سوالات ہیں جس پر مجھے آج کی صحبت میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں ہے ورنہ اندیشہ ہے کہیں کسی نئی بحث کا آغاز نہ ہو جائے جس میں عوامی ذہن کے اُلجھ جانے کا خدشہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ قہر آسمانی جلد دوم میں اس پر گفتگو کر کے ان کے حوالہ جات کے بخیئے اُدھیڑ دیئے جائیں گے۔

(۱) وہ کون سے علل واسباب ہیں کہ تفاسیر کی دوسری کتابوں سے مُنہ موڑ کر آپ نے "تفسیر ابن کثیر" ہی کے اردو ترجمہ پر اعتماد اور بھروسہ کیا؟

نوٹ :۔ اہل علم اس سے بخوبی واقف ہیں کہ بعض امور میں ابن تیمیہ کا نام سرفہرست ہے اور حافظ عماد الدین بن عمر بن کثیر دمشقی ابن تیمیہ کے "ارشد تلامذہ" ممتاز شاگردوں میں ہیں۔

(۲) احادیث میں نواب قطب الدین دہلوی کے اردو ترجمہ "مظاہر حق"

ہی کو آپ نے کیوں پسند کیا؟ ۔ ؏ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(۳) اور فقہی مسائل میں غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار اور سید امیر علی جیسے کا ترجمہ اردو عین الہدایہ کو کیوں ترجیح دی گئی؟۔

یہ سید امیر علی وہی ہیں جن کے ترجمہ اردو عین الہدایہ کو دیوبند نے ابھی حال ہی میں قسط وار شائع کیا ہے ۔ اس سے آپ چولی دامن کا رشتہ سمجھ سکتے ہیں ۔

اب عین الہدایہ ۔ مظاہر حق، تفسیر ابن کثیر اور غایۃ الاوطار کے چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ جہالت فروش نے حوالہ جات میں کتنی بیباکی، دیدہ دلیری سے وحشتناک خیانت کی ہے ۔

ہم حوالہ جات اس طرح پیش کریں گے کہ مظاہر حق، عین الہدایہ وغیرہ کی اصل عبارت نقل کر دیں گے پھر اس کے بعد جہالت کی عبارت تاکہ آپ ایک ہی نظر میں یہ فیصلہ کر سکیں کہ اصل عبارت سے جہالت میں کیا بڑھایا گیا ہے اور کیا گھٹایا گیا یا اول یا آخر کے کون سے ٹکڑے چھوڑ دیئے گئے ۔

اگر آپ جہالت کی عبارت کے ساتھ اصل حوالہ دیکھیں گے تو بغیر کسی نوٹ یا تبصرہ کے خود فیصلہ کر سکیں گے کہ جناب نے اتباع سنت کی نمائش اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پردے میں دجل و فریب کا کیسا حسین ڈرامائی اسٹیج سجایا ہے میرے دوست بات بات میں قال اللہ قال الرسول کہنا بہت آسان ہے لیکن

عمل کی کسوٹی پر اُترنا اور اسے عملاً کر دکھانا یہ ایرے غیرے نتھو خیرے کا کام نہیں یہ ان برگزیدہ نفوس کا نصیبہ ہے جو علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں خود اپنی مثال ہیں۔ اسے تو معمولی درجہ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو خود علم شریعت سے واقف نہ ہوگا جسے خود حلال و حرام کی تمیز نہیں جو فقہ اور اصول فقہ سے قطعاً ناآشنا جس کا مطالعہ اردو کی چند کتابوں تک محدود اسے بحیثیت مفتی یا عالم عوام کی اصلاح کا حق کہاں سے پہونچتا ہے وہ خود اس بات کا پابند ہے کہ مسائل میں ایسے علمار کی طرف رجوع کرے جنہوں نے قوالی میں نہیں بلکہ تحصیل علم میں اپنی عمر گذاری ہے — تعجب اور حیرت ہے ان لوگوں پر جنہیں اس کا علم ہے کہ اس شخص کا تعلق کسی دینی دارالعلوم سے نہیں رہا عمر کہاں گذری اور آج دیوبندی اسٹیج کا علامہ ہے — اسی لئے دیوبند کے بعض سنجیدہ حضرات خود بھی اس کی تقریروں پر نفرین و ملامت کرتے ہیں اور پڑھا لکھا طبقہ اس کا یقین رکھتا ہے کہ طوطا رٹو کی طرح کتابوں کا حوالہ دینا اور ہے اور اس کی گہرائیوں کی فہم و بصیرت اور یہ سب کا کام نہیں۔

اگر قرآن و حدیث اور فقہ کے اردو تراجم ہی سے کام چل جائے تو پھر دینی درسگاہوں میں تالا لگا دینا چاہیئے — ہر شخص گھر بیٹھے مولانا حقانی بن سکتا ہے۔ جہالت میں جتنے حوالے ہیں وہ سب اردو ترجمے ہیں "مظاہر حق" مشکوٰۃ شریف کا اردو ترجمہ ہے "عین الہدایہ" ہدایہ کا "غایۃ الاوطار" "در مختار کا" ایسے ہی "تفسیر ابن کثیر" اردو ترجمہ ہے۔ اب ہم چند حوالے دیتے ہیں جو ناظرین کیلئے لمحۂ فکریہ ہیں: —

حوالہ جات میں خیانت کے چند نمونے

عین الہدایہ

عین الہدایہ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے :۔

"م کسی کافر کو او کافر یا او فاسق مشرک کہنا مکروہ ہے اگر اسکو گراں ہو"

عین الہدایہ جلد چہارم ص ۲۸۶

اب اسی عبارت کو جہالت میں ملاحظہ فرمائیے۔

"کافر کو اے کافر یا اے فاسق یا اے مشرک کہنا مکروہ ہے"

جہالت ص ۱۰۲ بحوالہ عین الہدایہ جلد ۴ ص ۲۸۶

خدارا ایک لمحہ کیلئے یہیں رک جائیے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیجیے یہ آپ کا اپنا امتحان ہے۔ جہالت اور عین الہدایہ کی دونوں عبارتیں ملا کر جہالت فروش کی خیانت کا صحیح اندازہ کر کے اس کی مضبوط گرفت کیجیے مگر مجھے اس کا شدت سے احساس ہے کہ اس کی عقدہ کشائی ہر ایک کے لئے آسان نہیں!

آپ کی حیرانی دور کئے دیتا ہوں۔

پہلی خیانت تو یہ ہے کہ عین الہدایہ میں جہاں یہ لکھا ہے کہ اے کافر کہنا مکروہ ہے اسی کے ساتھ یہ قید لگی ہے کہ "اگر اس کو گراں ہو" آنجناب اس کو بالکل ہضم کر گئے اور سانس ڈکار تک نہ لی۔ جہالت فروش اس عبارت کو کیوں نگل گئے اس کی وضاحت تو میں آگے کروں گا لیکن اس حوالہ میں سب سے بڑی خیانت

یہ ہے کہ عین الہدایہ کی اصل عبارت م کے بعد ہے ۔ اور آن بدولت اس کو بھی صفاچٹ کر گئے۔ ناظرین کو حیرانی ہوگی کہ م کے ہونے نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے ؟ ۔۔۔ اب سُنئے ایک میم میں کتنے رموز و اسرار پنہاں ہیں۔

دوستو! ہدایہ فقہ حنفی کی ایک بلند پایہ چوٹی کی کتاب ہے جو درس نظامیہ میں داخلِ نصاب ہے۔ عالم کی سند پانے والے ہر طالب علم کو یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے ہدایہ سے پہلے نور الایضاح ۔ منیۃ المصلی، قدوری کنز الدقائق۔ شرح وقایہ ہے لیکن ہدایہ کے بعد عالم کے کورس میں فقہ کی کوئی کتاب داخل نصاب نہیں۔ گویا یہ بالکل آخری کتاب ہے ۔ یہ تو ہے ہدایہ کی معیاری حیثیت اب سُنئے کہ عین الہدایہ کیا ہے ؟ ۔ ایک مولوی سید امیر علی گزرے ہیں جنھوں نے ہدایہ کا اردو میں ترجمہ کیا جس کا نام عین الہدایہ رکھا۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عین الہدایہ میں جو کچھ ہے وہ صرف ہدایہ کا ترجمہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے یہی وہ راز ہے جو میم کے کلیجہ میں حجاب اندر حجاب چھپا بیٹھا ہے جسکو ہدایہ کے مترجم جناب سید امیر علی صاحب عین الہدایہ جلد چہارم کے ص ۹۱۲ پر ظاہر کرتے ہیں۔

چنانچہ رموز و اشارات مستعملہ ترجمہ ہذا کے تحت آنجناب نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو عبارت ع کے بعد ہوگی تو عین سے کیا مراد ایسے ہی جو عبارت ف کے بعد ہوگی تو اس کا کیا مطلب ہوگا اور میم کے بعد جو عبارت لکھی جائے گی اس کا کیا مفہوم ہوگا لہذا اب سید امیر علی صاحب کا نقشہ ملاحظہ فرمائیے۔

ف - فتح القدیر	چ - چلپی	ن - نصب الرایہ
مف - ملخص فتح القدیر	الصدر - شرح وقایہ	الزیلعی - شارح کنز الدقائق
ع - عینی	القاضی خاں - فتاوی قاضی خاں	
مع - ملخص عینی	ق - فتاوی قاضی خاں	
مفع - ملخص فتح القدیر وعینی	م - مترجم	
ھ - فتاوی ہندیہ یعنی عالمگیریہ	مع - مترجم وعینی	
ش - شامی علی الدر المختار	مف - مترجم والفتح	
د - درمختار	الفتح - فتح القدیر	
ت - تنویر الابصار		

اب آپ اس نقشہ کو خوب غور سے پڑھ لیجئے جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی عبارت عین الہدایہ میں ف کے بعد ہے تو وہ ہدایہ کی نہیں بلکہ فتح القدیر کی ہے ایسے ہی چ کے بعد کی عبارت چلپی کی ہے اور ع کے بعد کی عبارت عینی کی ہے اور ایسے ہی عین الہدایہ کی جو عبارت م کے بعد ہوگی وہ ہدایہ کی نہیں بلکہ ہدایہ کے ترجمہ کرنے والے جناب مولوی سید امیر علی کی ہوگی۔

چنانچہ جہالت فروش نے عین الہدایہ سے بطور حوالہ جو عبارت پیش کی ہے وہ ہدایہ کا ترجمہ نہیں بلکہ مولوی سید امیر علی کی اپنی رائے ہے۔ جہالت فروش نے م کو اس لئے ہضم کر دیا تاکہ مسلمان مولوی سید امیر علی کی رائے کو صاحب ہدایہ کی بات سمجھ کر اس پر یقین کر بیٹھیں۔

دوستو! یہ کتنا دجل وفریب ہے خدا اپنی پناہ میں رکھے ایسے طفلِ مکتب مصنفین سے ــــ غور فرمائیے! دیکھئے عین الہدایہ میں ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب ہدایہ ہی کی رائے ہو۔

جیسے میری کتاب "خون کے آنسو" ہے جس میں مَیں نے علماء دیوبند کی سینکڑوں کفری اور گندہ عبارتوں کو نقل کیا ہے۔ مثلاً گنگوہی صاحب نے یہ فرمایا کہ "کوا کھانا ثواب ہے۔" اب اگر کوئی سرپھرا میرے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرے کہ مشتاق احمد نظامی نے اپنی کتاب "خون کے آنسو" میں کوا کھانے کو ثواب لکھا ہے۔

خیال تو فرمائیے کہ کیسا کھلا ہوا فریب ہے یہ تو سچ ہے کہ یہ عبارت "خون کے آنسو" میں ملے گی لیکن غور یہ کرنا ہے کہ یہ میں کہہ رہا ہوں یا گنگوہی صاحب کا قول نقل کر رہا ہوں۔ دوستو! خون کے آنسو میں ہونا اور ہے میری بات ہونا اور ایسے ہی جہالت فروش نے جو عبارت نقل کی ہے یہ سچ ہے کہ وہ عین الہدایہ میں ہے لیکن ہدایہ کے مصنف نے نہیں کہا بلکہ ہدایہ کے مترجم جناب مولوی امیر علی نے کہا ہے ــــ اب برسرِ راہ مولوی امیر علی کو بھی سمجھ لیجیئے کہ آنجناب کون تھے؟ ــــ عین الہدایہ کی چند سطریں ملاحظہ کیجیئے:-

"اور ہر ایک فریق وہابی، بدعتی، مقلد و غیر مقلد نے اپنے عوام معتقدوں کو دوسرے فریق کا گمراہ ہونا تلقین کر دیا ہے..... چند سطریں بعد:-

اور مجتہدین سلف سے صاف تصریح ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں ہے۔ پھر وائے بر حال شما،، عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۱

۱۔ "یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے" تقویۃ الایمان "میں ایک حدیث مبارک کے تحریر کرنے کے بعد ف یعنی فائدہ کے تحت یہ لکھ دیا" کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" حالانکہ سرکار نے یہ نہیں فرمایا مگر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کر دی۔ اس عبارت کے پرخچے تو قہر آسمانی جلد دوم میں اڑائے جائیں گے۔ لیکن ناظرین نے یہ تو سمجھ ہی لیا ہوگا کہ اس میں کون سا جذبہ کون سی اسپرٹ کار فرما ہے یہی تو وجہ ہے کہ جہالت فروش کو حوالہ جات میں عین الہدایہ زیادہ مرغوب و مطلوب ہوئی۔

دوستو! یہی حال مظاہر حق کا ہے نواب قطب الدین دہلوی نے اردو زبان میں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ کیا ہے لیکن وہ محض ترجمہ ہی نہیں ہے بلکہ ف یعنی فائدہ کے تحت جناب نے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں مثلاً دہلوی صاحب ایک حدیث شریف کا ترجمہ کر دیتے ہیں پھر اس کے بعد بطور فائدہ لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کس نے جائز کہا کس نے ناجائز کس نے مکروہ کس نے بدعت غرضیکہ وہ مختلف اقوال نقل کر دیتے ہیں اور جہالت فروش اپنے مطلب کے مطابق اسی میں سے ایک ٹکڑا لے لیتے ہیں مثلاً دہلوی صاحب یہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے قیام کو مستحب کہا بعض لوگوں نے جائز کہا بعض لوگوں نے مستحسن کہا

بعض لوگوں نے مکروہ کہا تو جہالت فروش اپنے من اور اپنی مرضی کیمطابق یہ لکھ دیں گے کہ قیام مکروہ ہے اور حوالہ میں مظاہر حق دے دیں گے حالانکہ وہ حدیث شریف کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ مترجم نے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں اور آنجناب اپنی پسند کے مطابق اس میں سے ایک ٹکڑا لیکر مظاہر حق کا حوالہ صفحہ کے ساتھ دیدیتے ہیں تاکہ لوگوں کا ذہن اسے قبول کرلے ابھی چند سطر بعد مظاہر حق کے حوالہ جات پر گفتگو کروں گا ۔ عین الہدایہ کی جو عبارت نقل کی گئی ہے اس کے ابتدا میں م ہے اس کو آنجناب نے ہڑپ کرلیا اس کی وجہ تو آپ نے سمجھ لی اب یہ غور فرمائیے کہ اس کا آخری ٹکڑا کیوں غائب کردیا گیا ۔

دونوں کی اصل عبارت پھر ملاحظہ فرمائیے

"م کسی کافر کو او کافر یا وہ فاسق مشرک کہنا مکروہ ہے اگر اس کو گمراں ہو"

عین الہدایہ جلد چہارم ص ۲۸۶

" کافر کو اے کافر یا اے فاسق یا اے مشرک کہنا مکروہ ہے"

جہالت ص ۱۰۲

" اگر اس کو گراں ہو " حوالہ سے یہ ٹکڑا غائب کردیا گیا حالانکہ مکروہ کا حکم اسی شرط پر موقوف ہے مثلاً قرآن شریف میں ہے " نماز کے قریب میں نہ جاؤ جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو "

اب اگر کوئی اتنے ہی کا پرچار کرے کہ نماز کے قریب مت جاؤ بھائیو نماز کے قریب مت جاؤ ارے میرے بھیّا نماز کے قریب مت جاؤ چونکہ خداوند قدوس نے

قرآن مجید میں فرمایا ہے لاتقربوا الصلوٰۃ تم لوگ نماز کے قریب مت جاؤ۔
یہ تو صحیح ہے کہ یہ قرآن میں ہے لیکن غور فرمائیے یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ یہ
حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ بایں قید کہ جب تم نشہ کی حالت میں ہو ــــ بس ایسے ہی
سید امیر علی نے مکروہ تو لکھا ہے مگر بایں قید کہ مخاطب کو ناگوار ہو۔ اور اس
پر گراں گزرے اور اگر ایسا نہیں ہے تو مولوی امیر علی صاحب بھی فرماتے
ہیں کہ کافر کو اے کافر کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ــــ اب دریافت طلب امر یہ ہے
کہ آج کے وہ نام نہاد خانہ ساز مسلمان جو توہینِ رسول کر کے خارج از اسلام ہو
چکے ہیں وہ اپنے کو کس زمرے میں شمار کرتے ہیں گراں گزرنے والوں میں یا گراں
نہ گزرنے والوں میں۔ جناب نے شاتمانِ رسول کی وکالت کرنی چاہی مگر یہ خود
ان کے گلے کی پھانس ہے ــــ یہ تو ایک واضح حقیقت ہے کہ جو کھلم کھلا کفر
قبول کر چکا ہے اس کو اگر کافر کہا جائے گا تو اسے ہرگز برا نہ لگے گا چونکہ وہ جیسا
ہے اُسے ویسا ہی کہا جا رہا ہے البتہ مسلم نما کافر جو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم
کو منہ بھر گالیاں دینے کے باوجود اپنے کو مسلمان ہی کہلوانا چاہتے ہیں جب انھیں
کافر کہا جاتا ہے تو یہ بات ان پر گراں گزرتی ہے۔ بس یہی وہ راز ہے جس نے
آخری ٹکڑا ہضم کرنے پر جناب کو مجبور کر دیا۔

دوستو! اس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ جہالت فروش جی بھر کے کفر
بولتے رہیں لیکن انھیں اللہ والا کہا جائے او کافر نہ کہا جائے۔

ع اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔ واضح رہے انھیں کافر نہیں اپنا کفر پیارا ہے

عین الہدایہ کا دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمایئے

" جو لوگ مجالس میلاد میں راگ کے اشعار پڑھتے ہیں تو پڑھنا سُننا حرام ہے اور پڑھنے والے پر خوف شدید ہے واللہ اعلم بالصواب "

عین الہدایہ جلد چہارم ص۲۲۴

" اسی کو جہالت میں دیکھئے :۔

" جو لوگ مجلس میلاد میں راگ کے اشعار پڑھتے ہیں تو پڑھنا سُننا حرام ہے اور پڑھنے والے پر خوف شدید ہے " کفر کا " جہالت ص۱۲ بحوالہ عین الہدایہ جلد چہارم ص۲۲۴

آپ نے اصل عبارت ... کفر کا اضافہ کیا ہے

دوستو ! انصاف کا خون نہ کرو سچ بتاؤ خوف شدید کا ترجمہ کفر کس نے کیا ہے ہائے ہائے مسلمانوں کو کافر بنانے کا ایک جذبہ ہے جس نے جہالت فروش کو اندھا بنا دیا ہے اگر تم کو میلاد شریف سے اتنی ہی چڑھ ہے تو میلاد نہ کرو لیکن حوالہ کی عبارتوں میں کاٹ چھانٹ کتر بیونت کر کے کیوں اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہو اگر تمہاری تقدیر میں میلاد کی سعادت نہیں ہے تو اپنی محرومی کا ماتم کرو لیکن خوش عقیدہ مسلمانوں پر کفر کی مشین گن چلانے کی ٹھیکیداری کیوں قبول کر لی ہے ؟

دوستو ! اگر دیگ کا ایک چاول اندازہ کے لئے کافی ہوتا ہے تو آپ نے بھی دیانت کی ترازو پر جہالت فروش کو تول لیا ہو گا جس نے بھری محفل میں جناب کی شاطرانہ چال کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے ۔

مگر مجھے یہ دریافت کرنے کی اجازت دیجیئے کہ رسم میلاد شریف پر پہرہ بٹھانے

کے لئے تو جناب ڈھونڈ ڈھونڈکر روائتیں گھڑ رہے ہیں لیکن کبھی ان دریدہ دہنوں اور گستاخان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بھی حقانی صاحب نے دریافت کیا ہے جن لوگوں نے میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کنہیا کے جنم کا سوانگ لکھا ہے ـــ تیرہ۱۳ صدی کی طویل مدت میں عہد رسالت سے لیکر "براہین قاطعہ" کے وجود میں آنے تک کسی نے بھی میلاد شریف کو کنہیا کے جنم کا سوانگ لکھا ہے سلف سے خلف تک دیوبند کے علاوہ اگر کسی نے یہ لکھا ہو تو دکھاؤ ـ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ـــ اب مظاہر حق میں خیانت کے چند حوالے ملاحظہ کیجئے ـ

مظاہر حق

اب مظاہر حق کے دو ایک حوالے ملاحظہ فرمایئے تاکہ جہالت فروش کی بد دیانتی اور خیانت پر آپ کو اعتماد کلی حاصل ہو جائے اور آپ کے دل میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جائے ـــ یہ گفتگو قیام تعظیمی سے متعلق ہے ـــ مظاہر حق کی عبارت دیکھئے :ـــ

"اور فرمایا کہ وہ تکلفات عجمیوں کے سے ہیں اور آنحضرت کے نزدیک اخیر زمانہ زندگی تک مکروہ تھا" مظاہر حق جلد چہارم ص۶۵

اب جہالت کی کتر بیونت ملاحظہ فرمایئے :ـــ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم زندگی تک قیام یعنی کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھا" ـــ جہالت ص۴۵۳ بحوالہ مظاہر حق

عبارت کا ابتدائی ٹکڑا آپ نے ہضم کر لیا یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس قیام کو مکروہ سمجھا وہ قیام عجمیوں جیسا ہے۔ چنانچہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قیام کی ممانعت فرمائی
ہے اس میں عجمی قیام کی قید لگی ہے مگر آپ کو اس سے کیا بحث! جہالت فروش کو تو اپنا الو سیدھا کرنا ہے
انہیں تو یہ یقین دلانا ہے کہ قیام مطلقاً مکروہ ہے خواہ وہ کیسا ہی ہو چنانچہ اس بحث میں آپ نے جتنے ہیر پھیر کے
تنگدی اور من ملی جس طرح کی نقطہ آفرینی و موشگافی کی ہے وہ صرف انتخاب ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے یہ ثابت کرنے کیلئے
ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ نہ تو صحابہ قیام تعظیمی کرتے تھے اور نہ ہی ہمیں کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ملاحظہ کیجئے جسے جہالت میں جہالت فروش نے خود بھی ذکر کیا ہے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ہمارے مسجد میں بیٹھے باتیں کرتے ہم سے پھر جس وقت اُٹھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے ہم بھی یہاں تک کہ دیکھتے ہم آپ داخل ہوئے بعض گھروں بیویوں اپنی کے میں۔" جہالت ص۴۵ بحوالہ مظاہر حق جلد ۴ ص۴۷۔

"آپ بحوالہ مظاہر حق اس حدیث کے ضمن میں رقمطراز ہیں۔

"اس حدیث سے بھی قیام ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ اس حدیث کی شرح یعنی مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہوتے بسبب برخواست ہونے مجلس کے نہ کھڑے ہوتے واسطے تعظیم کے دو سطر بعد..... اور دیر تک کھڑے رہنا صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس لئے تھا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آجائیں بیٹھنے کے لئے یا کسی کام کیلئے یا کچھ حکم فرمائیں"
جہالت ص۴۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اُٹھتے تو ہم لوگ بھی اُٹھ جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے تاوقتیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل نہ ہو جاتے ۔ لیکن جہالت فروش کا کہنا یہ ہے کہ قیام تعظیمی نہیں تھا بلکہ مجلس برخواست ہونے کی وجہ سب کھڑے ہو جاتے ۔ اب مجھے دریافت کرنے دیجیئے کہ اگر ایسا ہی ہے کہ یہ قیام تعظیم کے لئے نہیں تھا بلکہ مجلس ختم ہونے ہی کے لئے تو مظاہر حق ص۶۷ ہی پر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مظاہر حق ص۶۷ کی انیسویں سطر سے حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے جو گزر چکی اور مظاہر حق ص۶۷ کی نویں سطر سے حضرت ابو درداء کی روایت ہے اب اسے ملاحظہ کیجیئے ۔

" حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو ہم لوگ ارد گرد بیٹھتے پھر سرکار جب گھر جانے کے لئے اُٹھتے اور پھر واپس آنے کا ارادہ رکھتے تو اپنی نعلین مبارک " جوتا " چھوڑ جاتے یا بدن مبارک کی چادر وغیرہ ۔" مظاہر حق جلد چہارم ص۶۷

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو پلٹ کر پھر واپس آنا ہوتا تو اپنی چادر مبارک یا نعلین مبارک وغیرہ میں سے کوئی چیز چھوڑ جاتے جس سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمجھ جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی

واپس تشریف لائیں گے اور اگر کوئی چیز نہ چھوڑتے تو صحابہ یقین کر لیتے کہ اب مجلس برخواست ہوگئی لہذا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کیمطابق کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تو ہم لوگ کھڑے ہو جاتے اگر یہ قیام تعظیم کے لئے نہیں تھا بلکہ محض مجلس برخواست ہونے کے لئے تھا تو صحابہ کرام کو فوراً کھڑا نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ وہ بیٹھ کر یہ دیکھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کوئی چیز چھوڑتے ہیں یا نہیں اگر چھوڑتے تب تو سمجھ لیتے کہ ابھی مجلس برخواست نہیں ہوئی لہذا ایسی صورت میں انھیں قطعاً اُٹھنا ہی نہیں چاہیئے تھا بیٹھے رہتے اور اگر کوئی چیز نہ چھوڑتے تو اب اس یقین ہو جانے کے بعد انھیں کھڑا ہونا چاہیے تھا کہ مجلس برخواست ہوگئی !

لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا یہ مفہوم نہیں ہے بلکہ حدیث مبارک کے الفاظ یہ ہیں — فاذا قام قمنا قیاماً یعنی پس جب سرکار کھڑے ہوتے تو ہم لوگ بھی اچھی طرح کھڑے ہو جاتے یعنی اس انتظار کے بغیر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کوئی چیز چھوڑتے ہیں یا نہیں (مفعول مطلق نے یہ بھی واضح کر دیا کہ محض قیام کی کیفیت نہ بناتے بلکہ اچھی طرح کھڑے ہو جاتے جس طرح سلموا التسلیما یعنی سلام بھیجو اچھی طرح) لہذا جب حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو ایک جا کیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ صحابہ کا قیام محض مجلس برخواست ہونے کے لئے نہ ہوتا بلکہ وہ قیام تعظیمی ہوتا ورنہ حضرت ابوہریرہ کی روایت میں محض اتنا

نہ ہوتا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو ہم لوگ کھڑے ہو جاتے بلکہ یہ ہوتا کہ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو ہم لوگ انتظار کرتے کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کوئی چیز چھوڑتے ہیں یا نہیں جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بھی چیز نہ چھوڑتے تو اب اس یقین کے بعد کھڑے ہوتے کہ مجلس برخواست ہو گئی ورنہ ہم لوگ بیٹھے رہتے۔

اب کوئی جہالت فروش سے یہ دریافت کرے کہ مظاہر حق ص۶۲ پر حضرت ابوہریرہ کی روایت تو نظر آگئی آخر ش حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے چشم پوشی کیوں کی گئی حالانکہ حضرت ابو درداء کی روایت حضرت ابوہریرہ کی روایت سے پہلے ہے۔ کیا آپ کا مطالعہ بھی الٹا ہوتا ہے یعنی صفحہ کے نیچے سے اوپر کی طرف ؟

دوستو! اگر ایک دو خیانت ہو تو اس سے صرف نظر کیا جائے لیکن یہاں تو پوری کتاب کی کتاب اسی طرح کی بد دیانتی سے بھرپور ہے۔ چنانچہ قیام تعظیمی کے انکار میں آپ نے یہ تو روایت کر دیا کہ :-

"بعض علماء کے نزدیک قیام سنت ہے مگر ثابت یہ ہوا کہ مکروہ ہے"

جہالت ص۵۳ بحوالہ مظاہر حق ص۶۴

اب مظاہر حق جلد چہارم ص۶۴ کی دوسری روائتیں ملاحظہ فرمائیے جسے صاحب مظاہر حق نے مسلسل یکے بعد دیگرے نقل کیا ہے آخر ش ان روایتوں سے آنکھیں کیوں بند کر لی گئیں۔

(۱) اس حدیث سے بہت سے اہل علم نے دلیل پکڑی ہے کہ اہل فضل واکرام کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے"۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۲) " اور طیبی نے محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ اس پر جمہور علماء نے اجماع کیا ہے کہ اہل فضل واکرام کیلئے قیام درست ہے"۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۳) " اور امام محی الدین نووی نے کہا کہ یہ قیام اہلِ فضل کیلئے ان کی آمد کے وقت مستحب ہے"۔ مظاہر جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۴) " اور مطالب المومنین میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ بیٹھنے والوں کو آنے والے کے لئے قیام مکروہ نہیں ہے"۔ مظاہر جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۵) " اور قیام بنفسہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مکروہ محبت قیام کی ہے یعنی اگر کسی نے قیام کیا اور اس نے اس کی محبت نہ رکھی تو وہ قیام مکروہ نہیں ہے"۔ مظاہر جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۶) " اور قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ قیام منہی عنہ اس کے حق میں ہے کہ وہ بیٹھا ہو لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں"۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۶۵

دوستو! تین ماہ کی طویل علالت کے بعد قہر آسمانی کیلئے میں نے قلم اُٹھایا ہے یہ جو کچھ ہے قلم برداشتہ حاضر ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد دوم میں جہالت کے حوالہ جات کو تارِ عنکبوت "مکڑی کے جالا" سے بھی زیادہ کمزور ثابت کر دکھاؤں گا۔

بہرحال یہ مختصر سی گفتگو بھی اس یقین کے لئے کافی ہے کہ حوالہ جات

میں کس طرح کی دھاندلی عیاری اور دجل و فریب سے کام لیا گیا ہے۔ قانون کی زبان میں اسی کو چار سو بیس کہا جاتا ہے۔ غور فرمایئے جب تحریر میں مطلق العنانی کا یہ حال ہے تو تقریر جس میں حوالہ جات کا سرپٹ گھوڑا دوڑایا جاتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ سننے والوں میں کسے اتنا ہوش کہ صفحہ سطر غلط ہے یا اصل مضمون ہی اور اگر آپ سوچنے بھی لگے تو اتنے وقفہ میں حوالہ جات کی ٹرین دادر سے کلیان پہونچ جائے گی آپ کہیں ہوں گے اور وہ کہیں! یہ ہے تقریر کی فسوں کاری اور جادوگری جس پر ایک قوم اپنا سر دھن رہی ہے لیکن منصف مزاج، حقیقت پسند، بالغ النظر اور علم دوست حضرات تقریر میں حوالہ جات کے بے جوڑ پیوند کی بخیہ گری کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جہالت فروش کیا کہنا چاہتے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں ۔

قرآن مجید کی آیات کو شان نزول کے خلاف استعمال کرنا یعنی جو آئتیں کافروں اور بتوں سے متعلق نازل ہوئیں ان کو اولیاء اللہ اور بزرگان دین پر چسپاں کرنا اور قرآن فہمی کا دعویٰ کر کے بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانا اور دھوکہ دینا یہ تو جناب کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

ایسے ہی غایۃ الاوطار، تفسیر ابن کثیر، مظاہر حق اور عین الہدایہ کی کمزور سے کمزور تر روایتوں کو چن چن کر حوالہ جات میں پیش کرنا یہ جناب کا ایک مخصوص تاجرانہ فن ہے ۔

کاش مسلمانوں کو ہوش آتا اور وہ اس حقیقت کو سمجھ سکتے کہ حوالہ جات

کے حسین پردہ کے پیچھے عیاری و مکاری کا کیسا پر کشش ڈرامہ کھیلا گیا ہے ۔

دوستو! اِسے خوب اچھی طرح ذہن نشیں کر لو کہ کتاب میں کسی عبارت کا ہونا اور ہے اور یہ کہ یہ عبارت مصنف ہی کی ہے یہ بات اور ہے ۔ مثلاً میری کتاب میں بطور حوالہ یہ آجائے کہ " پنڈت جی نے کہا کہ تناسخ " آواگون " درست ہے اب جہالت فروش اپنی بھری محفل میں ڈھنڈورا پیٹیں کہ مشتاق نظامی نے آواگون کو درست کہا ہے لوگوں کے مطالبہ پر جناب نے میری کتاب کا حوالہ بھی دے دیا ـــــ یہ سچ ہے کہ اتنی سی عبارت میری کتاب میں مل جائے گی کہ " تناسخ ،، " آواگون ،، درست ہے ۔ مگر غور یہ کرنا ہے کہ یہ بات میری ہے یا میں کسی اور کا قول نقل کر رہا ہوں ۔ مانی ہوئی بات ہے کہ یہ میرا مقولہ نہیں بلکہ پنڈت کا مقولہ ہے اب آپ خود ہی فیصلہ کیجیئے یہ خیانت ہے یا نہیں ۔

بس ایسے ہی عین الہدایہ اور مظاہر حق میں ہونا اور بات ہے لیکن یہ ثابت ہونا کہ یہ صاحب ہدایہ کا مقولہ ہے یا حدیث کا ترجمہ ہے یہ دوسری بات ہے مثلاً تفسیر ابن کثیر کے ترجمہ میں ف کے تحت مترجم نے فوائد بھی لکھے ہیں لہذا جو مضمون ف کے تحت ہے وہ تفسیر ابن کثیر کے ترجمہ میں تو ہے مگر یہ بات مفسر کی نہیں ہے بلکہ مترجم کی ہے ـــ ہو سکتا ہے مفسر ہماری نظر میں قابل اعتماد ہو لیکن مترجم پر بھروسہ نہ ہو اس لیے حوالہ دینے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے واضح کر دے کہ یہ بات مفسر کی ہے یا مترجم کی ۔ مگر جہالت فروش کو اس سے کیا غرض یہاں تو سب دھان بائیس پنسیری ہے انھیں اس کا احساس ہے کہ کسے اتنی فرصت ہے جو

ایک ایک حوالہ ملانے جائے گا۔

اب غایۃ الاوطار میں خیانت کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیے۔

غایۃ الاوطار

"اور اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمان کو سلام کرے تو اس کے جواب دینے کا مضائقہ نہیں لیکن وعلیک سے زیادہ نہ کہے" ۔ غایۃ الاوطار جلد ۴ ص ۲۳۹

چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے م یعنی جواب میں فقط وعلیک کہے وعلیک السلام نہ کہے اس واسطے کہ کافر کبھی مسلمان کو السام علیک کہتا ہے یعنی تجھ پر موت ہے اور گاہے کہتا ہے السِّلام[1] علیک بکسر سین یعنی تجھ پر پتھر ہے تو جب علیک کہا تو اس کا قول اسی پر ڈالا۔

غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۳۸ پر ہے "م فتاویٰ عالمگیری میں ہے مجاہد نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی کو خط لکھے تو یوں سلام لکھے السلام[2] علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

اب جہالت کی خیانت ملاحظہ فرمایئے :۔

"یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمانوں کو سلام کریں تو اس کا جواب دینے میں مضائقہ نہیں" جہالت ص ۹۳ بحوالہ غایۃ الاوطار

خیال فرمائیے یہ کتنی بڑی کھلی ہوئی خیانت ۔ اور علمی بد دیانتی ہے آپ نے یہ تو لکھ دیا کہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمان کو سلام کرے تو اس کے جواب دینے کا مضائقہ نہیں مگر کس طرح جواب دیا جائے اس کی ساری تفصیل ہڑپ۔ اس گفتگو کا سارا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہودی اور مجوسی کے سلام کا جواب

ع۱ یعنی سین کے زیر کے ساتھ ع۲ یعنی سلام اس پر جس نے ہدایت حق کی پیروی کی۔

دیا جا سکتا ہے تو دیوبندی اور تبلیغی کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا جائے؟

ایک دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمایئے :۔

"اور مکروہ ہے یوں کہنا دعا میں وبحق رسلک وبحق انبیائک وبحق اولیائک یا بحق بیت اللہ اس واسطے کہ خلق کا کچھ حق ثابت نہیں خالق تبارک تعالی پر اگر انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالی پر وجوباً ثابت نہیں لیکن تفضلاً و کرماً ثابت ہے یہاں تک کہ از راہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حصن حصین میں حدیث ثابت ہے اللھم انی اسئلک[عہ] بحق السائلین علیک اور اگر حق سے حرمت اور عظمت اور وجاہت مراد لیجیئے تو بطریق وسیلہ درست ہے قال اللہ تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ"

غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۳۰

اب جہالت ملاحظہ فرمایئے :۔

" اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض نادان لوگ مناجات میں یہ اشعار پڑھتے ہیں۔ الہیٰ بحق محمد رسول ۔ دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

یہ مکروہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہاں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے (عمل صالح کے) وسیلہ سے دعا کرنا مضائقہ نہیں ۔"

جہالت ص ۳۰۰

نوٹ :۔ یہ ایک نیا شگوفہ ہے ہر لمحہ بعد دشمنیٔ رسول کا کوڑھ پھوٹ رہا ہے انبیاء اور اولیاء کے عمل صالح کو وسیلہ بناؤ مگر ان کی ذات کو نہیں۔

عہ الہیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ پر سوال کرنے والوں کے حق کی وجہ سے

تبصرہ۔ناظرین انصاف فرمائیں صاحب غایۃ الاوطار نے تصویر کا دونوں رُخ پیش کر دیا ہے۔یعنی کراہیت کی صورت کیا ہے اور کس طرح وسیلہ بنانا درست ہے مگر جناب نے تو دشمنی رسول کی قسم کھا رکھی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے دل میں عظمتِ رسول پیدا ہو جائے ؟ بغض وعناد کا ناسور اس بُری طرح رس رہا ہے کہ کوئی سطر اس کے تعفن اور بدبو سے خالی نہیں ۔

غایۃ الاوطار کی اتنی طویل صاف اور واضح عبارت کو ہضم کر جانے کی جناب نے کوشش کی ہے یہ ہے جناب کے حوالہ جات کی مکروہ اور گندہ صورت خدا لوگوں کو سمجھنے کی توفیق دے قبر اور حشر میں جہالت فروش وسیلہ نہیں بنیں گے بلکہ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ کام آئے گا ۔

چند حوالے اور ملاحظہ فرمائیے

" لیکن قبر والدین کے چومنے میں مضائقہ نہیں پھولوں کا ڈالنا قبر پر درست ہے اور اگر پھولوں کی قیمت کو خیرات کر دے تو بہتر ہے "

غایۃ الاوطار جلد چہارم صـ ۲۴۲

" قبروں پر پھولوں کا ڈالنا درست ہے اور اگر پھولوں کی قیمت خیرات کر دے تو بہتر ہے ۔" —— جہالت صـ ۴۰۱

نوٹ :۔ غایۃ الاوطار کی عبارت سے قبروں پر پھول ڈالنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اب یہ زائر کی صوابدید عقیدت، اختیار اور پسند پر موقوف ہے خواہ وہ خیرات کر دے یا پھول بھی ڈالے اور خیرات بھی کر دے مگر سوال یہ

باقی رہ گیا کہ جناب نے یہ ٹکڑا کیوں ہضم کر لیا کہ والدین کی قبر چومنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

"اور جب میت کے واسطے دُعا کا ارادہ کرے تو قبلہ رُخ ہو کر دُعا کرے"

غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۴۲

"جب میت کے واسطے دُعا کا ارادہ کرے تو قبلہ رخ ہو کر دُعا کرے" (یعنی فاتحہ پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہیئے اور قبر کی طرف پیٹھ)

جہالت صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴

نوٹ:۔ یہ جہالت فروش کا اضافہ ہے کہ قبر کی طرف پیٹھ ہونی چاہیئے غایۃ الاوطار میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ غایۃ الاوطار کی اصل عبارت آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔

"تمباکو کا ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسے صغیرہ گناہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔" ——— جہالت صفحہ ۴۹۲

"اس قاعدے کے اندر کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یا توقف اور ظاہر ہوتا ہے اثر اس قاعدے کا اس چیز میں جس کا حال معلوم نہیں چنانچہ وہ جانور جس کا حال معلوم نہیں اور وہ گھاس جس کا زہر ہونا ثابت نہیں ہوتا انتہی کلام الاشباہ میں کہتا ہوں تو اس قاعدے سے پوچھا جاتا ہے حکم اس گھاس کا اور بوٹی کا جو ہمارے زمانے میں شائع اور پھیل گئی ہے جس کا نام تتن یعنی تمباکو ہے تو خبردار رہنا ہم یعنی بموجب اس قاعدے کے اصل اشیاء میں اباحت ہے

تمباکو مباح ہے اور بموجب اس قاعدہ کے کہ اصل اشیاء میں توقف ہے یعنی نہ اباحت ہے نہ حرمت بلا حکم شرع کے تو نہ مباح ہے نہ حرام ۔"

غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۶۹

غایۃ الاوطار جلد چہارم ص ۲۶۹ "اور البتہ تمباکو کو ہمارے استاد عمادی نے اپنے رسالہ ہدیۃ العمادی میں مکروہ کہا ہے اس کو لہسن پیاز کے ساتھ بطریق اولیٰ ملحق کر کے سو اس کو غور کرے ہم مفتی روم ابو سعود نے کہا کہ مراد کراہت تنزیہی ہے لہسن پیاز کے الحاق کی دلیل سے اور مکروہ تنزیہی سے جواز نکلتا ہے ۔"

نوٹ :۔ علامہ عمادی نے محاکمہ فرما کر واضح کر دیا کہ مکروہ تنزیہی ہے جس کا استعمال جائز ہے اور جناب فرماتے ہیں کہ تمباکو کا ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے ۔ اب ذرا دل تھام کر ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیں جس میں صراحت ہے کہ تمباکو کا استعمال مکروہ تنزیہی بھی نہیں ۔

" واقعہ تمباکو پینے کا ! چنانچہ بعض نے سخت تشدد کو راہ دے کر اس کو حرام نکالا حالانکہ یہ استخراج نہیں بلکہ ہوس ہے کیونکہ حرمت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی اس لئے کہ حرام تو منصوص قطعی ہے اور یہاں ظنی نص بھی موجود نہیں اور اگر مکروہ تحریمی مراد ہے تو بھی ظاہر نہیں الا بدلیل ضعیف الاسناد وضعیف الدلالۃ یاں کراہت تنزیہی وغیر تنزیہی اباحت میں تردد بدلائل ہے اور وجہ دوم کے لئے عموم بلویٰ موید پس لائق فتویٰ قول دوم ہے کیونکہ وہ مفتی فقیہ نہیں کہ عوام کو حرام میں مبتلا کرے فلیتامل فیہ ۔"

مقدمہ فتاویٰ ہندیہ ص ۱۲۶

یہی وجہ ہے کہ ان تمام مسائل کو سامنے رکھ کر اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے محاکمہ فرمایا۔

"بقدر ضرور اختلال حواس (تمباکو) کھانا حرام ہے اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کر کے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو نہ آنے پائے تو خالص مباح ہے۔" احکام شریعت حصہ اول ص ۶۹

اب ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ مفتی روم ابوسعود اور علامہ عمادی وغیرہ کے اقوال پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے جن کی زندگی درس و تدریس تعلیم و تعلم اور کتابوں کی چھان پھٹک میں گذری ہے یا جناب جہالت فروش کے اٹکل پچو پر اعتماد کیا جائے جنہیں نہ کسی درسگاہ سے واسطہ نہ کسی عربی کتاب سے۔ ساری دوڑ دھوپ ٹوٹی پھوٹی لنگڑی لولی اردو تک ہے۔ شریعت یا جہالت خود جناب کی لکھی کتاب تو معلوم ہوتی نہیں ۔ ع کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

اُس مجلس میں جناب کی شرکت بس اس حد تک رہی ہوگی۔ پالن صاحب ذرا تفسیر ابن کثیر اُٹھایئے پالن صاحب ذرا قلم میں روشنائی بھریئے، پالن صاحب عین الہدایہ اُٹھا لایئے، پالن صاحب کسی ہوٹل سے چائے لایئے قیاس تو یہی کہتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر میں خیانت کی ایک زندہ مثال ملاحظہ کیجیئے:۔

جہالت صـ ۲۸۵

" دیکھو دو پیغمبروں کی عورتیں حضرت نوح علیہ السلام کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی جو ہر وقت ان نبیوں کی صحبت میں رہنے والی تھیں اور دن رات ساتھ اٹھنے بیٹھنے والی اور ساتھ ہی کھانے پینے بلکہ سونے جاگنے والی تھیں لیکن چونکہ ایمان و عمل میں ان کے ساتھ نہ تھیں اور اپنے کفر پر قائم تھیں پس پیغمبروں کی آٹھ پہر کی صحبت اُنھیں کچھ کام نہ آئی حالانکہ وہ نبی تھے لیکن اُنھیں آخرت کا نفع کچھ بھی نہ پہونچا سکے اور نہ آخرت کے نقصان سے بچا سکے بلکہ ان عورتوں کو بھی جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا "

تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صـ ۱۰۲

" دیکھو دو پیغمبروں کی عورتیں حضرت نوح علیہ السلام کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی جو ہر وقت ان نبیوں کی صحبت میں رہنے والی تھیں اور دن رات ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والی اور ساتھ ہی کھانے پینے بلکہ سونے جاگنے والی تھں لیکن چوں کہ ایمان میں ان کی ساتھی نہ تھں اور اپنے کفر پہ قائم تھیں پس پیغمبروں کی آٹھ پہر کی صحبت انھیں کچھ کام نہ آئی۔ انبیاء اللہ انھیں اخروی نفع پہونچا سکے اور نہ اُخروی نقصان سے بچا سکے بلکہ ان عورتوں کو بھی جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کو کہہ دیا۔

تبصرہ ۔ آپ جہالت اور تفسیر ابن کثیر کی عبارت بار بار پڑھئے اور اول الذکر خطِ کشیدہ عبارت پر دھیان دیجئے۔

تفسیر ابن کثیر کی اصل عبارت یہ ہے "لیکن چونکہ ایمان میں ان کی ساتھی نہ تھیں"
اور جہالت کی عبارت یہ ہے "لیکن چوں کہ ایمان وعمل میں ان کے ساتھ نہ تھیں"
ناظرین پر خیانت واضح ہوگئی ہوگی کہ جہالت فروش نے ایمان کے ساتھ اپنی طرف سے عمل کا اضافہ کر دیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ جس آیت کی تفسیر چل رہی ہے اس مقام پر عمل کا اضافہ ایک سنگین جرم ہے اور ساتھ ہی لاعلمی اور بے خبری کی روشن دلیل ہے۔

عمل کا ہیضہ

جناب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جہاں چاہو ایمان کے ساتھ عمل کا اضافہ کر دو کچھ بنتا بگڑتا نہیں ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت اور نادانی ہے اب میں اصل آیت مع ترجمہ کے پیش کرتا ہوں۔ پھر اس آیت کے ذیل میں صاحب تفسیر ابن کثیر نے جو وضاحت کی ہے اسے ہدیہ ناظرین کروں گا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اس مقام پر عمل کے اضافے کی چوٹ کہاں پڑ رہی ہے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوْحٍ وَّامْرَأَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے نوح اور لوط کی بیوی کی کہاوت بیان فرمائی یہ دونوں ہمارے بندوں سے شائستہ اور نیک بندوں کے گھر میں تھیں پھر ان کی انھوں نے خیانت کی بس وہ دونوں نیک بندے ان سے اللہ کے کسی عذاب کو نہ روک سکے اور حکم دیدیا گیا کہ اے عورتو دوزخ میں جانیوالوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔

آیت کا یہ ٹکڑا " فَخَانَتٰھُمَا " یعنی ان دونوں نے ان کی خیانت کی اسی ٹکڑے کی تفسیر میں صاحب تفسیر ابن کثیر نے فرمایا ہے " لیکن چونکہ ایمان میں ان کی ساتھی نہ تھیں " چنانچہ جہالت فروش نے جو حوالہ دیا ہے اس کے فوراً بعد صاحب تفسیر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ اب تفسیر ابن کثیر کی اس عبارت ذہن کی پوری حاضری سے ملاحظہ فرمائیے تب یہ حقیقت واضح ہو گی کہ اس مقام پر عمل کا اضافہ کتنا سنگین جرم ہے

تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ ص $\frac{۱۰۲}{۱۰۳}$

" بلکہ ان عورتوں کو بھی جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کو کہہ دیا گیا۔ یہ یاد رہے کہ خیانت کرنے سے مراد یہاں بدکاری نہیں انبیاء علیہم السلام کی حرمت وعصمت اس سے بہت اعلیٰ و بالا ہے کہ اُن کی گھر والیاں فاحشہ ہوں ہم اس کا پورا بیان سورۂ نور کی تفسیر میں کر چکے ہیں بلکہ یہاں مراد خیانت فی الدین ہے یعنی دین میں اپنے خاوندوں کی خیانت کی ان کا ساتھ نہ دیا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کی خیانت زناکاری نہ تھی ۔ چند سطر بعد .... بلکہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کسی پیغمبر کی کسی عورت نے بھی بدکاری نہیں کی اسی طرح حضرت عکرمہ حضرت سعید ابن جبیر، حضرت ضحاک وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے ۔"

نوٹ :۔ اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے خیال فرمائیے اگر " فَخَانَتٰھُمَا " کی تفسیر میں خیانت فی الدین کے ساتھ عمل کا بھی اضافہ کر دیا جائے تو حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کے فاحشہ اور زانیہ ہونے کا بھی تصور ہو سکے گا معاذ اللہ۔

گویا ان کی خیانت محض ایمان وعقیدہ ہی کی نہیں تھی بلکہ عمل میں بھی خائن تھیں چونکہ یہ مقام بہت نازک تھا اس لئے صاحب تفسیر ابن کثیر نے واضح طور پر اس کی صراحت کر دی کہ یہاں مراد خیانت فی الدین ہے۔ مگر چونکہ جناب کو بدعملی کا ہیضہ ہے ہر جگہ اس کی قے کرتے رہتے ہیں لہذا بغیر سوچے سمجھے یا اپنے خبث باطنی کے تحت عمل کا بھی اضافہ کر دیا اس طرح جناب نے سوچا ہو گا کہ ہم صاحب تفسیر ابن کثیر سے بھی دو چار قدم آگے نکل گئے مگر اس کی خبر نہ ہو سکی کہ تفسیر بالرائے مجھے کہاں کا ایندھن بنائے گی۔ اب کہیں سے نہیں بلکہ تفسیر ابن کثیر ہی کے چند حوالے ہدیۂ ناظرین ہیں جن سے اندازہ ہو گا کہ تفسیر بالرائے کتنا بڑا جرم و پاپ ہے

تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۸

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیا یا جہالت سے کچھ کہدیا اس نے اپنی جگہ جہنم میں بنالی۔ (۲) "ہاں صرف رائے سے تفسیر کرنا تو محض حرام ہے۔"

نوٹ :۔ جہالت فروش نے اپنی طرف سے "عمل" کا اضافہ کر کے حرام کا ارتکاب کیا اور اپنا ٹھکانا جہنم بنایا۔ (۳) "حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کچھ کہا اس نے خطا کی۔" (۴) "جس نے اپنی رائے سے قرآن میں کوئی ٹھیک بات بھی کہہ دی جب بھی وہ خطا کار ہے اس لئے کہ اس نے اس چیز کا تکلف کیا جس کا اُسے علم نہ تھا اور اس چال چلا جس چال چلنے کا اُ

حکم نہ تھا پس اگرچہ اس کے منہ سے ٹھیک بات نکل گئی پھر بھی وہ خطا کار ہے اس لئے کہ کام کو کام کے طریقہ پر اس نے نہیں کیا اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی شخص بے علم ہو پھر فیصلے کرنے بیٹھ جائے اُسے جہنمی کہا گیا ہے۔، صٰ

(۵) " حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے مدینہ کے بڑے بڑے فقیہوں کو دیکھا کہ قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے جھجکتے تھے "۔ تفسیر ابن کثیر ص۹

تبصرہ :۔ پالن صاحب نے تفسیر ابن کثیر ہی کو اپنا ماخذ بنایا ہے اس لئے تفسیر بالرائے سے متعلق میں نے پانچوں حوالے تفسیر ابن کثیر ہی سے پیش کئے ہیں صاحبِ تفسیر ابن کثیر نے اس قسم کی بہت سی روایتوں کو اکٹھا کیا ہے اگر سب کو جمع کیا جائے تو گفتگو بہت پھیل جائے گی اصل مفہوم سمجھانے کے لئے اتنا ہی بہت کافی ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فقہاء مدینہ تفسیر میں کتنی احتیاط برتتے تھے مگر پالن صاحب مدنی نہیں گجراتی ہیں ایک بے لگام شرابی کی طرح جو چاہے بڑبڑاتے چلے جائیں ان سے پوچھ گچھ کرنے والا کون ہے؟ اور اگر مواخذ و محاسبہ میں زیادہ سختی کی گئی تو اندیشہ ہے کہیں ہوٹل ٹیکسی، گھوڑا گاڑی کی ہڑتال نہ کرا دیں۔

دوستو! میں نے تفسیر ابن کثیر، غایۃ الاوطار، مظاہر حق، عین الہدایہ کے حوالوں میں پالن صاحب کی خیانت کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے جس سے آپ ان کی جسارت اور ڈھٹائی کا اندازہ کر سکیں گے انھیں تو صرف اپنا الّو سیدھا کرنا ہے ان کو اس سے بحث نہیں کہ اس طرح گھٹانے بڑھانے کا انجام کیا ہوگا اس

وقت تو انھیں اپنی دنیا بنانی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے۔ لوگوں کی واہ واہ میں وہ پھولے نہیں سماتے مگر ان کو سمجھنا چاہیئے کہ آج کی واہ واہ کل کی آہ آہ کے لئے پیش خیمہ ہے۔

پروردگار عالم ان لوگوں کی آنکھیں کھول دے جو آج ان کے دام فریب میں الجھے ہوئے ہیں اور جناب کی چکنی چپڑی باتوں پر سر دُھن رہے ہیں۔ اب یہ فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے کہ تحریر میں جس کی خیانت کا یہ حال ہے تو تقریر میں صفحہ سطر بتاتے میں اس کی خیانت کا کیا عالم ہوگا؟

اب شریعت یا جہالت کا ایک سرسری جائزہ ملاحظہ فرمائیے

شریعت یا جہالت کا ایک سرسری جائزہ

مختلف فیہ مباحث یعنی میلاد شریف، قیام، علم غیب، وسیلہ وغیرہ جیسے مسائل پر میری گفتگو دلائل کے ساتھ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے قبل میں یہ چاہتا ہوں کہ جہالت کے بعض حصوں کا آپ خود بھی سرسری جائزہ فرمالیں جس سے اندازہ ہوسکے کہ اس کتاب میں کون سا ذہن کام کر رہا ہے۔

قرآن و سنت یا اقوال سلف کی روشنی میں آپ کو عقائد اور مسائل سمجھائے گئے ہیں یا قرآن و سنت کے مطالعہ سے پہلے خود کوئی عقیدہ بنا لیا گیا ہے اور اب اس کے بعد اپنے عقیدہ کے سانچے میں قرآن و سنت کو ڈھالا جارہا ہے۔

غالباً چند مثالوں کے بعد آپ اس حقیقت کو بہت اچھی طرح سمجھ جائیں گے

کہ عقیدہ پہلے بنا ہے اور قرآن وسُنت کی تلاش بعد میں کی گئی ہے۔ اب آپ اسی روشنی میں چند مثالوں کا تجزیہ کریں۔

جہالت کے صفحہ ۳۵ پر بدعت کی سرخی ہے اور کئی صفحے اس عنوان کے تحت سیاہ کئے گئے ہیں۔ بالکل شروع میں جناب نے قرآن مجید کے چھٹے پارہ سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت ۳؎ کا ترجمہ پیش کیا ہے۔

مثال ا؎ "آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تمہیں انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے میں راضی ہوگیا"

ترجمہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب دین مکمل ہوگیا تو اب میلاد اور قیام جیسے مسائل کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔

جناب سے دریافت کیجیے کہ جب دین مکمل ہوگیا تو "شریعت یا جہالت" لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کیا دین میں کچھ کمی رہ گئی تھی جسے جناب نے ۵۲۸ صفحات پر پورا کیا ہے۔

اگر بدعت کا یہی مفہوم ہے کہ جو چیز عہد رسالت کے بعد اسلام میں داخل ہوئے خواہ اپنے مثبت پہلو سے یا منفی پہلو سے تو اسے بدعت کہیں گے۔ لہذا "شریعت یا جہالت" نام کی کوئی کتاب عہد رسالت سے لیکر اس صدی تک نہ تھی اس بدعت کا ارتکاب جناب نے کیا ہے لہذا فرمایئے اس کتاب کا لکھنا بدعت ہوا

یا نہیں؟ اور "شریعت یا جہالت" سے پہلے دین مکمل تھا یا نہیں اگر مکمل تھا تو کیوں لکھی گئی۔ بہر حال دو ہی صورت ہے یا تو یہ اقرار کیجئے کہ دین نامکمل تھا میں جہالت کے ذریعہ اُسے مکمل کر دیا یا بدعت کا اقرار کیجئے۔ ع

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ؛ خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بدعت کے موضوع پہ دلائل ہیں جکڑی ہوئی گفتگو اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں یہ تو محض ایک الزامی طریقہ ہے۔

مثال نمبر ۲ :- جہالت کے ص۲۱۴ کی سُرخی "حیاتُ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم" ہے مسئلہ حیات النبی پر بعض مصنفین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اور کئی سو صفحات پر یہ بحث پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اس مسئلہ پر جناب نے صرف ۲۸ سطر لکھا ہے جب کہ علم غیب کے انکار میں ص۱۱۸ سے ص۱۸۶ تک صفحات سیاہ کئے گئے ہیں کہاں ۲۸ سطر اور کہاں تقریباً ستّر صفحات خیال فرمائیے گویا قلب وجگر میں بغض و عناد کا لاوا سُلگ رہا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے دل میں رسول کریم کی عظمت و محبت کا سِکّہ نہ بیٹھنے پائے ۔ ورنہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح علم غیب کے انکار میں اتنی کوشش کی گئی کہ ستّر صفحات کے لگ بھگ سیاہ کر دیئے گئے اور چُن چُن کر روایات تلاش کی گئی یہی کوشش مسئلہ حیات النبی پر کیوں نہیں کی گئی اس پر بھی طرفہ تماشہ یہ کہ جناب تحریر فرماتے ہیں

> "اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاص حیات کا شرف حاصل ہے وہ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک قائم و دائم رہے گی۔"
> جہالت ص ۲۱۴/۲۱۵

اس ٹکڑے سے ذہن یہ دینا ہے کہ لوگوں کے تصور میں خود آپ کی حیات کا کوئی خاص مفہوم نہ پیدا ہو بلکہ حیات بایں معنی کہ آپ کی شریعت زندہ رہے گی ایسے ہی جہالت میں ایک عنوان ہے

معجزات اور کرامات کا ص ۲۹۶

مثال نمبر ۳ :۔ اس عنوان کے تحت جناب نے کل ۲۵ یا ۲۶ سطریں لکھی ہیں اندازہ کیجیے کہ ہر وہ عنوان جس سے فضائل نبوت یا عظمت ولایت کا ثبوت ہو وہاں جناب بالکل ماؤف الدماغ ہو جاتے ہیں روشنائی خشک ہو جاتی ہے اور قلم ٹوٹ جاتا ہے ۔ نہ تو قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ سیر و تاریخ کی کتابوں سے واقعات ملتے ہیں حالانکہ سرور کونین آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں آپ کو حیرت ہو گی معجزات نبوت پر ایک کتاب ہے جس کا نام "تواریخ حبیب الٰہ،، ہے یہ کتاب جزیرہ انڈمان میں لکھی گئی ۱۸۵۷ء کے غدر میں جہاں بہت سے علمائے اہلسنت کو قید و بند کی زندگی گزارنے کے لئے دریائے شور بھیجدیا گیا ایسے ہی "تواریخ حبیب الٰہ" کے مصنف مفتی عنایت احمد کاکوروی کو بھی جزیرۂ انڈمان بھیجدیا گیا تھا خیال فرمائیے نہ وہاں کسی کتب خانہ سے واسطہ نہ کتاب سے مگر خود ذہن میں معجزات نبوت کے اتنے واقعات مستحضر تھے کہ بغیر کسی کتاب کا سہارا لئے کئی سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب معجزات نبوت پر لکھ ڈالی ۔ ایسے ہی علامہ موصوف نے وہاں جزیرہ انڈومان میں گرامر کی ایک کتاب لکھی جس کا نام علم الصیغہ ہے جو

آج تک درس نظامی میں داخل نصاب ہے ایسے ہی علامہ فضل حق خیرآبادی نے عربی زبان میں "الثورۃ الہندیہ" لکھی جس کا ترجمہ عبدالشاہد خاں شیروانی نے کیا جو باغیٔ ہندوستان کے نام سے چھپی ہے۔

ایک وہ عاشقِ رسول تھے کہ قید و بند کی زندگی جب کہ کوئی کتاب میسّر نہیں تو معجزات نبوت پر ایک کتاب لکھ ڈالی اور ایک حقانی صاحب ہیں کہ اردو کتابوں کی ڈھیر میں بیٹھے ہیں مگر معجزات وکرامات پر صرف ۲۵ سطر۔ آپ لوگ خود فیصلہ کیجیے کہ جہالت کے لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ اور معجزات وکرامات کے عنوان پر ۲۵ سطر میں کوئی معجزہ یا کسی کرامت کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ نبیوں اور ولیوں کی بے اختیاری کا بیان ہے مثلاً جہالت کی دو ایک سطریں ملاحظہ فرمائیے۔

"لیکن جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں سے آپ یہ باتیں سُنکر یہ نہ سمجھ لینا کہ نبی یا ولی جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں الخ۔ جہالت ص ۲۹۶

آپ یہ گستاخانہ اور بیباکانہ اندازِ سخن ملاحظہ فرمائیں پروردگار جنہیں اپنا محبوب اور جن کو اختیارات مرحمت فرمائے اُن کے متعلق جناب کی جسارت اور ڈھٹائی کا یہ عالم ہے جب نبیوں اور ولیوں تک کا احترام نہیں تو پھر پیروں اور مولویوں کا جو بھی انجام ہو وہ کم ہے اسی کو کہتے ہیں "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"، خود گالیاں بکیں اور بدنام اہلسنت کو کیا جائے۔

کاش عوام کو ہوش آتا اور وہ سوچتے کہ آج وہ کس غلط پروپگنڈے کے شکار ہیں اور آج کس کی گود میں بیٹھ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت سے کھیل رہے ہیں پیارے توحید اس کا نام نہیں ہے کہ اقرار توحید کے بعد خدا ہی کے محبوبوں کی مذمت کرو اور اپنے دلمیں اللہ کے محبوبوں کی دشمنی کی پرورش کرو۔ سچا پکا موحد تو وہ ہے جو خدا کو بھی مانے اور خدا کے محبوبوں کی سچی اور بے غبار محبت کو اپنے دل میں جگہ دے اور ان کی اطاعت و اتباع کو لازم قرار دے۔

جو پروردگار اپنے محبوب کو، طٰہٰ، یٰسین، حٰم، "مزمل" کے خطاب سے نوازے وہ پروردگار جو اس زمین کی قسم یاد فرمائے جہاں آقائے کائنات نے اپنا قدم ناز رکھ دیا ہو۔ "لا اقسم بھذا البلد" ایسا پیارا محبوب جس کے متعلق خدا خود فرمائے میرے محبوب کی موجودگی میں تمہاری آوازیں اونچی نہ ہوں۔ ورنہ تمہارے سارے اعمال میٹ دیئے جائیں گے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایۃ۔ ایسا محبوب جس کے ہاتھ کو خدا اپنا ید قدرت فرمائے۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ تم اس کی بارگاہ میں اس طرح لکھتے بولتے ہو گویا وہ تمہارا ہی جیسا کوئی فرد ہے۔ سمجھنا چاہیئے مصطفےٰ وہ ہیں جب تک انھیں رسول اللہ نہیں کہو گے مومن نہیں ہو سکتے ہم مومن ہیں اور وہ ایمان ہیں خدا اپنی پناہ دے حد ہوگئی جو تمہارا ایمان ہے تم اسی کے دامن سے کھیل رہے ہو۔ ہزارہا درود و سلام ہوں اس نبی پر جس کے ہاتھوں کوثر کا پانی پینا ہے اور جس کی شفاعت سے جنت الفردوس میں جانا ہے۔

پروردگارِ عالم گنبدِ خضرا کا شاہانہ وقار سلامت رکھے اور ہم جیسے بیکسوں کے لئے اس کی بہاروں اور ٹھنڈی چھاؤں کو حیاتِ سرمدی عطا فرمائے۔ آمین

میں ناظرین سے معذرت کیش ہوں مجھے معاف فرمائیں بات اپنے موضوع سے کچھ آگے بڑھ گئی میں اس وقت جہالت کے جستہ جستہ مقامات کا جائزہ دے رہا ہوں تاکہ آپ سمجھ سکیں کتاب کس مقصد کے لئے لکھی گئی ہے اگر آپ نے اسی کو سمجھ لیا تو ہم اسے آپ کا حاصل مطالعہ سمجھیں گے۔

معجزات کے بعد ہی ایک سرخی ہے "وسیلہ" ص ۲۹۸

مثال ۴ : ۔ یہ بحث بھی کل تین صفحہ اور چند سطر پر مشتمل ہے اس میں بھی اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ذاتِ رسالت کو وسیلہ نہ بنایا جائے مثلاً جہالت کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے

> "اذان کے دُعا کے الفاظ میں وسیلہ کا لفظ ہے وہاں پر بھی کسی دوسرے انسان کا وسیلہ لینا مراد نہیں ہے بلکہ وہاں جنّت کا ایک خاص درجہ یا شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خاص مقام مراد ہے جہاں پر تشریف لاکر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لوگوں کی شفاعت فرمائینگے۔
>
> جہالت ص ۲۹۹

قربان جائیے آپ کی عقل ودانش پر گویا وسیلہ کا سارا دارومدار بس اذان کی دعا پر موقوف ہے آخرش قرآن مجید کی حسب ذیل آیت جو وسیلہ کی صراحت میں منصوص ہے اس سے کس طرح انکار کیا جائے گا۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما۔

سورہ نساء پ ع

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اس کی سفارش فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

قرآن مجید کی اس صراحت کے بعد بھی کیا اس کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ وسیلے سے انکار کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور سفارشی نہ بنایا جائے یا اولیاء کرام اور خدا کے محبوب بندوں کو وسیلہ نہیں بنانا چاہیئے اب اس ضمن میں ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے طوالت کے خوف سے جس کا صرف ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

"حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد کمزور بینائی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجیئے کہ وہ مجھے اس مجبوری سے عافیت دے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا کہ حضور دعا کر دیں راوی نے کہا کہ حضور نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا کہ وہ اچھی

طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمت محمد کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اے نبی میں تمہارے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو جائے۔" ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۱۵

وسیلہ سے متعلق متعدد آیات واحادیث اور اقوال سلف ہیں میں تو سرسری طور پر جہالت فروش کی رسول دشمنی کی شہادت پیش کر رہا ہوں تاکہ قارئین کو مباحث کے سمجھنے میں سہولت اور آسانی ہو اور بغیر کسی دباؤ کے وہ خود آسانی سے فیصلہ کر سکیں کہ کتاب لکھنے سے پہلے مؤلف خود اپنا ایک ذہن بنا چکا ہے اور آخری فیصلہ کر چکا ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے شواہد پیش کئے جائیں کہ جن سے نبیوں اور ولیوں کی عظمت ومحبت کا کوئی تصور نہ آسکے۔ بس انھیں عام انسانوں کی صف میں لاکر کھڑا کر دو اور سنیوں کے مراسم ومعمولات پر شرک و بدعت کی ایسی گہری چھاپ لگاؤ کہ لوگ اس سے گھن محسوس کریں۔ چنانچہ جن کے دلوں میں چور تھا انھوں نے اس کتاب کو صحیفۂ آسمانی سے بھی اونچا درجہ دیدیا قرآن ہزار کہے کہ رسول خدا کو پروردگار نے غیب کا علم عطا فرمایا لیکن آج وہ اُسے ماننے کو تیار نہیں انھیں تو جہالت فروش کے ہاتھوں دوسرا صحیفہ مل گیا ہے پروردگار عالم اپنے سادہ لوح اور بھولے بھالے بندوں کی اصلاح فرمائے اور کلمہ وتبلیغ کے نام پر گمراہ کرنے والی ٹولیوں سے بال بال محفوظ فرمائے آمین ۔

ایسے ہی جہالت میں ایک سُرخی ہے "توبہ"

مثال ۵: - اب آپ جہالت فروش کی خیانت اور رسول دشمنی کی ایک مُنہ بولتی شہادت ملاحظہ کیجئے۔ توبہ سے متعلق آپ نے قرآن حکیم کے چند حوالے دیئے ہیں میں پہلے انھیں نقل کرتا ہوں۔

حوالہ ۱: "جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کرے پھر خدا سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو بڑی رحمت والا بڑی مغفرت والا پائے گا۔"

پانچواں پارہ سولھواں رکوع جہالت ص ۱۱۰

حوالہ ۲: "ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے تو ایسے لوگ جنّت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا بھی نقصان نہ کیا جائے گا۔"

سولھواں پارہ سورۂ مریم چوتھا رکوع جہالت ص ۱۱۱

حوالہ ۳: - "میری جانب سے کہدو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ (تمہارے) سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش اور بڑی رحمت والا ہے۔"

پارہ چوبیس ۲۴ سورہ زمر جہالت ص ۱۱۳

حوالہ ۴: - "جس نے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔"

پارہ ۱۹ سورۂ فرقان جہالت ص ۱۱۴

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اس سلسلہ میں جہالت فروش نے قرآن مجید کے چار حوالے دیئے ۲۴ واں پارہ ۱۹ واں پارہ ۱۶ واں پارہ اور ۵ واں پارہ مجھے اب دریافت کرنے دیجیئے کہ پانچویں پارہ کے سولہویں رکوع کی آیت تو جناب کو مل گئی جو سب سے پہلا حوالہ ہے لیکن اسی پانچویں پارہ سورۂ نسار کے نویں رکوع کی یہ آیت جناب نے کیوں پیش نہیں کیا جسے اب میں پیش کرتا ہوں۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ	اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ	اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر
لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا	اللہ سے معافی چاہئیں اور رسول ان کی

شفاعت فرما دیں تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس سے زیادہ رسول دشمنی کی شہادت اور کیا چاہتے ہیں توبہ قبول کرنے سے متعلق قرآن کی وہ آیت جس میں رسول کریم کی سفارش کو دخل ہو جناب اُسے ہضم کر بیٹھے محض اس لئے کہ اس سے عظمت رسول کا اظہار اور شان محبوبیت کا پتہ چلتا ہے اور جناب کو یہ منظور نہیں حالانکہ یہ پانچویں پارہ سورۂ نسار کی نویں رکوع کی آیت ہے۔ خدا اپنے محبوب کے ایسے دشمنوں کا چہرہ سیاہ کر دے اس کی تفصیلی بحث مسئلہ حیات النبی یا وسیلہ میں آئے گی۔

علم غیب

مثال ۲۶ :۔ جناب کی معلومات اور صلاحیتوں کا اندازہ کیجیئے :۔

"بعض جاہل کہتے ہیں کہ حضور جانتے تھے مگر بتایا نہیں یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔" جہالت ص۱۵۹

قربان جائیے آپ کی عقل و دانش پر اپنے جھوٹ اور بہتان کو دوسروں کے سر تھوپا جا رہا ہے ـــــ جناب کو اس کی خبر ہی نہیں کہ پیغمبر کے علوم کی کتنی قسمیں ہیں جہالت فروش یہ سمجھ رہے ہیں کہ پیغمبر کو جو بھی معلوم ہوتا ہے وہ سب بتا دیتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو حروف مقطعات کے معنی صیغۂ راز میں نہ ہوتے آج تمام علماء، مفسرین، محدثین کو اس کا اقرار ہے کہ الم، یٰسین، طٰہٰ حٰم جیسے حروف مقطعات کا علم خدا کو ہے یا سرورِ کونین کو حتیٰ کہ جبرئیل امین اور ابو بکر تک کو اس کا علم نہیں یہ اسرار نبوت و رسالت ہیں۔ جو احکام و قوانین بندوں کے لئے اتارے گئے ان کا بندوں تک پہونچانا یہ منصب نبوت و رسالت کا لازمہ ہے جسے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا گیا ہے بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ

اس کے علاوہ پیغمبر کے بعض علوم وہ ہیں کہ جسے اس کا اہل سمجھیں اُسے بتا دیں اور جسے نہ سمجھیں نہ بتائیں اور بعض وہ ہیں جو اسرار نبوت سے ہیں ـــ مگر قوال سے اب جو علامہ حقانی ہو چکے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ وہ اپنے سارے علوم بتا دے۔

انھیں اس کا احساس نہیں کہ نبوت و رسالت سے متعلق جو علوم اور

اسرار و رموز ہیں نبی اور رسول ہی اس کا متحمل ہو سکتا ہے! جناب کو اس سے کیا بحث بس لکھتے جاؤ گے تو تیر نہیں ٹوٹیگا! اور جب گرفت کی جائے تو یہ کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ بھئی ہم مولانا مولوی تو ہیں نہیں جو مباحثہ یا مناظرہ کیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ جب تم کچھ بھی نہیں ہو تو سب کچھ بننے کی حرص کیوں ہے؟ تصنیف و تالیف آپ کا کام نہیں اہل علم کا ہے آپ اپنے منصب سے آگے کیوں بڑھ رہے ہیں؟ ۔ آدمی اپنے لکھے کا ذمہ دار ہوتا ہے اس سے نہیں پوچھا جائے گا تو کیا جن اور بھوت سے ؟ ۔

میں انسان ہوں

ایسے ہی جناب نے ایک سرخی قائم کی ہے "میں انسان ہوں" مثال کے اس کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجیئے ۔

> " ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت دیکھئے اگر کوئی کہہ دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے تو اس کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں " جہالت ص ۱۸۶

یہ خوش عقیدہ مسلمانوں پر محض بہتان اور الزام تراشی ہے ۔ انسان کہنے اور نہ کہنے کی جگہیں متعین ہیں مثلاً کسی نے سوال کیا کیا پیغمبر جن یا فرشتہ میں سے تھے تو یقیناً یہ جواب دینا پڑے گا کہ نہیں وہ جن یا فرشتہ نہیں بلکہ نوع بشر

میں سے تھے لیکن عام بول چال لکھنے پڑھنے میں انھیں انسان نہیں بلکہ حسب موقع الگ الگ خطابات سے یاد کرنا ہوگا مثلاً خاتم النبیین، سید المرسلین، رحمۃ العالمین شفیع المذنبین وغیرہ وغیرہ۔

اب اگر ایسے مواقع پر آپ انسان کہئے تو یقیناً آپ کو بے ادب، بدتمیز، ادب ناآشنا، بدسلیقہ، بے قرینہ جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے چوں کہ عوامی ذہن میں یہ متعین ہے کہ وہابی بارگاہ رسالت کے بے ادب ہوتے ہیں تو ایسے مواقع پر جہاں وہ خلاف ادب گفتگو دیکھتے ہیں تو بجائے بدسلیقہ بے قرینہ کے وہابی کہہ دیتے ہیں چوں کہ وہابیت کی پہچان یہی ہے کہ وہابی بے ادب ہوتا ہے چنانچہ خود دیوبندیوں کے سرخیل جماعت مولانا تھانوی نے جو وہابیوں کی تعریف کی ہے اسے ملاحظہ کیجیئے۔

"بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان" الافاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۸۱

اس لئے جناب کی یہ عبارت محض عوام کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کے لئے ہے تاکہ اہلسنت کی طرف سے ان کے دلوں انقباض پیدا ہو جائے دیکھئے ڈاکٹر بھی آدمی اور انسان ہی ہے مگر اُسے ڈاکٹر کہا جاتا ہے وکیل بھی انسان ہی ہے مگر اُسے وکیل کہا جاتا ہے ۔ ڈسپنسری پہونچکر ڈاکٹر کو بجائے

ڈاکٹر کے انسان کہئے کورٹ میں جاکر وکیل کو بجائے وکیل کے انسان کہئے تو بجائے گھر کے پاگل خانے[1] پہونچا دیئے جائیں گے

محلہ کالا پانی میں جناب جہالت فروش کا وعظ ہو مگر اعلان یہ کیا جائے کہ آج بعد نماز عشاء محلہ کالا پانی متصل مسجد غیر مقلدین ایک انسان کا وعظ ہوگا انسان تو گھوڑا گاڑی ہانکنے والا بھی ہے تو کیا آج کسی گھن چکر کا وعظ ہوگا فرمائیے یہ اعلان صحیح ہے یا غلط یقیناً آپ غلط کہیں گے چوں کہ انسان ہونے میں تو ہر انسان شریک ہے لہذا وہ بولو جو عام انسانوں سے اُسے الگ کردے۔ اور ممتاز کردے تاکہ اس کی شناخت اور پہچان میں زحمت نہ ہو۔

بس ایسے ھی اگر آقا ر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ انسان عام کردیا جائے تو ایک نبی اور غیر نبی میں فرق کیا رہ جائے گا اس لئے عوام وخواص اہلِ سُنت اس پر سختی سے پہرہ بٹھاتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ایسے معزز ومفتخر الفاظ استعمال کرو جوان کی شان کے لائق ہو۔

چنانچہ اس کی یہ ایک زندہ مثال ہے کہ اگر کوئی مولا علی سے یہ دریافت کرتا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رشتہ میں کون ہیں تو یقیناً اظہار حقیقت کیلئے اُنھیں یہی جواب دینا پڑتا کہ ہم دونوں چچازاد بھائی ہیں۔ معلوم ہوا کہ سوال پر صورت حال کا اظہار اور ہے لیکن اُسے رواج دینا اور ہے یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر کبھی مولا علی نے آقا ر کائنات کو بھائی کہہ کے نہیں پکارا جب کہا یارسول اللہ، یانبی اللہ یاحبیب اللہ یہ ہے مولا علی کا مقامِ ادب ہر چند کہ وہ جانتے تھے کہ ہم دونوں

[1] اسی لئے بریلی شریف میں پاگل خانہ بنا ہے تاکہ ہر قسم کا علاج ہو سکے

بھائی ہیں مگر انھیں اس کا یقین تھا کہ خون کے رشتہ پر ایمان کا رشتہ بہت ہی بھاری بھر کم ہے۔ حضرت شیر خدا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس ادا سے مسلمان کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جسے بھائی کہنے کا حق تھا انھوں نے تو یا رسول اللہ کہا پھر ہم کس طرح ان سے بھائی کا رشتہ جوڑیں۔ اگر آقائے کائنات نے اپنے کو بھائی کہا یا انسان فرمایا تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تواضع ہے نہ کہ مقام شہادت و دلیل رسول اللہ کے اس فرمان کو بطور دلیل استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

جس طرح جہالت فروش اپنوں میں یہ کہدیں کہ میں تمہاری ہی طرح ایک ان پڑھ جاہل اور گنوار ہوں تو انھیں یہ نہیں کہا جائے گا بلکہ وہی کہا جائے گا جو کہا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بسا اوقات بعض علمار دیوبند یہ کہتے ہیں کہ ایک حق اور سچ بات سے ہمیں روکا کیوں جاتا ہے؟ یعنی جب یہ مُسلّم ہے کہ پیغمبر انسان ہی ہیں تو اگر ہم نے انھیں انسان کہا تو ہمیں کیوں روکا گیا۔

دوستو! یہ ایک بہت بڑا فریب ہے اب اس مقام پر ہم آپ کی پوری توجہ چاہتے ہیں دیکھیے کبھی حق بولا جاتا ہے مگر کفر ہو جاتا ہے۔ مثلاً مقام حمد میں کسی نے کہا کہ کیا وہی خدا جو خالق خنزیر ہے بات غلط نہیں ہے یقیناً پروردگار عالم ساری کائنات کا خالق ہے جس میں خنزیر بھی شامل ہے

وہ اس کا بھی خالق ہے لیکن پوری کائنات سے منہ موڑ کر صرف خنزیر کا خالق کہنا اس میں اس کی خالقیت کی توہین ہے۔ یعنی یہ صحیح ہے کہ وہ خالق خنزیر ہے لیکن وہ زمین، آسمان، دوزخ جنت، عرش، فرش لوح وقلم چاند و سورج، جن وانس سبھی کا خالق ہے تمہاری نظر ان سبھوں پر نہیں پڑی خنزیر ہی پر کیوں پڑی معلوم ہوا تم اس کی صفت خالقیت کی تعریف نہیں بلکہ تنقیص کرنا چاہتے ہو۔ اسی طرح۔ یہ صحیح ہے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع اپنے کو انسان وبشر فرمایا مگر سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اباس بشر پر تمہاری نظر گئی تم نے یہ کیوں نہیں دیکھا یہ سید المرسلین ہیں رحمۃ العٰلمین ہیں اس طرح تمہارے دل کا چور گرفت میں آیا کہ تم حق نہیں بول رہے ہو بلکہ اس کے پردے میں تنقیص نبوت اور توہین رسالت کرنا چاہتے ہو جو یقیناً کفر ہے۔ معلوم ہوا یہ انتہائی خطرناک ڈگر ہے اسی لئے علمار اہلسنت ایسی روش پر چلنے سے منع کرتے ہیں جس سے ایمان کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو۔ اس طرز عمل پر علمائے اہلسنت کا ممنون کرم ہونا چاہیئے نہ کہ اُنھیں گالیوں سے یاد کرنا چاہئے۔ کاش عوام کو ہوش آتا کہ آج دولتِ ایمان لوٹنے کی کتنی راہیں اختیار کی گئی ہیں اس سے زیادہ قیامت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آج محسن کو دشمن سمجھا جا رہا ہے اور مار آستیں کو سچّا دوست ؟

عزیزو! کبھی جہالت فروش سے یہ دریافت کرو کہ تمہیں یہ روایت تو مل گئی کہ رسولِ خدا نے اپنے کو انسان فرمایا مگر آنکھیں یہاں کیوں چوندھیا گئیں کہ آقائے کائنات نے یہ بھی فرمایا ہے " انا حبیب اللّٰہ " میں اللہ کا حبیب ہوں

بات آہی گئی ہے تو چند جملوں میں اسے ذہن نشیں کر لیں۔

ایک بار چند صحابی حرم نبوت کی دیوار کا سہارا لئے بیٹھے تھے اور آپس میں گفتگو ہو رہی تھی کسی صحابی نے فرمایا آدم صفی اللہ تھے کسی نے کہا موسیٰ کلیم اللہ تھے کسی نے کہا عیسیٰ روح اللہ تھے اور کسی نے کہا ابراہیم خلیل اللہ تھے بس اسی اثنا میں آمنہ کے گیسو دراز شہزادے سید المرسلین حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ کیا گفتگو کر رہے تھے صحابہ نے اپنی باتوں کو دہرایا یا رسول اللہ ہم ایسا ایسا آپس میں کہہ رہے تھے — سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ تم نے جو کہا سچ کہا یقیناً آدم صفی اللہ ہیں۔ موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ عیسےٰ روح اللہ ہیں اور ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام مگر تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں؟ اس کے بعد آقائے کائنات نے فرمایا "انا حبیب اللہ" میں اللہ کا حبیب ہوں۔ تاجدار ملّت امام اہلسنت شہیر عرب وعجم اعلیٰحضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث کا مفہوم اپنے اس شعر میں اس طرح ادا فرمایا ہے۔ ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چونکہ خلیل اور حبیب کا یہی فرق ہے۔ خلیل وہ ہے جو خدا کی رضا چاہے اور حبیب وہ ہے خدا جس کی رضا چاہے۔ یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ شرک اور بدعت مٹانے کے نام پر اسٹیج سجایا جائے اور حرمت نبوت سے کھیل کھیلا جائے!

ابھی گذشتہ صفحات میں "وہ توبہ" کے زیر عنوان میں نے یہ شہادت پیش کی ہے کہ قبول توبہ سے متعلق جہالت فروش نے قرآن مجید کی متعدد آیات کو پیش کیا

لیکن اس آیت کو چھوڑ دیا جس میں خدائے قدوس نے یہ فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے محبوب اگر لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور انھوں نے مجھ سے مغفرت چاہی وہ آپ کے حضور حاضر ہوں اور آپ بھی سفارش فرمادیں تو وہ مجھے توبہ قبول کرنے والا اور بہت ہی مہربان پائیں گے۔ جہالت فروش سے دریافت کیجیے کہ مسلمانوں سے اس طرح کی آیات قرآنی کو کیوں چھپایا جارہا ہے یہ اسلام کی خدمت ہے یا بیخ کنی ہے؟ — خدا اپنے محبوب کو نوازے اور آپ کے کلیجے میں جلن پیدا ہو۔ آخر تم کل کون سا منہ خدا اور اس کے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھاؤ گے یہ قرآن میں خیانت نہیں ہے تو اور کیا ہے اسے مسلمانوں کے ساتھ دھوکا اور فریب نہیں کہا جائے گا تو اس کا دوسرا نام کیا ہے۔ پروردگار عالم دنیا ہی میں ایسے شاتمان رسول اور دشمنان مصطفیٰ کی صورتیں مسخ فرمادے تاکہ وہ نصیحت پذیری کے لئے مقام عبرت بن جائیں۔ یہ بھی رحمت عالم ہی کا کرم ہے کہ ان کا رب ان کے صدقے ایسے لوگوں کو مہلت اور ڈھیل دیدیتا ہے۔

مثال ۸؎ "رسول دشمنی" — ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے

"میرے عزیز دوست! جو لوگ گمراہ ہوئے اور جو ہو رہے ہیں ان میں اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت ہی میں ہوئے ہیں،،

جہالت ص ۲۸۵

اس اُلٹی کھوپڑی کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے حضور نے خود فرمایا "
تم میں کوئی مومن کامل نہیں جب تک کہ تم مجھے اپنے مال اولاد اور جان سے زیادہ پیارا نہ سمجھو" — سیرت اور تاریخ کی کتابیں اُلٹ کر دیکھئے صحابہ کرام کی زندگی عشق رسول سے بھرپور ملے گی آقائے کائنات کا جہاں پسینہ گرتا صحابہ وہاں اپنا خون بہا دیتے — رسول خدا وضو فرماتے تو صحابہ وضو کا پانی زمین پر گرنے نہ دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لیکر آنکھوں سے لگاتے رخساروں پر ملتے یہ تو صحابہ کرام کا عشق تھا اور جہالت فروش اسی کو گمراہی کا ذریعہ بتا رہے ہیں عشق و ادب گمراہی ہے یا توہین و بے ادبی کفر و گمراہی ہے۔ شیطان بھی مطمئن ہو کر کنارے بیٹھا ہے کہ جو کام مجھے کرنا تھا میری ذریت اُسے اچھی طرح انجام دے رہی ہے۔

سادات کرام پر حملہ

مثال ۹ - جہالت کے چند حوالے ملاحظہ کیجئے

"ہم اپنے اس دور میں اکثر سیدوں کو شریعت کا نہیں بلکہ بدترین جہالت کا سردار دیکھتے ہیں۔ جیب بھرو پیر سیّد ہیں، پیٹ بھرو مولوی بھی سیّد ہیں، قبروں کے سجادہ نشیں بھی سیّد ہیں، جاہل لوگوں کو بہکا کر ان کی نیاز و نذر ہضم کر جانے والے بھی سیّد ہیں، نماز کی چوری اور روزہ خوری کر کے مزاروں پر چوسر، شطرنج اور تاش

کھیلنے والے بھی سید ہیں، مسجدوں کو ویران کرکے مزاروں پر قوالوں کی تانیں سننے والے اور رنڈیوں کے ناچ و مجرے کرانے اور دیکھنے والے بھی سیّد ہیں۔

جہالت صفحہ ۴۳۷ و ۴۳۸

"ایک زمانہ تو وہ تھا کہ سید سادات شریعت کی سرداری، علم کی سرداری سچائی کی سرداری، سخاوت کی سرداری، اخلاق و اخلاص کی سرداری پرہیزگاری کی سرداری، عمل کی سرداری کے مالک تھے آج وہ زمانہ ہے کہ اکثر سید جہالت کی سرداری کے مالک ہیں۔" جہالت ص ۴۳۸

تیسرا حوالہ

"یہ سید بھائی خاندان بنی ہاشم صلی اللہ علیہ وسلم کے چمکتے ستارے ہیں یا خاندان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیاہ داغ اور ننگ و عار کا باعث ہیں۔" جہالت ص ۴۳۹

سادات کرام اور پیروں کی مخالفت میں اگر اس قسم کے حوالے اکٹھے کئے جائیں تو صفحات کے صفحات سیاہ ہو جائیں گے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جناب کے قلب و جگر میں اہلبیت اطہار کے خلاف بغض و عناد کی بھٹی سلگ رہی ہے۔ حالانکہ ان کی عقیدت و محبت جزءِ ایمان ہے جس کی قرآن مجید میں صراحت موجود ہے۔

گذشتہ صفحات میں علم، علماء اور سادات کرام کے زیر عنوان میں نے

اسلاف کے واقعات نقل کئے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے سادات کرام کو کس قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے — اور جہالت فروش انھیں سادات کرام کو منہ بھر کر گالیاں دے رہے ہیں

ولی دشمنی

مثال ۱۰ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

> "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک معجزہ تھا اس کی نقل بعض آدمی آج ہندوستان میں کرتے ہیں اور اولیار کی قبر پہ پھولوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں" جہالت ص۴

مزارات اولیاء پر گل پوشی آپ سے برداشت نہیں ہو رہی ہے اس لئے کہ اس رسم سعید کو مٹانے کے لئے جناب نے ایک حیلہ تلاش کیا اور لکھ مارا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا — بخاری اور مسلم کی اس حدیث کا ذکر کرنے کے بعد کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یعنی پیساب کی چھینٹوں کی کچھ احتیاط نہ رکھتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا — پھر آپ نے ایک ترشاخ لی اور اُسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے اور ہر قبر پہ ایک ٹکڑا گاڑ دیا الخ

تر شاخ گاڑنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک اس میں تری رہے گی وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرے گی اور جہاں خدائے قدیر کی پاکی اور بزرگی بیان کی جاتی ہے وہاں اللہ کی رحمت اُترتی ہے اس لئے رحمت اُترنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر صاحبِ مزار ولی ہیں تو اُن کے درجات میں بلندی ہوگی اور اگر وہ قبر کسی گنہگار کی ہے تو اس کے عذاب میں کمی ہوگی —— جناب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ معجزہ کسے کہتے ہیں ؟ — معجزہ کہتے ہیں نبی یا رسول سے کسی ایسے فعل کا صادر ہونا جو خرق عادت ہو ۔ یہ خرق عادت نہیں ہے بلکہ سنّت الٰہیہ ہے باقاعدہ معلول بہ علت ہے — مگر آپ کو اس سے کیا بحث آپ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اولیاء اللہ کے آستانہ جات ویران و سنسان ہو جائیں معاذاللہ ۔

انشاء اللہ بزرگوں کے آستانہ جات تو ہمیشہ ہی آباد رہیں گے اور خوش عقیدہ مسلمان ان سے بار یاب و فیضیاب ہوتا رہے گا البتہ ایسا چاہنے والے خود اُجڑ جائیں گے اور تباہ و برباد ہو جائیں گے ۔

علماء اہلسنت پر حملہ

مثال ۱۱ حوالہ ملاحظہ کیجیے

"یہ سارا قصور جیب بھرو بیر اور پیٹ بھرو مولویوں کا ہے کیونکہ یہ لوگ علم سے کورے ہوتے ہیں ۔" جہالت ص ۳۵۲

ایک طرف تو یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ حقانی صاحب کسی کو کچھ نہیں کہتے اور دوسری طرف چراغ پا ہونے کے بعد بالکل کوہ آتش فشاں بن جاتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں علمار اہلسنت کو گانا بجانا نہیں آتا اور نہ ہی قوالی آتی ہے اس لئے یقیناً وہ لوگ گانے اور قوالی کے علم وفن سے بالکل کورے ہوتے ہیں آپ نے بالکل سولہ آنہ صحیح فرمایا ہے خود ہمیں بھی اس کا اعتراف ہے گانے اور قوالی کے فن کے تو آنجناب ماہر ہیں یا آپ کی پارٹی میں جو ہوں ہمیں ان کا علم نہیں ۔ رہ گیا جیب بھرنے کا سوال تو اس فلسفہ کو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اب وعظ ونصیحت کے بعد بھی آپ کی نظر لوگوں کے جیب ہی پر رہتی ہے سچ ہے بگڑی ہوئی عادت چھوٹتی نہیں ! ورنہ یہ تو ظرف کی بات ہے آپ کسی کی جیب تاک رہے ہیں کیا لوگ یہ نہیں جانتے کہ کاٹھیاواڑ گجرات اور افریقہ سے جناب جیب میں نہیں تھیلے میں لاتے ہیں مگر ہماری جماعت نے کبھی اسے سوچا بھی نہیں

کہہ رہا ہے موج دریا سے سمندر کا سکوت

جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

انسانیت ذبح ہوگئی اور شرافت نے دم توڑ دیا

مثال ۱۲ ـ یہ حوالہ بالکل ابتدائی صفحات میں گزر چکا ہے مگر چونکہ اب میں کتاب کا سرسری جائزہ پیش کر رہا ہوں اس لئے بغیر کسی تفصیلی تبصرہ کے معذرت کے ساتھ اُسے پھر دہرائے دے رہا ہوں ۔

حوالہ ملاحظہ کیجیے :۔

"آپ اتنا تو سوچیے کہ ایک گھر کے دو چار کتے ہوتے ہیں ان میں بھی آپس میں محبت اور پیار ہوتا ہے مگر یہ جو اپنے کو پیر کہنے والوں اور اپنے کو مولوی کہلانے والوں کے گھر اور خاندان ہیں ان میں بھی بعض جگہ پیار و محبت نہیں ہے۔ جہالت ص ۲۴۳

کاش حقانی صاحب اور ان کے مصاحبین گریبان میں منہ ڈالکر سوچیے کیا اب علماء اور مشائخ ان کی نظر میں اسی گالی کے مستحق ہیں کہ اب انھیں کتے سے بدتر سمجھا جائے معاذ اللہ — صرف ایک ہی لفظ ایک ہزار بازاری گالی سے وزنی اور بھاری بھر کم ہے دل ڈوبا جارہا ہے اور آنکھیں رو رہی ہیں — کاش یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے ۔ جب واعظین اور مبلغین علماء اور صوفیاء اور ان کے خاندان کو کتے سے بھی بدتر کہیں گے تو مغرب زدہ طبقہ کو جو کچھ بھی کہے وہ کم ہے اب ان کے منہ میں کون لگام لگا سکتا ہے ؟ ؎ قیامت کیوں نہیں آتی الٰہی ماجرا کیا ہے

انداز سخن اور دجل و فریب

مثال ۱۳ — حوالہ ملاحظہ کیجیے

"اصل چیز تو عمل ہے نسل و نسب کوئی چیز نہیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پول نہیں ہے وہاں کوئی ناٹک سینما کی کھڑکی نہیں ہے کہ جلنے دو یہ شہزادے صاحب ہیں، یا یہ تو پیر صاحب ہیں، یا یہ تو درباری صاحب

ہیں، یا یہ تو مولوی صاحب ہیں، یا یہ تو سید صاحب ہیں، یا یہ صوفی صاحب ہیں، یا مست، یا ملنگ، یا شاہ صاحب ہیں وہاں پر قیامت کے دن یہ لقب یا نسل اور نسب سب بیکار ہو جائیں گے وہاں پر تو صرف نیک عمل جو دنیا میں کئے ہوں گے وہ کام آئیں گے اور اسی سے چھٹکارا ہوگا۔"

جہالت ص ۳۲۲

انداز تحریر یہ بتا رہا ہے کہ جناب فرشی نہیں عرشی ہیں لکھنے نہ لکھنے کی ہر بات نوک قلم پر آتی جا رہی ہے سادات کرام، علماء اور مشائخ کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے متعلق یہ ارشاد فرمائیں کہ خدا کی بارگاہ میں قد افلح من تزکی کا قانون چلتا ہے۔ لیکن ہم جیسے غلاموں پر ان کی نسبت اعلیٰ وارفع کا احترام واجب و لازم ہے۔ ہمیشہ خوش عقیدہ مسلمانوں نے اس کا لحاظ رکھا ہے اور سادات کرام سے جو نیاز مندی ہونی چاہیئے اس میں سر مو فرق نہیں آنے دیا ہے۔

مگر ادب واحترام کی یہ دولت بے مایہ سب کو نصیب نہیں ہوتی یہ انھیں کا نصیبہ ہے جن کے دلوں میں عشق رسول کا چراغ روشن ہے۔

ان کہی کہہ گئے

مثال نمبر ۱ ۔ حوالہ ملاحظہ کیجیے

"انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت یا واجب یا فرض نہیں ہے بلکہ مستحب یا مستحسن یا مباح کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔" جہالت ص ۲۲۲

ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے ـــــ معلوم ہوا آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحسن اور مستحب ہے۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے ـــــ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایک مستحب سے آج مسلمانوں کو روکا کیوں جاتا ہے۔ جناب نے آگے چلکر اس کی کراہیت پر جو دلیل پیش کی ہے وہ محض تصویر کا ایک رُخ ہے غالباً جناب کے ذہن سے یہ بات جاتی رہی کہ جب کسی مباح یا مستحب سے روکا جاتا ہے تو اس کی حیثیت مباح و مستحب سے اونچی ہو جاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ مسائل کے زیر بحث اس پر سیر حاصل گفتگو ہوگی۔

گالیوں کا پلندہ

مثال ۱۵ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

> " اور کہتے ہیں کہ زندگی میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل علم غیب نہیں تھا وفات کے بعد کل علم غیب اور اختیارات دیدیئے گئے تھے حالانکہ یہ بات بھی بالکل جھوٹ، سراسر غلط اور بے بنیاد ہے آنکھوں کے اندھے، جیب کے بندے، پیٹ کے پجاری، نفس کے غلام اور شریعت کے دشمن امت محمدیہ کو گمراہ کرنے کے لئے نئی نئی چالیں چلتے ہیں اور نئی نئی باتیں گڑھتے ہیں۔" جہالت ص ۱۷۲

یہ اندھیر نہیں تو اور کیا ہے۔ جو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے دینے

سے علم غیب مانے وہ آنکھ کا اندھا، جیب کا بندہ، پیٹ کا پجاری، نفس کا غلام اور شریعت کا دشمن ہے۔ جناب نے یہ تو لکھ دیا کہ لوگ رسول خدا کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں مگر کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کس نے لکھا ہے اور کہاں لکھا ہے جناب نے علم غیب کے موضوع پر صفحات کے صفحات تو سیاہ کئے ہیں مگر اتنی بھی خبر نہیں کہ عالم الغیب اور عالم غیب میں کیا فرق ہے؟ ۔ چنانچہ جہاں عالم غیب لکھنا چاہیئے وہاں جناب نے عالم الغیب لکھا ہے اور اگر یہ سچ ہے تو ہمارے ذمہ داروں میں سے کسی کا حوالہ دیتے کہ کس نے عالم الغیب لکھا ہے یہ تو کسی کو بھی بدنام کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ ہم جس بات کا اقرار نہ کرتے ہوں اُسے ہماری طرف منسوب کر کے جو چاہئے لکھ ڈالئے مگر یہ سوال تو باقی رہے گا کہ جس کی نسبت ہماری طرف کر رہے ہیں قوم کے سامنے پہلے اس کا حوالہ بھی تو پیش کیجیئے۔

ع تیر تو سیدھا کرو پیارے کیسے تیر انداز ہو

ایک ضروری گذارش

شریعت یا جہالت کا ایک سرسری جائزہ کے تحت جو گفتگو چل رہی ہے اگر تبصرہ کا یہ تفصیلی سلسلہ دراز ہو گیا تو کتاب بہت ضخیم ہو جائے گی اور مجھے خواہی نخواہی کتاب کو ضخیم بنانا نہیں ہے۔ ان عبارتوں کو پیش کرنے کا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ ایک نظر میں حقانی صاحب کی کتاب سے متعلق اپنی صحیح رائے قائم کر لیں کہ اس کتاب میں کسی مسلک کی جنبہ داری کی گئی ہے یا حقائق کو پیش کیا گیا ہے یہ ایک مؤلف کی بہت بڑی خیانت اور کمزوری ہے کہ وہ مدعی اس بات کا ہو میں قرآن و

سنت کی صحیح تصویر پیش کر رہا ہوں لیکن وہ اپنے خانہ ساز عقیدے کے لئے آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا غلط استعمال کرے مثلاً علم غیب ایک نزاعی مسئلہ ہے ضرورت ہے کہ اس میں تصویر کا دونوں رُخ پیش کیا جائے لیکن جناب نے لکھنے سے پہلے ہی ٹھان لیا کہ ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا تو جناب نے حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک متعدد نبیوں اور رسولوں کے علم غیب نہ ہونے کے شواہد دیئے پھر اخیر میں آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم غیب نہ ہونے پر سارا زور قلم صرف کر دیا میں اسی کو کھلی ہوئی بددیانتی اور خیانت کہتا ہوں آپ کو ایسے واقعات تو مل جاتے ہیں کہ دیکھو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا کیا اسی قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہ صراحت نہیں ہے ـــ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ. اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ آخر ش قرآن مجید کی اس آیت کو عوام سے چھپایا کیوں جا رہا ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جناب نے تسلسل قائم کر دیا کہ دیکھو اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا مگر آپ ان روایات سے کیوں کتراتے ہو کہ جنگ بدر میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دائرہ کھینچا کہ اس میں فلاں کافر مارا جائے گا[4] چنانچہ فتحیابی کے بعد صحابہ نے اُس کافر کو وہیں مرا ہوا پایا جہاں آقائے کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس طرح کے ایک دو نہیں سینکڑوں واقعات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے اپنے محبوب کو علم غیب کا خزانہ عطا فرمایا تھا

4 اور اس میں فلاں کافر مارا جائے گا۔

نبی کے لئے علم غیب ماننے سے شرک لازم نہیں آتا۔ یا تو یہ جناب کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے یا فریب خوردہ ہیں یا جان بوجھ کر قوم کو فریب دینا چاہتے ہیں اس لئے کہ خدا کا علم وہ ہے جس کو کسی نے بتایا نہیں وہ اس کا ذاتی علم ہے اور نبی کا علم وہ ہے جسے خدا نے بتایا ہے یہ عطائی ہے۔ لہذا خدا اور نبی کا علم یکساں نہیں ہوا بلکہ خدا کا علم ذاتی ہے اور نبی کا علم عطائی ہے اس لئے شرک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہاں اگر علماء اہلسنت کے کسی معتمد، مستند ذمہ دار عالم نے ایسا لکھا ہے تو اس کی شہادت پیش کرو۔ علاوہ ازیں پیغمبر کے لئے علم غیب ماننے پر تو جناب کوہ آتش فشاں کی طرح پھٹے پڑ رہے ہیں اگر قوم کے اصلاح کی ذمہ داری لی ہے اور دل میں درد ہے کہ مسلمان سچا پکا مومن بن جائے تو جن لوگوں نے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں پاگلوں ایسا کہا ہے انھیں یک لخت کیوں معاف کر دیا گیا ہے؟ علم غیب ماننے پر تو آپ ٹسوا بہا رہے ہیں کہ ہائے ہائے غضب ہو گیا پیٹ بھرو پیروں اور مولویوں نے غضب کر دیا لیکن مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں جو یہ کفری گندہ ایمان سوز عبارت لکھی ہے پوری کتاب میں اس کا تذکرہ تک نہیں آپ ہی جیسے نام نہاد مبلغین مصلحین اور واعظین نے قوم کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ حفظ الایمان کی ایمان سوز، پھوہڑ، گندہ اور کفری عبارت ملاحظہ فرمائیے

> "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے

یا کُل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنوں، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔،، حفظ الایمان ص۸ مصنفہ مولوی اشرفعلی تھانوی

جہالت فروش نے اس عبارت پر کہیں بھی رونا نہیں رویا۔ آقا دوعالم کے لئے علم غیب ماننے پر تو واویلا لیکن وہ کفری عبارت جس سے محبوب خدا سید المرسلین تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہو اُس سے کلیجہ ٹھنڈا۔ انتظار کرو اس میدان محشر کا جہاں تمہاری اتباع سنت زہد و تقوی کی نمائش کا بھانڈا پھوٹے گا۔ اللہ کے محبوب کی توہین کرنیوالے تھانوی میدان محشر میں پانی نہیں پلائیں گے بلکہ جن کی دشمنی کا لاوا تمہارے کلیجہ میں سُلگ رہا ہے وہی ساقی کوثر پانی پلائیں گے پیاس کی شدت اور بے چینی سے تو خود تھانوی کی زبان منہ سے باہر نکل آئی ہوگی گریبان میں منہ ڈال کر سوچو تم اس روز محبوب خدا کو اپنا کون سا منہ دکھاسکو گے جن کے علم کو جانوروں ایسا کہو جن کے میلاد شریف کو کنہیا کے جنم کا سوانگ کہو جنہیں گاؤں کا چودھری اور زمیندار جیسا سمجھو جن پر مر کر مٹی میں ملنے کا الزام لگاؤ آخر ش جہالت نامی رسوا ر زمانہ کتاب میں ان خرافات کی اصلاح کیوں نہیں کی گئی؟ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ "مولانا تھانوی کے پاؤں کو دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔"

اس پیر پرستی پر آپ نے کیوں نہیں آنسو بہایا، عقیق، نیلم، پکھراج اگر کوئی پہن لے

تو کھلم کھلا شرک ہو جائے اور جو مولانا تھانوی کے پاؤں کے دھوون کو مشکل کشا حاجت روا سب سمجھے وہ سچّا پکا موحد ہے اور آپ ان عبارتوں پر بالکل خاموش ہیں اگر مولانا کے پاؤں کو دھو کر پینے ہی میں نجات اُخروی ہے تو روزہ نماز کا ڈھونگ کیوں مچا رہے ہو؟ — بس اپنی قوم کو پاؤں دھو کر پانی پلاؤ اور جو جگہ ان کے لئے مقدر ہے اسی کا ایندھن بنا دو یہ تو نجات اخروی کا بہت آسان نسخہ ہے پالن صاحب نیوٹرل آزاد کا لنگ دعویٰ بہت آسان ہے مگر اس خاردار جھاڑی سے بچ کر گزرنا بہت بھاری پڑ گیا سطر سطر پر جناب کا دامن تار تار ہے آپ نے اس بات کی فضول کوشش کی کہ لوگ آپ کو نہ بریلوی سمجھیں نہ دیوبندی آپ کے ہاتھ پاؤں دیوبندیت کی ہتھکڑی اور بیڑی میں جکڑے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میدان محشر میں بھی ایسے ہی مجرموں کی طرح بندھے بندھائے اٹھائے جائیں گے وہاں بھی آپ لوگ ساقیٔ کوثر سے پانی نہ طلب کیجئے گا بلکہ تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پانی پی کر اپنے ٹھکانے پہونچ جائیے۔

میں اپنے ناظرین سے معذرت چاہتا ہوں محض چند سطر میں ضروری گذارش عرض کرنے کے لئے قلم اُٹھایا تھا لیکن بات بڑھ گئی میرا مقصد یہ ہے کہ کتاب میں اگر اتنا طویل تبصرہ کیا گیا تو آپ اُکتا جائیں گے اور کتاب کئی سو صفحات پر پھیل جائیگی اس لئے اب جہالت کی عبارتیں پیش کرنے کے بعد محض ہلکے اشاروں کے ساتھ میں گزر جاؤں گا تاکہ باتیں سمٹ بھی جائیں اور کتاب زیادہ مبسوط نہ ہونے پائے۔

— — — — — — — — — — —

اُلٹی گنگا

مثال ۱۶ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"زیرِ نظر کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے امتیازی شان کی مالک ہے اور پھر اس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ کتاب کے مؤلف کوئی دار العلوم کے سند یافتہ عالم نہیں ہیں۔ حافظ، محدث یا فقیہہ نہیں ہیں" جہالت ص ۱۴

یہ بھی ایک رہی یعنی جس کتاب کا مؤلف غیر سند یافتہ ہو مولوی، عالم، حافظ محدّث، مفسر کچھ نہ ہو وہ کتاب امتیازی شان کی مالک ہو جاتی ہے اور اس کی اہمیت ہوتی ہے۔

لہٰذا اب شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، امام غزالی، امام رازی جیسے علماء محدثین اور مفسرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتابوں کی قیمت گھٹ گئی — اب لکھنا پڑھنا سب فضول ہے پہلے قوالی گایئے بعد میں کتاب لکھ دیجیئے نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھے کا چوکھا — غالبؔ نے سچ کہا ؎

ہر بو الہوس نے حُسن پرستی شعار کی ۔۔۔ اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی!

ایک سمجھی بوجھی اسکیم

مثال ۱۷ حوالہ ملاحظہ کیجئے

"یہ تو طے ہی کر دیا گیا تھا کہ انھیں بمبئی تو ضرور ہی بھیجنا چاہیئے کیونکہ وہاں کا ماحول اور بھی زیادہ بگڑا ہوا ہے اور کفر و شرک کو عین ایمان اور رسم و رواج کو دین سمجھا جاتا ہے" جہالت ص ۲۳

معلوم ہوا ایک سمجھی بوجھی اسکیم کے تحت پالن صاحب کو بھیج کر بمبئی کی فضا خراب کی گئی ہے اور بمبئی کے خوش عقیدہ مسلمانوں پر یہ کتنا بھیانک الزام ہے کہ بمبئی کے مسلمان کفر و شرک کو عین ایمان اور رسم و رواج کو دین سمجھ رہے ہیں — جہالت فروش کو رسم و رواج کا تنکا نظر آتا ہے مگر دیوبند کی توہین نبوت کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

دیگراں نصیحت خودرا فضیحت

مثال ۱۸ حوالہ ملاحظہ کیجئے

"گجرات اور سوراشٹر میں جس طرح سے پیشہ ور مولوی اور جعل ساز قسم کے ناداں پیروں کی بستی ہے ویسی ہی بمبئی میں بھی موجود ہے اور ایسے لوگوں

کے حسد و کینہ میں ایک خاص قسم کا فریب اور آگ ہوتی ہے۔۔
جہالت ص ۲۵/۲۶

گجرات سوراشٹر اور بمبئی کے مولوی اور پیر پیشہ ور ہیں اور نادان حاسد اور کینہ پرور ہیں جہالت فروش ایک طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی کو برا بھلا نہ کہا جائے اور خود جناب کا حال یہ ہے کہ اپنے سوا کوئی انھیں بھاتا ہی نہیں

بے پر کی اڑان !

مثال ۱۹ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"اسی طرح ایک مسلمان ہونے کے باوجود بھی رسموں کی پابندی یا ماحول کی خرابی یا نفسانی ضد کی وجہ سے وہ انسان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے" جہالت ص ۳۵

جناب کا نادر شاہی فتویٰ ملاحظہ کیجیئے مسلمان ہونے کے باوجود رسموں کی پابندی یا ماحول کی خرابی یا نفسانی ضد کی وجہ سے وہ انسان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے ماحول کی خرابی تو یہ بھی ہے کہ معاذ اللہ کوئی شرابی ہو جائے یا جواڑی ہو جائے یا داڑھی منڈوانے لگے تو ایسے لوگوں کو گنہگار، فاسق، فاجر، خطاکار کہا جائیگا یا یہ کہ وہ دائرۂ اسلام سے نکل گیا مسلمان ہی نہ رہ گیا۔ جناب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ ایمان و عقیدہ کی خرابی اور عمل کی خرابی میں کیا فرق ہے۔ بلکہ جناب کی خانہ ساز

سے دائرہ اسلام سے نکل کر بھی وہ مسلمان ہے یہ الٹی منطق اپنی سمجھ سے باہر ہے۔

شریعت میں بدعمل مسلمان نہیں اور بدعقیدہ سچّا پکّا مومن
اللہ رے خودساختہ قانون کا نیرنگ

کھلا ہوا فریب

مثال ۲۰ حوالہ ملاحظہ کیجیے

"جہالت کو دیکھئے کہ ہمارے اکثر جیب بھرو پیر پیٹ بھرو مولوی مکّہ اور مدینہ شریف کے رہنے والوں کو بھی وہابی اور گمراہ کہتے ہیں"
جہالت ص ۳۸

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا نام لیکر کتنی عیاری سے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھوکی جارہی ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ مکّہ اور مدینہ میں خواہ کوئی کتنا ہی بدعقیدہ اور گمراہ کیوں نہ ہو اُسے مسلمان ہی سمجھا جائے معاذ اللہ جہالت فروش سے دریافت کیجیے کیا عہد رسالت میں مکّہ میں ابوجہل اور ابولہب نہیں تھا تو کیا محض مکی اور مدنی ہونے کی وجہ سے کافر کو کافر اور منافق کو منافق نہیں کہا جائیگا؟ جس طرح مکی ہوکر ابوجہل کافر ہی تھا اور مدنی ہونے کے باوجود عبداللہ بن اُبی منافق ہی تھا ایسے ہی آج بھی جو مکّہ اور مدینہ میں وہابی۔ نجدی۔ گمراہ۔ بدعقیدہ ہیں انھیں گمراہ اور وہابی کہا جائے گا مکیّت یا مدنیت سے ان کی وہابیت نہیں دُھل جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ آج بھی جو خوش عقیدہ مسلمان حج کو جاتے ہیں وہ وہابی نجدی امام کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے — بہت سے نادان لمبی جماعت کی لالچ میں نجدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں انھیں خیال کرنا چاہیئے جب نماز ہی نہ ہوگی تو جماعت کا ثواب کیسا؟ جب اصل مدنی کا یہ حال ہے تو بناسپتی مدنی کا کیا پوچھنا۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مثال ۲۱ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

> "یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے "دین" کی باتیں پوچھی جائیں گی یہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔" جہالت ص ۴۰

حوالہ تو بالکل درست ہے مگر یہ تو فرمائیے اس حوالہ کے بعد جناب کا مزاج کیسا ہے ؎

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو یہ اُدھڑا تو وہ ٹانکا!

پیشانی کا سیاہ دھبہ

مثال ۲۲ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"جہالت ہم کو کہاں تک لے گئی ہے اس کے لئے کچھ سوچنے اور سمجھنے کی فکر ہی نہیں کرتے۔ نماز پڑھتے پڑھتے پیشانی پر جو سیاہ سا دھبہ ہو جاتا ہے اس کو ہمارے بعض جاہل مسلمان بھائی وہابی کی نشانی سمجھتے ہیں" جہالت ص ۶۳

یہ سُنی بھائیوں پر آپ کا صرف الزام ہے۔ پیشانی پر نشان سجدہ کو کوئی مسلمان وہابی کی علامت نہیں بلکہ اس کے نمازی ہونے کی پہچان سمجھتا ہے البتہ آپ نے خود اقرار کیا ہے کہ پیشانی پر سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے تو سیاہی دیکھکر یقیناً مسلمانوں کو شُبہ ہوتا ہے کہ یہ دھبہ چمک کیوں نہیں رہا ہے سیاہ کیوں ہے لیکن ایسا تو نہیں ہے کہ دل کی سیاہی پیشانی پر اُبھر آئی ہے چونکہ خوش عقیدہ مسلمان یہ جانتا ہے کہ وہابی کا دل توہین نبوت کیوجہ سے گندہ اور سیاہ ہوتا ہے

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

دروغ گورا حافظہ نباشد

مثال ۲۳ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"میرے عزیز دوست! اپنی زبان قابو میں رکھ کسی کو بُرا کہنے سے چُپ

رہنا ہی بہتر ہے۔" جہالت ص۲۴

دوسرا حوالہ

"کسی کو گالیاں یا طعنے دینا دوسروں پر ہنسنا کسی کو حقیر سمجھنا ایمانداری نہیں ہے بلکہ شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ ہے۔" جہالت ص۱۷

اب تیسرا حوالہ ملاحظہ کیجیے

"حالانکہ یہ بات بھی بالکل جھوٹ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے آنکھوں کے اندھے جیب کے بندے پیٹ کے پجاری نفس کے غلام اور شریعت کے دشمن امت محمدیہ کو گمراہ کرنے کے لئے نئی نئی چالیں چلتے ہیں۔"

جہالت صفحہ ۱۷۴

ناظرین سے گزارش ہے کہ ان پیش کردہ حوالہ جات کے بعد وہ خود فیصلہ کریں کہ جہالت فروش خود اپنے کہنے لکھنے کے بموجب ایماندار ہیں یا بے ایمان شیطان کے فریب اور نفس کے دھوکہ میں پھنسے ہوئے ہیں یا نہیں؟

اُلٹی کھوپڑی

مثال ۲۴ حوالہ ملاحظہ فرمائیے

"جہاں دیکھو وہاں پر یہی بات چل رہی ہے کہ یہ وہابی ہو گیا ہے یہ بھی

گیا ہے اس کا عقیدہ بگڑ گیا ہے۔ ارے جاہل اس کا عقیدہ بگڑ گیا ہے تو تجھے کچھ نقصان نہیں۔" جہالت صفحہ ۸۸

قربان جایئے کسی کا عقیدہ بگڑ جائے تو ساری دُنیا خاموش رہے کچھ نہ بولے اس لئے کہ اس میں ہمارا کیا نقصان ہے؟ — اگر یہی اصول ہے کہ ہر شخص کو اسکے حال پر چھوڑ دیا جائے اور کچھ نہ بولا جائے تو میلاد، قیام، عرس، نیاز فاتحہ کرنے والوں کے پیچھے آپ کیوں پڑے ہیں انھیں بھی ان کے حال پر چھوڑ دیجیئے جناب کا کیا نقصان ہے؟ ۔کیوں ایسے لوگوں کو بدعتی، مشرک، کافر، قبر بجوا کہکر اپنے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ سچ سچ بولئے! قانون کی خلاف ورزی کرنے والا مستحق سزا ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ ایک دنیا کو بدعتی قبر بجوا کئے تو کچھ نہیں مگر وہابی کا لفظ سُنتے ہی آگ بگولا ہو گئے! اگر وہابیت اتنی ہی خطرناک اور بدبودار شے ہے تو اس کا لبادہ اُتار کیوں نہیں دیتے؟ گلے کا ہار بھی ہے اور ناپسندیدہ بھی۔

کافر بنانا اور ہے کافر بتانا اور ہے۔

مثال نمبر ۲۵ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"مجھے ان فرقہ پرستوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ سچے مسلمان اور دین کے رہبروں کو کافر کہتے ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہے ان کو بھی کافر سمجھتے ہیں ہماری جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔" جہالت

اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ آپ کی جہالت کی کوئی حد نہیں ہے وہ ایسی جہالت ہے جو شیطان کی آنت کی طرح پھیلی ہے جس کی آگے پیچھے کی خبر نہیں۔ اب سنئے کوئی سنی مسلمان کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتا بلکہ کھلے کافر کو کافر کہتا ہے یا جو توہین نبوت کر کے اپنے مسلمان ہونے کے مدعی ہیں انھیں کافر کہتا ہے تاکہ لوگ ایسے مسلمان نما کافر سے دھوکا نہ کھا جائیں اور یہ بہت ہی ضروری ہے علاوہ ازیں سنی حضرات کسی مسلمان کو کافر بناتے نہیں بلکہ جو توہین نبوت کر کے کافر ہو چکے ہیں ان کے متعلق لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اب یہ مسلمان نہیں رہا بلکہ کافر ہو گیا چونکہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے توہین کی ہے لہذا کافر بنانا اور ہے کافر بتانا اور ہے جیسے کسی کی آنکھ پھوڑ کر اندھا بنانا اور ہے اور کسی اندھے کو اندھا بتانا یا اندھا کہنا اور ہے۔

سانپ کے منہ میں چھچھوندر۔

مثال ۲۶ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"میرے عزیز دوست! کافر کا لفظ ایسا برا ہے کہ اگر کافر کو بھی اے کافر کہہ کر بلایا جائے تو یقیناً اسے بھی برا معلوم ہو گا اس لئے کسی کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے کیوں کہ کسی بھی انسان کے مرتے دم کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایمان پر مرا ہے یا کفر پر مرا ہے۔" جہالت ص۱۰۵

یہ آپ کا سراسر فریب ہے اگر کافر کفر کو اچھا نہ سمجھتا تو اسے قبول ہی کیوں کرتا

اور انسان اپنی کسی پسندیدہ چیز کو بُرا نہیں سمجھتا البتہ اگر آپ کسی پنڈت کو مولانا یا مسلمان کہہ کر پکاریں تو وہ بُرا مان جائے گا اس لئے کہ اس کی نظر میں اس کا کفر ہی پسندیدہ اور مرغوب ہے۔ ہاں اپنے حق میں کافر وہ لوگ ناپسندیدہ سمجھتے ہیں جو کفر بکنے کے باوجود اپنے کو مسلمان ہی کہلوانا چاہتے ہیں ۔۔ یہ ہے آپ کے دل کا چور جو اس عبارت میں دریچوں سے جھانک رہا ہے رہ گیا یہ سوال کہ کیا خبر کہ وہ ایمان پر مرا یا کفر پر اس سے بحث نہیں ہے۔ آدمی جس وقت جس حال میں ہوگا اُسے اس کی اسی کیفیت سے پکارا جائے گا اس کے اسلام پر یقین ہو گا تو اسے مسلمان کہا جائے گا اور اگر کفر پر یقین ہوگا تو کافر کہا جائے گا۔ جس طرح یہودی کو یہودی، عیسائی کو عیسائی، مجوسی کو مجوسی کہا جاتا ہے۔ اور اگر اس شُبہ پر اُسے کافر نہ کہا جائے کہ یہ مسلمان ہو کر مرے گا یا کافر تو پھر معاذ اللہ کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہا جائے چونکہ اس کا بھی حال مشتبہ ہے کہ یہ اسلام پر مرے گا یا معاذ اللہ کافر و مرتد ہو جائے گا۔

اب آپ ہی فرمایئے اگر اس اندیشہ سے کافر کو کافر نہ کہا جائے مسلمان کو مسلمان نہ کہا جائے تو آخر شش کہا کیا جائے؟ بہر حال یہ کھلے کافروں کا مزاج نہیں ہے کہ وہ کافر کہنے سے چڑھیں بلکہ یہ وہابیت کا مزاج ہے۔۔

وہابی سے پوچھو کہ تو ہے وہابی ۔۔۔ تو فوراً کہے گا نہیں تو نہیں تو

گھڑی لوہار کے ہاتھ

مثال ۲۷ ۔۔۔ حوالہ ملاحظہ فرمایئے

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھو لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب تک میں یہاں پر ہوں یعنی اس جگہ پر کھڑا ہوں اس وقت تک جو پوچھنا ہو پوچھ لو اسی کا نام اطلاع علی الغیب ہے کیونکہ ایسا نہیں فرمایا کہ جب چاہو تب پوچھ لو"۔ جہالت ۱۱۰

اس سے زیادہ اور کیا رسول دشمنی ہو سکتی ہے یعنی جب تک وہاں کھڑے ہوں تو علم ہے اور اس جگہ سے ہٹ جائیں تو معاذ اللہ علم بھی غائب ہو جائے توبہ سو بار توبہ ـــــ اس کا مفہوم یہ نہیں ہے جو جناب سمجھ رہے ہیں بلکہ پیغمبر دلوں کے شکوک و شبہات کا دروازہ بند فرما رہے ہیں کہ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ مجھے علم غیب نہیں ہے تو میں سب کو حق دیتا ہوں کہ سَلُ مَا شِئْتُمْ تم سوال کرو جو تمہارا جی چاہے لیکن اس کا مقصد یہ نہیں کہ تم ہر روز مجھ سے ایسے ہی سوالات کرو بلکہ مجھ سے اوامر و نواہی، احکام و مسائل، حلال و حرام کے متعلق دریافت کرو جو میرا منصب ہے اور جس سے تمہیں فائدہ ہے۔ ایسے علوم غیبیہ جس کے جاننے سے نہ تم کو فائدہ ہے اور نہ تو جاننے سے کوئی نقصان ہے اس کے پیچھے پڑنے سے کیا فائدہ۔ میں تو بہت کچھ جانتا ہوں مگر مجھ سے وہ پوچھو جس سے تمہاری دنیاوی و دینی زندگی کا تعلق ہو تاکہ تم اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار سکو۔

توہین نبوت



مثال ۲۸ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ کہف لیکر نازل ہوئے اس میں انشاء اللہ نہیں کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا،، جمالت ۱۲۱

یہ دریدہ دہن اور گستاخ عبارت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ مسلمان خود فیصلہ کریں کہ یہ کسی وفادار مصطفےٰ کا ترجمہ ہو سکتا ہے یا کسی بے ایمان ـ بے وفا اور غدار کا ـ وفا کے بھیس میں اک بے وفا نے لوٹ لیا

.... نہ آئے آنگن ٹیڑھا

مثال ۲۹ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی پر خدا کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی امت کو تمام نیکیاں جو وہ جانتا ہے سکھا دے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں آگاہ کر دے۔۔ اس کے بعد "یعنی تفسیر ابن کثیر کے اس حوالہ کے بعد،، اب آپ ہی انصاف کریں کہ جو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا لیکن آپ نے کسی کو بتایا نہیں اللہ کی پناہ قرآن وحدیث اور مذہب اسلام کی شان کے خلاف باتیں بنا بنا کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اوپر سے اپنے آپ کو عاشقِ رسول بھی کہتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے خدا جانے ان

لوگوں کی عقل کہاں غارت ہوگئی ہے" جہالت ص۱۸۳

عقل عاشقان رسول کی نہیں غارت ہوئی ہے بلکہ شاتمان رسول کی غارت ہوئی ہے۔ آپ تفسیر ابن کثیر کے حوالہ کو پھر پڑھیے اور سمجھنے کی کوشش کیجیے پیغمبر پر جو فرض ہے امت کو بتانا وہ علم غیب نہیں ہے بلکہ وہ نیکیاں جس پر عمل کر کے وہ نیک اور صالح بنیں اور وہ برائیاں جس سے بچکر وہ سوسائٹی اور معاشرہ کے صحتمند افراد کہے جائیں ۔ غیب کی باتیں بتا کر انھیں لال بجھکڑ نہیں بنانا ہے اور نہ تو نبی کے بعثت کا یہ مقصد ہے ورنہ قوم انھیں کہانیوں میں کھو جائے گی قیامت کے جاننے یا نہ جاننے سے امت کو کیا تعلق! بس اس پر یقین کرنا اور ایمان لانا کہ قیامت برحق ہے ایک مومن کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ البتہ محبوب خدا نے اپنی امت کو احوال قیامت سے مطلع فرمایا کہ گنہگاروں کا کیا حال ہوگا اور نیکوکاروں کا کیا حشر ہوگا چونکہ اس ترغیب و ترہیب ڈرانے اور حرص پیدا کرانے میں امت کا فائدہ ہے جو فائدے کی بات تھی اُسے بتا دیا اور جس سے امت کو تعلق نہیں اُسے صیغہ راز میں رکھا جسے اسرار نبوت سے کہا جا سکتا ہے چنانچہ کتب احادیث میں مستقلاً باب القیامت ہے جس کے تحت نہ جانے کتنے احوال قیامت کا تذکرہ ہے۔ بہر حال یہ اللہ کی قدرت اور اس کے فضل عظیم سے بعید نہیں کہ اس نے علم قیامت بھی عطا فرمایا ہو اس میں لڑنے اور جھگڑنے کی کیا بات ہے اتنی ضرور گذارش ہے کہ لکھنے سے پہلے خود سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ رسول دشمنی میں

اتنی بھی بوکھلاہٹ اچھی نہیں ہے۔

پھر وہی گالی

مثال نمبر ۳۰ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"آپ دیکھ رہے ہیں کہ نام کے درویشوں، جاہل فقیروں، کور باطن سجادہ نشینوں اور دام کے غلام مفتیوں نے کس طرح اپنی دوکانیں جمار کھی ہیں" جہالت ص ۲۰۱

عربی کا ایک مقولہ ہے کہ انسان جس چیز سے جاہل ہوتا ہے اس کا دشمن ہوتا ہے چونکہ خود جناب علم سے کورے ہیں اس لئے اہل علم کو گالیاں دیکر کلیجہ ٹھنڈا کر رہے ہیں اگر اہل علم کا وقار گھٹ جائے گا تو از خود جناب کی دوکان چمک جائیگی یہ بھی دوکان جمانے کا ایک طریقہ ہے ؎ من انداز قدت را می شناسم

جنگلی جانور

"گالیوں کی بھرمار"

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مثال نمبر ۳۱ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"یہودیوں کے نقش قدم پہ چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں عشق رسول کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، محبت رسول کا دم بھرنے والے مسلمان یارسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مسلمان، آپ کے بالوں پر جان دینے والے مسلمان، آپ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے

ملیں گے کہ اگر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور جان چھڑا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔" جہالت ص۲۰۹

اپنی خود ستائی اور کسی پر تبرا کا یہ بہت ہی حسین انداز ہے آپ نے تو اپنے کو بھی اللہ والوں میں شمار کیا ہوگا؟ یا خود کو بھی جنگلی جانور سمجھتے ہیں؟ آپ سے بھول ہو گئی دراصل بات یہ ہے کہ جنگلی جانور کی آواز سن کر اللہ والے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں چونکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے کہ گمراہوں سے خود دور رہو اور اس کو اپنے سے دور رکھو — اگر یہ گمراہی دامن سے وابستہ نہ ہوتی تو نشان قدم کی تعظیم واحترام کو جناب "پوجنے" سے تعبیر نہ کرتے یہی جناب کی کھلی ہوئی گمراہی ہے کوئی بھی خوش عقیدہ سُنی مسلمان آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی پرستش اور پوجا نہیں کرتا بلکہ اس کے ادب واحترام کو اپنی متاع زندگی سمجھتا ہے اور ہر مومن اس میں حلاوت لذت اور سرور وکیف محسوس کرتا ہے۔
مسلمان رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے "موئے مبارک" کی زیارت کرتا ہے پوجتا نہیں ہے "یا رسول اللہ" کا نعرہ لگانے والے اللہ اور اس کے پیارے رسول دونوں ہی کا نام لیتے ہیں یعنی اے اللہ کے رسول یہ کتنی پیاری اور پسندیدہ ادا ہے ؎

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے ؎ ہاتھ اپنے دونوں نکلے کام کے

البتہ صرف یا اللہ کہنے والے وہ رسول کا نام لینے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس

لئے آپ اپنی غلط فہمی کے ازالہ کی کوشش کیجیئے کہ بھاگنے والے جنگلی جانور ہیں یا ڈھینچوڈھینچو چلانے والا ؟

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

مثال ۳۲ حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"آپ نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے دُعا کی لیکن قبول نہ ہوئی اور اوپر سے ڈانٹے گئے۔" جہالت ص ۲۹۳

معاذاللہ ثم معاذاللہ توبہ ہزار بار توبہ اللہ کے ایک پیارے نبی کی مقدس بارگاہ اور یہ گستاخانہ انداز سخن ؟ پروردگار اپنے نبیوں اور رسولوں کو جسطرح چاہے خطاب فرمائے لیکن ہم جیسے غلاموں اور گنہگاروں کو اس کا حق نہیں کہ ہم ایسے الفاظ سے اس مفہوم کو ادا کریں جو تخفیف شان کے مترادف ہو ! اور جس ارتکاب کے ہم خود ذمہ دار ہوتے ہوں ادب و تہذیب کی بھرپور رعایت کرتے ہوئے اگر مفہوم ادا ہو جائے تو اپنی طرف سے ایسی مکروہ و غلیظ راہ کیوں اختیار کی جائے آپ کی یہ گستاخی بلبے گرتے اور داڑھی میں چھپ گئی مگر خدارا انصاف کیجیئے اگر ایک جن سنگھی یا مہا سبھائی لیڈر اپنے تقریر میں کہے کہ مسلمانوں کے رسولوں کا کیا اعتبار وبھروسہ ان پر تو اُن کے خدا کی ڈانٹ پڑتی تھی برابر ڈانٹے جاتے تھے گئے اس وقت کوئی مسلمان اُسے برداشت کرے گا ؟ اس لئے رسول دشمنی میں ایسا زہر نہ اگلئے جو تمام مسلمانوں کے لئے زہر ہلاہل

ثابت ہو۔ ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیئے خود پہلے اپنی اصلاح کیجئے۔

بیباکی اور ڈھٹائی

مثال ۳۳ حوالہ ملاحظہ کیجیے

"اتنی محبت ہونے کے باوجود بھی وہ "ابوطالب"، جہنم میں ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عذاب جہنم سے بچا نہ سکیں گے اور یہ ابوطالب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ہوتے ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے باپ کو جہنم سے بچا نہ سکیں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں ہوں گے اور آپ کے باپ ابوطالب جہنم میں ہوں گے۔" جہالت ص ۲۹

یہ اظہار حق کا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ جناب کی محض بیجا ڈھٹائی ہے کیا اس انداز گفتگو میں آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آزاری نہیں ہے۔ اللہ کے محبوبوں کو تکلیف پہونچانا کیا خسران و تباہی نہیں ہے؟ کفر اور کافر کی بحث میں تو جناب اس درجہ محتاط ہیں ارے بھی کسی کافر کو بھی کافر نہ کہو معلوم نہیں اس کی موت کس حال میں ہو مگر کسی کو جہنمی بتانے میں جناب کی چار انگل کی زبان باہر نکل آئی گویا میدان قیامت کی ٹھیکیداری جہالت فروش ہی لے چکے ہیں کہ آج ہی جنتی اور جہنمی کا فیصلہ کئے دے رہے ہیں۔ اوّل تو اس خاردار جھاڑی سے گذرنا ہی نہیں تھا اور اگر نفس کھینچ کر لے ہی آیا تھا تو انتہائی

سلامتی اور سبک روی سے گذر جاتے یہ کھڑے ہو کر تھر اؤ کیوں کرنے لگے ۔؟ کہ فلاں جنتی اور فلاں جہنمی ۔ یہی دل کا کوڑھ ہے جو بار بار پھوٹ پڑتا ہے ۔ ایک خارج از موضوع ذیلی گفتگو علاوہ ازیں پروردگار اپنے بندوں کی نصیحت پزیری کے لئے بہت سی مثالیں قائم فرماتا ہے جس سے اس کے بندے سبق حاصل کریں ۔ اس کی مصلحتوں کو کوئی نہیں جانتا کہ اپنے کس بندے کے ساتھ وہ کون سا معاملہ کرے گا آج کا عابد و زاہد کل اپنے کس جرم کے تحت جہنم کا ایندھن بنے گا اور آج کا ایک سیہ کار و گنہگار کل میدان محشر میں اپنی کن اداؤں کے تحت بخشا جائے گا اسے کوئی نہیں جانتا اسے خدا جانے یا اس کے بتانے سے اس کا رسول ! اس پر بہت سی احادیث شاہد عدل ہیں ۔ میدان محشر محض قانون ہی کا میدان نہیں ہے اگر ایسا ہو تو اس کی شان کریمی اور شفیع محشر کی شان شفاعت کہاں نظر آئے گی ؟ ہم قانونی حیثیت سے انسان کے ظاہر پر فیصلہ کرتے ہیں مگر پروردگار دلوں کے بھید کا جاننے والا ہے لہذا اس کا فیصلہ ہمیں اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیئے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض واقعات و معاملات اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے قانون عام کے مستثنیات میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ اگر یہ سارے اصول آپ کے پیش نظر ہوتے تو اتنی بیباکی اور ڈھٹائی سے آپ نہ لکھتے یہ بہت اونچے لوگوں کی بات ہے کہ ایسے مسائل پر اپنا قلم اٹھائیں اور وہ صرف مسائل کی تحقیق اور چھان پھٹک کیلئے نہ کہ خدا کے محبوبوں کی دل آزاری کے لئے اگر سنیوں کی دل آزاری مقصود ہے تو تمہارے باپ دادا کو کہئے مگر رسول خدا اور شیر خدا تو ہر مسلمان کے چہیتے محبوب ہیں اگر آپ

بھی اپنا سمجھتے تو یہ انداز ہرگز نہ اختیار کرتے! جناب کے اس دلخراش انداز نے آخری فیصلہ کر دیا کہ آپ دونوں سے اپنا رشتہ و ناطہ توڑ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اختیارات بتانے کی یہی ڈگر نہیں ہے جو آپ نے اختیار کی ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقے ہیں کہ اس کی عظمت و کبریائی کا اظہار بھی ہو اور اس کے محبوبوں کی دل آزاری بھی نہ ہو ایسے ہی صفحہ ۲۹۲ پر جناب نے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے متعلق ہفوات و خرافات لکھکر اپنا نامۂ عمل سیاہ کیا ہے۔

حوالہ ملاحظہ کیجیئے

"آپ نے فرمایا سُنو! بات یہ ہے کہ یہاں میری ماں کی قبر ہے میں نے اپنے پروردگار سے قیامت کے دن اپنی ماں کی شفاعت کی اجازت طلب کی لیکن اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمائی تو میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگا۔" جہالت صفحہ ۲۹۲

آخر ش یہ کیا طرفہ تماشہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ نے اپنی کتابوں میں کفری عبارات لکھیں جس پر آج گھر گھر میں قیامت برپا ہے۔ ان لوگوں کو تو مسلمان ثابت کرنے کے لئے آپ اور پورا دیوبند ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے مگر جس رحم مادر میں آقائے کائنات محبوب کردگار نے نو مہینے گزارے ہوں جن کی گود میں سید المرسلین نے آنکھ کھولی آپ انھیں جہنمی ثابت کرنے کے لئے اپنا نامۂ عمل سیاہ

کر رہے ہیں کسی نے کتنا پیارا شعر کہا ہے ؎

کرتے ہیں فرشتے تری عزت خاتون ؎ نبیوں کو ہے آغوش میں پالا تو نے

تھانوی، نانوتوی، گنگوہی جیسے کافروں کو جہنم رسید کرنے کے لئے جناب نے چُپ سادھ لی گویا سانپ نے سونگھ لیا ۔ لیکن سیدہ آمنہ کیلئے ہفوات و خرافات بکنے کے لئے صفحہ کا صفحہ سیاہ کیا جا رہا ہے ۔

اگر کسی دسترخوان پر آقائے کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں صاف کر لیں پھر اس دسترخوان کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا آگ نے میل تو صاف کر دیا لیکن دسترخوان کو آگ جلا نہ سکی ۔ جس پر انگلیاں پڑ جائیں اُسے آگ جلا نہ سکے پھر جس رحم مادر میں اُس نور مجسم نے مہینوں گذارے ہوں اس کی نورانیت اور عظمت و بزرگی کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور دیگر اکابر اُمت نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین "ماں، باپ" کے مومن اور جنتی ہونے پر شواہد اور دلائل پیش کئے ہیں آخر ش اس سے چشم پوشی کیوں ہے؟ آپ نے تو قلم اُٹھانے سے پہلے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کی قسم کھا رکھی ہے انشاء اللہ تعالیٰ مسائل کے ابواب میں میں اس مسئلہ پر اکابر امت کی رائے پیش کروں گا اس سے ناظرین اندازہ کر سکیں گے کہ اس روسیاہ کور باطن نے محض اپنی گندگی پھیلانے کے لئے کتنی بڑی خیانت سے کام لیا ہے برتن میں جو ہوتا ہے اس سے باہر وہی نکلتا ہے دل میں جو کفر، گندگی، اور پاپ بھرا ہوا تھا وہی نوک قلم پر آ گیا۔

[1] بہ شکریہ عبدالرحیم انصاری

اب تو لوگوں کو ہوش آئے کہ کلمہ اور نماز کے نام پر جہالت فروش کس خباثت اور گندگی کو پھیلانا چاہتا ہے۔

لکھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

مثال ۳۴ حوالہ ملاحظہ کیجیے

"جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالےٰ نے کچھ اختیارات اپنے بندوں کو بھی دیئے ہیں اُس نے اس کے ساتھ کفر کیا" جہالت صفحہ ۲۹۵

تفسیر ابن کثیر کا حوالہ ہی دینا جانتے ہو یا عبارتوں کا مطلب بھی سمجھتے ہو کیا یہ روایت جناب کی نظر میں نہیں ہے کہ آیت حج اُترنے کے بعد کسی صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم پر حج ہر سال فرض ہے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر جواب دیئے مُنہ پھیر لیا وہ صحابی پھر اُدھر مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ کیا ہم پر حج ہر سال فرض ہوا ہے الخ۔ اس کے بعد آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اپنی جملہ شرائط کے ساتھ مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے لیکن اگر کہیں تمہارے سوال کے جواب میں میری زبان سے ہاں نکل جاتا تو جو حج زندگی میں ایک بار فرض ہے وہ ہر سال فرض ہو جاتا۔ یہ نبوت اور رسالت کا اختیار نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے یہ لوگ بہت سی باتیں بولتے اور لکھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں مثلاً مرثیہ گنگوہی کا ایک شعر ہے ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا ——— اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اس مرثیہ کو صدر دیوبند مولوی محمود الحسن نے گنگوہی صاحب کے متعلق لکھا ہے سوال پیدا ہوتا ہے جب گنگوہی زندوں کو مرنے نہیں دیتے تھے تو جلانے کے لئے مردے کہاں سے مل جاتے تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ لوگ لکھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

فیصلہ کن حوالہ

اور پُرزور مطالبہ ....

مثال ۳۵ حوالہ ملاحظہ کیجئے

"حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شرک شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اس کے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسا علم اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ہے اور کا علم بھی ایسا ہی جانے یا جیسا اللہ کو قادر جانتا ہے ہر چیز پر ایسا ہی اور کو بھی جانے یا جیسا تصرف رکھتا ہے عالم میں صاف ارادہ اپنے کے ویسا اور کو بھی جانے۔" جہالت صفحہ ۳۱۱

شرک کی تعریف میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت سے ہم کُلیتہً اتفاق کرتے ہیں گویا یہ وہ حوالہ ہے جس سے آپ کو بھی اتفاق ہے اور ہمیں بھی لہذا اس عبارت کو ہم اپنے اور آپ کے حق میں حَکَم اور ثالث تسلیم کئے لیتے ہیں یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یہ فرمایا کہ شریعت میں شرک اس کو کہتے ہیں کہ جیسا علم اللہ تعالیٰ کے لئے مانا جائے ویسا ہی علم کسی اور کو مانے یا جیسا قادر اللہ تعالیٰ

کو مانے ویسا ہی ہر چیز پر کسی دوسرے کو یا جیسا تصرف اللہ تعالیٰ کے لئے عالم میں مانے ویسا ہی کسی غیر کو بھی متصرف مانے۔

لہٰذا۔ اب آپ کے حق میں یہ ہمارا کھلا ہوا چیلنج ہے کہ آپ علماء اہلسنت میں سے کسی ایسے معتمد ذمہ دار عالم کی تحریر پیش کریں" جسے پوری دنیائے سُنّیت اپنا امام و مقتدا،، سمجھتی ہو اور اُس نے یہ لکھا ہو کہ جیسا علم اللہ تعالیٰ کا یا جیسی قدرت پروردگار عالم کی یا جیسا تصرف خدا کا ہے بالکل ویسا ہی علم اور بالکل اسی جیسی قدرت اور بالکل ویسا ہی تصرف فلاں نبی یا رسول یا ولی کو بھی ہے تو لاکھوں لاکھ مسلمانوں کے درمیان ہم اپنے عقیدہ سے توبہ کریں گے اور ہزار ہا ہزار کی تعداد میں اشتہار و پوسٹر کے ذریعہ پورے ملک میں اس کا اعلان کریں گے۔ اور اگر آپ ایسی کوئی عبارت نہ دکھا سکے اور یقیناً نہ دکھا سکیں گے تو مسلمانوں کے اجتماع میں آپ توبہ کر کے اپنے الزامات کو واپس لے لیں جو محض مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے آپ نے علماء اہلسنت کیطرف منسوب کر دئے ہیں ۔ اور غریب سُنّی عوام کو مشرک بنانا شروع کر دیا ہے اس سے رجوع کر لیں۔ ہم شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے پیش کردہ حوالہ کو تسلیم کرتے ہوئے عوام کو اپنا حَکَم بناتے ہیں اور آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ جب بھی اس کی تیاری کر لیں تو بمبئی جھولا میدان میں ایسا اجلاس عام طلب کر لیا جائے جس میں آپ ایسی عبارت کو عوام کے سامنے پیش کر دیں۔ جس میں ہمارے ذمہ دار معتمد پیشوا نے انبیائے کرام یا اولیائے عظام کے لئے ایسے ہی علوم اور قدرت و تصرف کو مانا ہو جو خداوند کے لئے خاص ہے۔

جھولا میدان میں نے اس لئے منتخب کیا ہے کہ یہ جگہ نہ ہماری ہے نہ آپ کی بلکہ کالا پانی اور آفس آل انڈیا سُنی جمعیۃ العلماء کے درمیان ہے جس جگہ کے متعلق نہ آپ کو اعتراض ہو سکتا ہے اور نہ ہمیں۔ نہ صرف ہمیں بلکہ بمبئی کے ہر انصاف پسند، علم دوست، حق گو، اور حق کوش مسلمان کو آپ کے جواب کا انتظار رہے گا اگر آپ نے اپنے پیش کردہ حوالہ کے مطابق ہماری گذارش قبول کرتے ہوئے ایسا کر دکھایا تو ایک بہت بڑا اختلاف مٹ جائے گا اور مدتوں کی ایک خلیج پٹ جائے گی اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے بعد دوسرے اختلافی مسائل کے حل کرنے کی راہیں ہموار ہو جائیں گی مجھے امید ہے کہ میری اس گذارش کو قبول کر کے آپ افترق و انتشار اور اختلافات کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھانے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو مسلمان یقین کرے گا کہ آپ خود اس چنگاری کو اپنے دامن سے ہوا دینا چاہتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کی فضا آپ پیدا نہیں کرنا چاہتے۔

بہر حال شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا حوالہ آپ کے حق میں ایک سنگین امتحان بن چکا ہے۔ اور میرا یہ سوال تا زیست آپ پر مسلط رہے گا۔

دوستو! اس گمراہ جماعت کا محض یہ فریب ہے جو آج خوش عقیدہ مسلمانوں کو مشرک بتا رہی ہے۔ اہلسنت انبیاء اور اولیاء کیلئے جو علم و قدرت یا تصرف مانتے ہیں وہ خدا ہی کا دیا ہوا اور بخشا ہوا مانتے ہیں۔ مانی ہوئی بات ہے کہ خدا کا علم اور اس کی قدرت اور اس کا تصرف ذاتی ہے خدا کو کسی نے دیا نہیں۔ لہٰذا

یہ تمام صفات خدا کی ذاتی ہیں اور نبیوں اور ولیوں کی عطائی ہیں جب اتنا واضح فرق ہے تو پھر اس میں شرک کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے! شرک تو جب ہوتا کہ خدا ہی جیسا علم، قدرت اور تصرف مانتے جب ایسا نہیں مانتے تو معلوم ہوا شرک بھی نہیں ہوا۔

بہر حال ہم آپ سب کو اپنا وکیل بناتے ہیں کہ جہالت فروش کو ہماری گذارش قبول کرنے پر آمادہ کر کے آپ لوگ بھی اس کار خیر میں شریک ہوں

حاصل گفتگو

شریعت یا جہالت کی جستہ جستہ عبارات پر سرسری جائزہ کے تحت اب تک گفتگو چل رہی تھی یہ فہرست بہت طویل تھی قصداً میں نے بہت سی عبارتوں کو چھوڑ دیا محض اس خیال سے کہ انھیں مسائل میں سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔ جہالت سے یہ چند عبارتیں محض اس لئے پیش کی گئیں تاکہ کتاب سے متعلق ناظرین کا خود ایک ذہن بن جائے۔ اور ان عبارتوں کی روشنی میں وہ کتاب اور مصنف سے متعلق خود بھی فیصلہ کر سکیں جیسا کہ گذشتہ صفحات میں عرض کر چکا ہوں بجائے کسی خارجی گفتگو کے میں نے خود کتاب کی اصل عبارتوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کسی بھی کتاب پر میں اسے تنقید و تبصرہ کا ایک بنیادی طریقہ تصور کرتا ہوں۔ اس طریق کار سے ناظرین اندھیرے میں نہیں رہتے بلکہ اس سے انھیں ایک ایسی روشنی مل جاتی ہے جس سے اس کتاب کے متعلق رائے قائم کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔

اب یہ گفتگو یہاں ختم ہوتی ہے اور اب **قہر آسمانی** کا ایک نیا باب شروع ہوتا ہے — — — — — — —

جس میں ہم مسئلہ علم غیب، شفاعت، وسیلہ، حیات النبی وغیرہ جیسے مسائل پر قرآن وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں گفتگو کریں گے۔

واضح رہے کہ ہم ان مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے صرف اصل عبارت کا ترجمہ پیش کریں گے ۔ مثلاً تفسیر خازن یا تفسیر صادی کا حوالہ دینا ہوگا تو ہم اس کی اصل عربی عبارت نہیں نقل کریں گے بلکہ اس کا اردو میں ترجمہ پیش کر کے اس کتاب کا نام اور صفحہ لکھ دیں گے ۔ تاکہ جو صاحب حوالہ ملانا چاہیں اس طرح وہ خازن، صادی، بخاری، ہدایہ وغیرہ کو دیکھ کر اس کی تصحیح کر لیں۔ ہم اس کتاب میں عربی عبارات اس لئے بھی نقل نہیں کریں گے چونکہ ان تمام مسائل پر مشتمل میری کتاب "**معیار حق**" بہت جلد مارکیٹ میں آرہی ہے۔ اور اس میں ترجمہ کیساتھ حوالہ جات کی اصل عبارت بھی درج ہے اور یوں بھی مجھ سے کچھ مطالبہ نہیں کیا جاسکتا کہ خود مصنف جہالت نے حوالہ جات میں ترجمہ ہی سے کام لیا ہے حوالہ کی اصل عبارت نہیں پیش کیا ۔ لیکن میرے نہ پیش کرنے کی وجہ یہ جہت تقابل نہیں ہے بلکہ وہی اول الذکر وجہ ہے جسے میں بیان کر چکا ۔ یعنی "معیار حق" میں اصل عبارتیں آرہی ہیں

ایک نئی بحث کا آغاز

بریلی اور دیوبند کا اصل اختلاف

حسب تحریر اب مجھے مسئلہ علم غیب، میلاد شریف، قیام، وسیلہ، شفاعت، نیاز و فاتحہ جیسے مسائل پر قلم اٹھانا چاہیئے تھا لیکن معاً سطح ذہن پر ایک بات ابھر

آئی کہ ناظرین کہیں اس غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جائیں کہ بریلی اور دیوبند الگ الگ جو دو مکتبۂ فکر ہیں ان کا اختلاف بس میلاد و قیام اور عرس و فاتحہ تک محدود ہے۔ اس لئے اب ہم قارئین کا تھوڑا سا وقت لیکر ہلکی سی زحمت دینا چاہتے ہیں کہ ان فروعی مسائل پر گفتگو سے پہلے آپ بریلی اور دیوبند کے اصولی و بنیادی اختلافات کو سمجھ لیں تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ سکیں کہ یہ دو شاخ پھوٹی کہاں سے؟ اور آج ملک کے اسّی فیصدی سے زائد لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بریلی اور دیوبند کا اختلاف بس اتنا ہے کہ بریلوی حضرات میلاد شریف اور قیام وغیرہ جیسے مسائل کے قائل ہیں اور اس پر ان کا عمل ہے لیکن دیوبندی حضرات اسے شرک اور بدعت کہتے ہیں شاذ بعض اتنا بھی جانتے ہوں کہ دیوبندی علماء نے میلاد شریف کو کنہیا کے جنم کے سوانگ جیسا لکھا ہے مگر اتنا جاننے والے بھی بہت کم ہیں۔

واضح رہے کہ علماء دیوبند کا جرم میلاد و قیام کے انکار تک محدود نہیں ہے یہ سارے مسئلے تو بعد میں پیش آئے ہیں۔ بلکہ اکابر و اساطین دیوبند کا اصل جرم یہ ہے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں آقائے کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور بعض ضروریات دین کا انکار کیا ہے جو یقیناً کفر ہیں اسی لئے تاجدار ملت امام اہلسنت فقیہ اعظم شہیر عرب و عجم، مجدد دین و ملت اعلیحضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمائے دیوبند کی ان گندہ اور کفری عبارات کو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمنی، شامی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی علماء کی خدمت میں پیش کر کے استفتاء کیا۔ چنانچہ ان تمام علمائے کرام نے اکابر دیوبند کی ان عبارات پر

نفرین و ملامت کیا اور صاف صاف تحریر فرمایا کہ ایسا لکھنے والا اور عقیدہ رکھنے والا اسلام سے خارج ہے اور کافر و مرتد بے دین ہے۔ اور جو لوگ ایسے عقیدہ کی حمایت کریں وہ سب کے سب اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ چنانچہ یہ جملہ فتاوے "حُسامُ الحرمین" کے نام شائع ہو چکے ہیں جو لوگ اپنی معلومات میں اضافہ یا شکوک و شبہات کا ازالہ چاہتے ہوں اُنھیں حُسامُ الحرمین کا مطالعہ کرنا چاہیئے اس کے ایک دو نہیں متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

علمائے دیوبند کی جن گندہ و کفری عبارات پر علماء عرب و عجم نے کفر کے فتاوے دیئے ہیں وہ عبارتیں عربی یا کسی اور دوسری زبان میں نہیں ہیں بلکہ وہ خالص اردو زبان میں ہیں۔

میں انھیں پیش کر کے معاملہ آپ کے ایمان و ضمیر کے سپرد کئے دیتا ہوں آپ نفس کی کمین گاہ میں بیٹھ کر خود اپنے ایمان کا فیصلہ طلب کیجیے کہ ایسا لکھنے والا مسلمان ہو سکتا ہے یا کافر؟ — عبارتیں تو ان کی بہت سی ہیں اگر سب کو اکٹھا کیا جائے تو وہ کئی سو صفحات پر مشتمل ایک مستقل کتاب ہوگی چنانچہ میں نے علمائے دیوبند کے جملہ ہفوات و خرافات کو ایک جا اکٹھا کر دیا ہے جو کتاب "دیوبند کی خانہ تلاشی" کے نام عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ اس کتاب سے بہت سے اہل قلم مختلف نہج کا فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ لہٰذا میں صرف چند عبارتوں پر اکتفا کروں گا اور ان عبارتوں سے متعلق میں ناظرین پر کوئی خارجی دباؤ ڈالنا نہیں چاہتا — سب سے پہلے آپ علمائے دیوبند کے سرخیل جماعت مولانا اشرف علی صاحب

تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کی ایک ایمان سوز عبارت ملاحظہ فرمائیں مولانا تھانوی سے علم غیب رسول سے متعلق سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں جناب رقمطراز ہیں

"پھر یہ کہ آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے"

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۸

کیا یہ کفری عبارت بھی کسی توضیح و تشریح کی محتاج ہے۔ اس عبارت پر مبسوط و مفصل گفتگو دیکھنی ہو تو میری کتاب "خون کے آنسو" ملاحظہ فرمائیں جس میں میں نے اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور خود ان کے سارے اقوال جمع کر دیئے ہیں کہ خود آپس میں اپنی تاویل کے تحت ایک نے دوسرے کو کافر بنایا ہے مولانا تھانوی نے اولاً علم غیب کلی کا انکار کیا کہ یہ عقلاً و نقلاً محال ہے اور جو علم غیب جزئی مانا اس کے متعلق یہ کہنا تھا کہ اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر بچے جانور، پاگل، چوپائے سبھی کو حاصل ہے اس میں آقائے کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین ہے جو یقیناً کفر ہے۔ یہ ہے علماء بریلی

کا علماء دیوبند سے بنیادی مطالبہ کہ کفر سے توبہ کیجئے اور عبارت واپس لیجیئے۔ مگر علماء دیوبند کو یہ کفر محبوب و پسندیدہ ہے۔ آقائے کائنات کا دامن چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے لیکن مولانا تھانوی پر کوئی حرف نہ آنے پائے خواہ وہ کچھ بھی لکھ جائیں۔ ہمارا مطالبہ ان سے یہ نہیں ہے کہ آپ لوگ میلاد شریف کیجیے یہ تو اپنی سعادت، نصیبے اور نیک بختی کی بات ہے ہر غلام اپنے آقا کی مدحت سرائی میں کیف و لذت محسوس کرتا ہے جس میں صحیح جذبہ غلامی ہوگا وہ یقیناً محفل میلاد شریف کو اپنے لئے نیکی اور سعادت تصور کرے گا۔ میلاد شریف کفر اور ایمان کا مدار نہیں ہے میلاد شریف کے کرنے والے بھی میلاد شریف کو اپنے آقا کی بارگاہ میں خراج عقیدت تصور کرتے ہیں اُسے جائز و مستحب ہی سمجھتے ہیں فرض اور واجب نہیں کہتے ہم ان سے میلاد شریف کرنے کا تو مطالبہ نہیں کرتے البتہ میلاد شریف سے متعلق ان کی اس عبارت پر ہم ضرور مطالبہ کرتے ہیں۔

حوالہ ملاحظہ کیجیے

"پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ دیوبند ص ۱۴۸

اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ جناب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے

بھی بڑھ کر ہوئے"۔ براہین قاطعہ ص ۱۴۸

اب حفظ الایمان و براہین قاطعہ کی اس عبارت کو پڑھکر آپ خود فیصلہ کریں کہ اس عبارت میں عشق و محبت کی حلاوت و چاشنی ہے یا بغض و عناد اور رسول دشمنی کا زہر ہلاہل ہے؟ صحیح ہے میلاد شریف پیغمبر اور محبوب خدا کا کیا جاتا ہے گاؤں کے چودھری اور سردار کا نہیں۔ چنانچہ منصب نبوت سے متعلق تقویۃ الایمان کی ایک عبارت ملاحظہ کیجیئے۔

"جیساکہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو اِن معنوں کو

ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔"

تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ص ۶۲ سطر ۲

کیا یہ عبارت بھی سمجھانے کی ہے؟ جس میں کھلے بند محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گاؤں کا زمیندار اور چودھری کی حیثیت دی گئی ہے۔ اسی لئے پہلے میلاد شریف کی تلقین نہیں کی جاتی بلکہ آقائے کائنات کا صحیح منصب سمجھایا جاتا ہے۔ نہ تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو "خدا"، "یا خدا کا بیٹا"، یا خدا جیسا سمجھا جائے اور نہ ہی گاؤں کا زمیندار یا چودھری جیسا ــــ مسلک اہل سنت اسی اعتدال کا نام ہے نہ تو اس

میں افراط ہے اور نہ تفریط نہ تو رسول کو معاذ اللہ خدا کا مرتبہ دیا گیا ہے اور نہ ہی رسول کو عام انسانوں جیسا سمجھا گیا ہے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے "خالق بہر حال خالق ہے اور مخلوق بہر حال بندہ و مخلوق ہے" ہر چند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں بہت سے معجزات کا صدور ہوا۔ انگلیوں کے اشارے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ انھیں انگلیوں کے اشارے چاند نے اپنا جگر چاک کر دیا کسی نے اچھا شعر کہا ہے۔ ؎

معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں ✤ مہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

رسول خدا کے اشارے پر ابو جہل کی بند مٹھیوں میں سنگریزوں نے گواہی دی "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله"

واضح رہے ہماری عبدیت اور سرور کونین کی عبدیت میں بڑا فرق ہے ہم "عبد" ہیں اور سید المرسلین "عبدہ"، ہم ایمان بھی لاتے ہیں تو یہی کہتے ہیں "عبدہ"، چنانچہ واقعہ معراج میں خداوند قدوس نے بھی اپنے محبوب کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ"، یعنی ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور اپنے محبوب کے لئے خدا خود فرماتا ہے یہ میرا بندہ ہے۔ معلوم ہوا "عبد" اور عبدہ میں بعد المشرقین ہے بس ایسے ہی ہماری بندگی اور آقائے کائنات کی بندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے — بات پھیل گئی میں معذرت چاہوں گا!

عرض یہ کر رہا تھا کہ علمائے دیوبند سے میلاد شریف کا مطالبہ نہیں ہے البتہ یہ مطالبہ ضرور کیا جائے گا کہ عہد رسالت سے آج تک علمائے دیوبند کے علاوہ

اور کس نے میلاد رسول کو کنہیا کے جنم کا سوانگ لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو ہم اس کا حوالہ چاہتے ہیں۔ ورنہ ہم عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حقانی صاحب سے مطالبہ کریں کہ میلاد کرنے والوں پر تو جناب کا تیور بہت گرم ہے آخر ش رسول خدا کو گاؤں کا زمیندار اور چودھری اور میلاد کو کنہیا کے جنم کا سوانگ لکھنے والوں کے سامنے کیوں ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے قوم کی اصلاح کا یہ طریقہ نہیں ہے بہ گمان خویش اگر جناب نے اصلاح قوم کا بیڑا اٹھایا ہے تو جرم جہاں بھی نظر آئے اس کی نشاندہی کیجئے۔ آپ کو یقین کر لینا چاہیئے کہ آپ کی اس طرفداری، اور دیوبند کے جرائم کی پردہ پوشی نے آپ کی اصلاح کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے اور ایک دنیا نے یہ سمجھ لیا کہ آپ شرک و بدعت کا نام لیکر اُسی بدبودار دیوبندیت کو پھیلا کر دیوبند کا جھنڈا اونچا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچئے کیا قوم کی اصلاح کا یہی طریقہ ہے کہیں تو آنکھوں میں تنکا چبھ جائے تو ہائے واویلا سے لوگوں کی نیند حرام کر دیں اور کہیں شہتیر کو سرمے کی سلائی سمجھ کر آنکھوں میں لگا کر میٹھی نیند سو جائیں۔ ؎

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ — جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

آپ نے خود بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ حق بات کہنے سے میں ڈرتا نہیں وغیرہ وغیرہ بالکل صحیح ہے ایک حق کوش، حق پسند اور حق گو کو ایسا ہی ہونا چاہیئے لہذا اگر آپ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں اور آپ کو اپنے کہے کی لاج ہے تو جس طرح سے آپ نے میلاد و قیام کے خلاف علم بغاوت اُٹھایا ہے بس ایسے ہی علمائے دیوبند کی کفری

عبارات سے متعلق بھی دیوبند کو للکاریئے اور ان سے توبہ اور عبارتوں کی واپسی کا مطالبہ کیجئے اور علی الاعلان کہیئے کہ توہین نبوت کفر ہے اور علماء دیوبند سرور کونین کی توہین کر کے خارج از اسلام ہو چکے ہیں۔

جب آپ نے قوال اور مل مزدوری چھوڑ کر تبلیغ کا اسٹیج سنبھالا ہے تو اب بندوں سے نہ ڈریئے بھض خدا اور اس کے رسول سے ڈریئے پھر ان بندوں سے ڈرنا کیا جو خود "دیوبند" ہو چلے ہوں ان کی آزادی و رہائی کی کوشش کیجئے یہ بھی کیسی دوستی ہے کہ جو "دیو" کے جنگل میں آگئیں

انہیں خرافات بکنے کے لئے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔ آپ ہمارے علماء حق کا طریقہ اختیار کیجیئے کہ جس طرح انھوں نے جس چیز کو حرام سمجھا بلا خوف لومتہ لائم اُسے حرام کہا شرک کو شرک اور بدعت کو بدعت کہا قبیح کو قبیح اور مکروہ کو مکروہ کہا۔ ناجائز کو ناجائز اور خرافات کو خرافات کہا۔ چنانچہ جب مسائل پر آپ کو فتاوے کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے علماء دیوبند کے فتاوے نہیں پیش کئے بلکہ آپ نے بریلی شریف ہی کیطرف رجوع کیا ہے۔ جس سے محسوس ہوا کہ خود آپ کو بھی احساس ہے کہ حق گوئی میں جو مزاج بریلی کا ہے وہ دیوبند کا نہیں ہے آپ بھی علمائے بریلی کو اہل فتوی اور قلم کا دھنی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جہالت کے ص ۳۷۶ سے ص ۳۷۸ تک آپ نے مجدد مأۃ حاضرہ سیدنا امام احمد رضا، عارف حق بقیۃ السلف حضور مفتی اعظم ادام ظلہم وفیوضہم وحضرت مولانا محمد عرفان رضوی، شیر بیشہ اہلسنت مناظر اعظم حضرت مولانا حشمت علی خاں اور فقیہ اعظم صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فتاوے پیش کئے ہیں۔

اگر حق گوئی وحق پرستی کا مزاج لینا ہو تو انھیں علمار حق کیطرف رجوع کیجیے جو حق بولنے میں عوامی رجحانات کا لحاظ نہیں کرتے جسے حق سمجھا اُسے حق کہا اور جسے ناحق سمجھا اُسے ناحق کہدیا اور اپنے قول کو قرآن وسنت واقوال سلف کی مضبوط زنجیروں میں جکڑ دیا،، کلمۂ حق کا اعلان یہی ہماری ذمہ داری ہے۔ اُسے قبول کرالینا یا گلے میں پھندا ڈال کر اس پر عمل کرانا یہ علمار کی ذمہ داری نہیں ہے۔ علمار کیا؟ یہ تو نبی اور رسول کا بھی منصب نہیں ہے۔ اور علمار اہلسنت نائب رسول ہی تو ہیں لہذا اس سے زیادہ کا ان سے مطالبہ کیوں؟ اگر ہم نے حق کو چھپایا ہو تو اس روئے زمین پر ہم سے زیادہ کوئی بد دیانت اور خائن نہیں اور اگر ڈنکے کی چوٹ پر ہماری جماعت نے حق کا اعلان کیا ہو تو خدا کی بچھائی ہوئی زمین پر علمار اہلسنت سے زیادہ کوئی دوسری حق پرست جماعت نہیں۔ بحمداللہ علمار اہلسنت نے اپنی اس ذمہ داری کو من وعن انجام دینے میں سر مُو فرق نہیں آنے دیا۔ اگر علمار دیوبند نے توہین نبوت کی تو دنیاوی اغراض ومقاصد آلام ومصائب اور طعن وتشنیع کی فکر کئے بغیر ان پر اپنا حکم شرعی نافذ کر دیا اور عوام وخواص کو مطمئن کرنے کے لئے علمار حرمین کے فتاوے بھی حاصل کر کے اُسے حُسامُ الحرمین کے نام شائع کر دیا جس پر دیوبند گرجا برسا اور اس کے اکابر نے المہند جیسی مہمل کتاب لکھ کر گویا ریت کی دیوار کا محل اُٹھایا جو بریلی کے ایک معمولی جھٹکے کی تاب نہ لاکر منہدم ہو کے خاک کی ڈھیر بن گیا۔ حسام الحرمین کے جلاپے میں الشہاب الثاقب کا گالی نامہ مرتب کیا گیا جو تقریبًا ایکسو بیس [۱۲۰] صفحہ کی کتاب ہے جس میں عارف حق مجدد دین وملت سیدنا

امام احمد رضا کو چھ سو چالیس گالیاں دی گئی ہیں یہ سب کچھ ہوا لیکن علماء اہلسنت نے اس کی طرف رُخ بھی نہ کیا۔ اُنھوں نے علماء عرب و عجم کے فتوے کا احترام کیا اور علماء دیوبند نے جو توہین نبوت کی تھی اس کا بھانڈا پھوڑ کر بیچ چوراہے پر انھیں برہنہ کر دیا۔ یہی وہ جلاپا ہے جس کی جلن میں آج علماء دیوبند علماء اہلسنت کو بدعتی اور قبر پجو ابنا کر اپنے کو ستھرے میاں ثابت کرنا چاہتے ہیں ورنہ اس سے پہلے قبر پر حاضری ہی نہیں بلکہ تھانہ بھون والے قبر کی مٹی اکھاڑ کر لاتے اور بہ نیت شفاء اُسے اپنے بازو پر باندھتے ! ؎

بڑے پاک دامن بڑے پاک طینت ؛ ریاض آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

حوالہ اور تفصیل کیلئے خون کے آنسو ملاحظہ کیجیے

بہرحال علماء دیوبند نے توہین نبوت کی تو اس پر ہم تماشائی کی طرح خاموش نہیں بیٹھے جو حق بات کہنی تھی اُسے علماء اہلسنت نے کہہ دیا ماننا نہ ماننا یہ تو لوگوں کا کام ہے۔

بس ایسے ہی تعزیہ اعراس وغیرہ میں ہمارے علماء نے اپنے عوام کی اگر کوئی کمزوری دیکھی تو اس پر خاموش نہیں بیٹھے بلکہ منصب افتاء کی جو ذمہ داری تھی بحمداللہ اس میں فرق نہیں آنے دیا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ خود بھی علمائے بریلی کے فتاوے پیش نہ کرتے بلکہ بہت سے دیوبندیوں نے "فتاوی اعلحضرت" کے نام کتابیں شائع کی ہیں اور ہم لوگوں نے اس پر کوئی پہرہ نہیں بٹھایا۔ بس ان کے فتاوے کے ساتھ ان کی غلط توضیحات و تشریحات کی ہم نشاندہی کر دیتے ہیں۔

اب اگر ہمارے فتادے اور تبلیغ کے بعد بھی عوام میں کچھ کمزوریاں رہ گئی ہوں تو اس سے ہمارے مسلک اور عقیدے پر حرف نہیں آیا اور نہ آج کتنے ایسے دیوبندی ہیں جو شرابی اور جواڑی ہیں تو کیا ان کی حرکت بیجا سے یہ کہنے کو حق ہوگا کہ مفتی دیوبند نے جوا اور شراب کو حلال کر دیا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو بعض سنی عوام کی کمزوریوں سے آپ علمائے اہلسنت یا ان کے مسلک و عقیدہ پر کیچڑ کیوں اُچھالتے ہیں کیا دل سے اللہ کا خوف بالکل ہی جاتا رہا کیا صرف دنیا ہی کی واہ واہ اور نام و نمود کو سب کچھ سمجھ لیا ہے - موت برحق ہے اُس خدائے ذوالجلال کو منہ دکھانا ہے جس کی گرفت بہت ہی سخت اور عذاب بہت ہی دردناک ہے۔ اس لئے اصلاح قوم کے نام پر قیامت سے پہلے قیامت نہ برپا کیجئے۔ اس قدر تو آپ کو بھی احساس ہوگا کہ میلاد و اعراس میں آپ کو عوام کی کچھ کوتاہیاں نظر آئی ہوں گی جس کی بنا پر وہ زیادہ سے زیادہ آپ کی بھی نظر میں خاطی ہوں گے مگر کافر نہیں چونکہ ان کے عقیدہ میں کجروی نہیں ہے لیکن علمائے دیوبند کا جرم تو توہین نبوت کا ہے۔ جس کی وجہ سے آدمی خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ آپکو خاطی نظر آیا جو آپ کی نظر میں خاطی ہے مگر کافر نظر نہیں آیا۔ اصلاح اعمال کے لئے تو سر پہ قیامت اُٹھالی مگر اصلاح عقائد کے لئے چپ سادھ لی۔ اگر آپ کو خبر نہ ہو تو جن سے آپ کا سنگٹھن ہوا انھیں سے پوچھئے کہ ایمان مقدم ہے یا عمل خود آپ کے ساتھی براتی تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن شاہ عبدالرحیم نے لکھا ہے "صحیح عقائد مدار نجات ہیں۔ اعمال مدار نجات نہیں"
(اصول دعوت و تبلیغ صد ۶۴)

اب فرمائیے کیا کل خدا یہ نہ پوچھے گا کہ عرس و میلاد میں تو تم نے کیڑے نکالے وہاں تمہیں اندھیر ہی اندھیر نظر آیا مگر جن لوگوں نے میرے محبوب کو گاؤں کا چودھری مر کر مٹی میں ملنے والا اور ان کے میلاد کو کنہیا کے جنم کا سوانگ، اور علم مصطفےٰ کو جانوروں پاگلوں چوپاؤں ایسا لکھا ان کے بارے میں تم گونگے بہرے بن گئے بلکہ انھیں کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو کر لنگوٹیا ساتھی ہو گئے۔ بولئے اور سچ سچ بولئے اس وقت خدائے ذوالجلال کو آپ کیا جواب دیں گے؟ اگر آپ کو اپنے مولانا پیارے ہیں تو سرورِ کونین ہمارے ہی نہیں بلکہ پروردگار کے محبوب و پیارے ہیں۔ آج تو ہم آپ سے محاسبہ کر رہے ہیں کہ آپ نے ہمارے محبوب کی توہین کر کے ہمارا دل دکھایا ہے اور اپنا ایمان غارت کیا ہے لیکن کل میدان محشر میں داورِ محشر کا مواخذہ ہو گا تو کیا وہاں بھی حفظ الایمان کی عبارت کی صفائی میں نعت لیکر کھڑے ہو جاؤ گے کہ پروردگارا کہ ایسا معنی میں تشبیہ کے نہیں اتنا کے ہیں اور تمہارا ہی دوسرا بولے گا نہیں پروردگارا معنی میں اتنا کے نہیں بلکہ تشبیہ کے معنی میں ہے — وہ بھنگواں کا میدان مناظرہ[1] نہیں ہو گا بلکہ میدان قیامت ہو گا ناظرین کو حیرت ہو گی کہ یہ بھنگواں کیا ہے؟

لہٰذا جب سخن گسترانہ بات آہی گئی ہے تو لیجیے ہم آپ کو حالیہ مناظرہ کی مختصر سی روداد سنائے دیتے ہیں۔ جو یقیناً آپ کی دلچسپی اور معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا۔ ابھی گذشتہ برس ۲۵ جون ۱۹۷۱ء بھنگواں سکرولی ضلع گونڈہ میں علماء اہلسنت اور علماء دیوبند کے درمیان ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس کی ہلکی پھلکی سی روداد ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں

[1] حالانکہ بھنگواں کا میدان مناظرہ بھی آپ لوگوں کے حق میں میدان قیامت سے کم نہیں تھا

روداد مناظرہ بھنگواں سکرولی ضلع گونڈہ

منعقدہ از ۲۵ جون ۱۹۷۱ء تا ۲۶ جون ۱۹۷۱ء

اِدھر آؤ پیارے ہُنر آزمائیں ✦ تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

بھنگواں — ضلع گونڈہ کا کسی وقت ایک غیر معروف دیہات تھا لیکن اس مناظرہ کے بعد سے سُنی دنیا میں اُسے اتنی ہی شہرت حاصل ہوگئی ہے کہ جیسے کلکتہ اور بمبئی کو — مناظرہ سے متعلق ہم اہلسنت کا اصول یہ ہے کہ چھیڑو مت چھڑ جائے تو چھوڑو مت۔ چنانچہ اسی اصول پر ہم سب کا عمل درآمد ہے۔ ہم خواہ مخواہ چیلنج دینے کے عادی نہیں ہیں لیکن جب ہمیں چیلنج دیا جاتا ہے تو اُسے پوری فراخدلی اور خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ اس مناظرہ میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے — بھنگواں کے کسی قریبی گاؤں میں اہلسنت کا جلسہ تھا - اور سند المدرسین حضرت مولانا بدرالدین صاحب رضوی شریک تھے - - - - - - - - - - - کسی دیوبندی مولوی نے چیلنج مناظرہ دیا بعد میں مولانا بدرالدین صاحب نے اُسے تحریری شکل میں ضابطہ کے تحت لے لیا اور بات اس حد تک بڑھی کہ فریقین نے حلقہ کے تھانہ میں پہونچکر داروغہ وغیرہ کے دستخط سے اُسے بالکل قانونی شکل دے دی اور فریقین کی رضامندی سے ۲۵ جون ۱۹۷۱ء کی تاریخ اور مقام بھنگواں متعین ہوگیا۔ اور مولانا تھانوی کی یہی کفری عبارت جو "حفظ الایمان" میں ہے اسی کو موضوع مناظرہ قرار دیا گیا گویا مناظرہ

کا سب سے پہلا موضوع یہ تھا کہ علماء دیوبند اس کفری عبارت کو پہلے بے غبار ثابت کر دیں پھر اس کے بعد علم غیب کا ثبوت علماء اہلسنت سے متعلق ہوگا چنانچہ اس طے شدہ دستاویز کو فریقین نے اپنے اپنے دستخط سے ایک ہی مشترکہ پوسٹر میں شائع کر دیا۔ اور ضابطہ کے تحت اس کی ایک کاپی تھانہ "غالباً چھپیا تھانہ" ہے میں محفوظ کر لی گئی اور علیحدہ علیحدہ ایک ایک کاپی فریقین کو دیدی گئی پوسٹر شائع ہوتے ہی پورے علاقے میں ہلچل مچ گئی جس طرح پٹرول میں آگ لگے ایسے ہی یہ مناظرہ ہر طرف پھیل گیا۔

اولاً تو جلسہ اہلسنت کا تھا اس میں دیوبندی مولوی کو جانا ہی نہیں چاہئے تھا اور اگر گئے تھے تو سنتے مگر خاموش رہتے۔ یہ ہڑبونگ نہیں کرنی تھی لیکن یہ طبقہ اپنی فطرت سے مجبور ہے۔ جس علاقے میں اپنی مجارٹی دیکھے گا وہاں مناظرہ کے لئے لنگوٹ باندھ کر کھڑا ہو جائے گا۔ اس چیلنج کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔ جس جگہ یہ مناظرہ ہوا ہے وہاں کل بارہ ۱۲ گھر سنیوں کے اور مستقل پانچ گاؤں دیوبندیوں کے گویا سنیوں کی حیثیت دال میں نمک کی بھی نہیں۔ لیکن جو نسبت نمک کو دال سے ہے وہی سنیوں کو دیوبندیوں سے یعنی جس طرح کئی کیلو دال کے لئے نمک کی چند کنکریاں کافی ہیں بس ایسے ہی ہزاروں دیوبندیوں پر چند شیر دل سنی مجاہد بھاری بھر کم ہیں۔ آج تک دیوبندیوں نے اہلسنت کا مزاج ہی نہیں سمجھا۔ یہ سو جائیں تو بجلی کی تڑپ اور بادل کی گھن گرج بھی انھیں بیدار نہ کر سکے۔ اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے جب یہ کفن بردوش میدان میں اتر جائیں تو پہاڑ کی بلندی اور

سمندر کی آسمان چھوتی موجیں ان کے راہ کا روڑا نہ بن سکیں کہ وہ ہم ہی تھے کہ پہاڑوں کا کلیجہ روند کر اور سمندر کی موجوں کو چیر کر اپنا گھوڑا دوڑا کر دشمنوں کی کلائی موڑی ہے عشق کا جو جلال کبھی فاروق اعظم کی پیشانی پر ابھرا تھا آج ہم اس کے امین اور وارث ہیں۔ محبت کی جو شمع اویس قرنی نے جلائی تھی آج وہ ہمارے ہی فانوس عشق میں جگمگا رہی ہے دشمن کے کسی بھی پتھراؤ سے پہلے آبگینہ عشق چکنا چور ہوگا تب کہیں یہ ندا آگے بڑھ سکے گی۔ حسین کا خون میدان نینوا میں اس لئے نہیں بہا تھا کہ کربل کی پیاسی زمین اسے پی کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے بلکہ سبط پیمبر کا خون اس لئے بہا کہ وہ حسینیوں کے چہرے پر غازہ و سرخی بنکر چمکے۔ یاد رہے صدیق اکبر اور اویس قرنی نے جو شمع محبت جلائی تھی ہم اس کے محافظ و پاسبان ہیں اور ہم خالد و طارق کی یادگار ہیں نجد کی پیداوار نہیں ہیں۔ وہ نجدی ہی تھا جس نے مکہ اور مدینہ کے بے گناہ مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا تھا یہ یزیدیت ہے حسینیت نہیں ہے۔ تم یزیدی ہو ہم حسینی ہیں۔ تم نجدی اور وہابی ہو ہم قادری اور چشتی ہیں تمہاری راہ الگ ہماری راہ الگ غرضیکہ اکثریت کا یہی زعم باطل تھا جس نے چیلنج مناظرہ پر انھیں اکسایا اور ابھارا۔ ان کا گمان یہ تھا کہ اس دیوبندی دل میں نہ تو کوئی سنی عالم آئے گا اور نہ ہی عوام۔ اور اگر تھوڑے بہت آبھی گئے تو انھیں ہم کچا چبا ڈالیں گے مگر وہ اس حقیقت کو بھول چکے تھے کہ مناظر اعظم شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عارف حق شیخ طریقت حضرت علامہ صوفی شاہ یار علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پانچ گاؤں کے

اور دگر د عشق و محبت کے بہت سے شہر آباد کر دیئے ہیں۔ چنانچہ جب یہ مردان خدا شیر کی طرح گرجتے اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑتے ہوئے نکلے ہیں تو دیوبندیوں کا کلیجہ دہل گیا۔ اور پاؤں تلے زمین کھسک گئی۔ بہر کیف پوسٹر کی اشاعت کے بعد اب سنیوں نے اپنے علماء سے رابطہ پیدا کیا۔ ان میں دو ایسے مجاہد ہیں کہ تاریخ سُنیت انھیں ہمیشہ یاد رکھے گی۔ عالمِ جلیل جناب مولانا محمد صدیق صاحب منظری یا مظہری اور سپہ سالار سُنیت جناب عبدالغفار صاحب ان دونوں نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیا ہے جس نے خواص و عوام سبھی کا دل جیت لیا۔ اس غریب نے تو ایثار و قربانی کا دلوں پر وہ نقش چھوڑا ہے جو کبھی مٹ نہ سکے گا اس کی تفصیل آپ آئندہ سطروں میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

مناظرہ کی دعوت قبول کر لینے کے بعد میں ۲۴ جون کو ایک بجے شب فیض آباد پہنچا کتابوں کی نگرانی کے لئے عزیزم محبوب حشمتی کو میں نے کانپور سے بلوا لیا تھا تاکہ میری مصروفیات میں وہ کتابوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ مناظرہ میں اکثر نادر و نایاب کتابیں گُم ہو جاتی ہیں۔ سلطانپور شہر میں مولوی یونس خالدی سے میرا ایک مناظرہ ہوا تھا جس میں اس نے بُری طرح شکست کھائی جب سلطانپور کے دیوبندیوں نے اپنے مناظر کو ہارتے دیکھا تو یا پولیس المدد کا سہارا لیکر کوتوالی پہنچے فساد اور نقض امن کے بہانے فورس لے کر پہونچ گئے۔ جان چھوٹی لاکھوں پائے خیر سے بدھو گھر کو آئے۔ اس طرح یونس خالدی نے چھٹکارا حاصل کیا۔ چنانچہ جب یونس خالدی اپنی قیام گاہ کو چلے تو کچھ دور میں نے انھیں دوڑا لیا کہ اگر یہاں نقض امن کا اندیشہ ہے تو یہ مناظرہ کسی اور جگہ متعین کیا جائے

بس اتنی سی غفلت میں میری چند ایسی کتابیں غائب ہوگئیں جسے میں آج تک نہ حاصل کر سکا۔ فیض آباد پہونچکر میں سیدھے جامع مسجد ٹاٹ شاہ پہونچا خطیب شہیر مقرر گرامی مولانا قمرالزماں وہاں موجود تھے۔ میں نے عزیزم مولانا قمرالزماں سے کہا میرے ہمراہ مناظرہ میں چلئے انھوں نے کہا میں کئی دن سے غائب ہوں صبح روناہی جانا چاہیئے میں نے کہا کئی دن اور سہی لیکن صبح آپ کو چلنا ہے۔ انھوں نے منشا سمجھ لیا اور صبح میرے شریک سفر ہوئے پہلی بس سے ہم لوگ ہریا پہونچے اور وہاں پہونچتے ہی بھنان اسٹیشن کے لئے ایک جیپ کیا گھنٹہ، ۴۵ منٹ کے اندر ہم لوگ بھنان پہونچ گئے۔ لینے کے لئے کسی درسگاہ کے دو چار طالب علم آئے تھے لیکن قیامت یہ تھی کہ پولیس کا آرڈر تھا کہ مولانا صاحبان کو کوئی جیپ والا نہ لے جائے اس ڈر سے کوئی جیپ اور ٹیکسی والا تیار نہ ہوا۔ لائن پار ہم ایک پختہ مکان میں بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں لکھنؤ سے گورکھپور اور گورکھپور سے لکھنؤ جانے والی ٹرینیں پاس ہوئیں جس سے اب اپنے علماء اور طلباء وغیرہ کی تعداد تقریباً پچھتر ہوگئی۔ مولانا قمرالزماں نے ایک ٹرک والے سے رسم و راہ پیدا کی اور گھڑاہ جو بھنان سے تقریباً سات میل ہے پچاس روپیہ میں وہاں کے لئے طے کر لیا گیا۔ جس وقت ہم لوگ "گھڑاہ،، پہونچے تو موسلا دھار بارش ہو رہی تھی مفتی بدر الملتان صاحب میں اور مولوی قمرالزماں ڈرائیور کے بازو میں تھے اور بقیہ حضرات پیچھے ترپال کے نیچے بیٹھے تھے گھڑاہ پہونچکر میں نیچے اتر گیا اور دوسرے لوگوں کو آواز دی کہ آپ لوگ بھی اتر جائیے بلکہ ایک صاحب نے فرمایا کیا نظامی صاحب ایسا ہی ہوگا میں نے

کہا جی ہاں تقریر میں نہیں جانا ہے مناظرہ میں چلنا ہے۔ بس چند منٹ میں ٹرک خالی! اب ہمارے اور آسمان کے درمیان بارش کے سوا کوئی چیز حائل نہیں۔ علماء وطلباء اپنی اپنی شیروانی پائجامے صدری اور کرتے میں تر ابور صرف تین ۳ آدمیوں کو کتابوں کے بکس کی نگرانی کیلئے "گھڑار" میں چھوڑ دیا گیا بقیہ اب یہ ۸۰ اسّی آدمیوں کا قافلہ "بھنگواں سکرولی" کے لئے پیدل چل پڑا۔ بارش اپنے شباب پر اور مجاہدین کا یہ پیادہ پا قافلہ اپنی جوانی پر" آج اپنی جماعت کے بوڑھے بھی جوان نظر آرہے تھے" غرضیکہ بارش کو آج ایسے جوانوں سے سابقہ پڑا کہ وہ بھی پانی پانی ہوکر رہ گئی۔ اور غرور کا سارا نشہ ہرن ہوگیا" راستے کا نشیب و فراز اور بیچ بیچ چھوٹے بڑے گڈھے ندی نالے بھی ملے مگر دوڑ کا یہ عالم کہ ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتا تھا دن کے گیارہ ۱۱ بج چکے تھے اور بعد نماز جمعہ سے مناظرہ کا آغاز تھا اس لئے سب کی کوشش یہی تھی کہ جمعہ سے پہلے پہونچ جائیں تاکہ مناظرہ کا کوئی گوشہ چھوٹنے نہ پائے۔ میں پیدل چلنے میں بہت کمزور ہوں پورا قافلہ مجھ سے آگے بڑھ گیا محض دس پانچ آدمی میرا دل رکھنے کے لئے میرے دائیں بائیں آگے پیچھے تھے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ مفتی عبدالمنان صاحب مجھ سے آگے نہ جاسکیں لیکن وہ تفسیر کبیر کی چند جلدیں چادر تولیہ میں تہ بہ تہ پیٹے اور دوسرے ہاتھ میں چھتری لئے اتنے برق رفتار تھے کہ تقریباً ایک فرلانگ برابر مجھ سے آگے رہے لیکن یہ جنتی قافلہ بھی عجیب و غریب تھا چار پانچ میل کی مسافت گویا چشم زدن میں طے ہوگئی ہوتا یہ تھا کہ ان چھتر ۷۶ آدمیوں میں ہر دو چار منٹ بعد کوئی نہ کوئی پھسل کر ضرور گرتا۔ جیسے ایک گرا قہقہہ بلند ہوا

اس کے سنبھلتے سنبھلتے دوسرے صاحب پکے آم کیطرح لڑھک گئے دوسرا قہقہہ ابھی یہ سنبھلے نہیں کہ تیسرے صاحب ارا ارا دھام ۔ سب نے قہقہہ لگایا بس ہنستے ہوئے گرتے پڑتے یہ راہ طے ہوگئی۔ گویا ع آگئے در پہ ترے بیمار اٹھتے بیٹھتے

ہمارے اس قافلہ میں ارد گرد کے دیہات والے بھی شامل ہو گئے تھے میں نے ایک بڑے میاں سے پوچھا کہ آپ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ "سیدھے سادھے بھولے بھالے سفید ریش بول پڑے۔ " اے مولانا صاحب ہم رسول اللہ کی امت میں ہیں وہی ہماری قبر اور حشر میں کام آئیں گے جو لوگ ہمارے پیغمبر صاحب کی تعریف کرتے ہیں ان کا میلاد شریف پڑھتے ہیں اور ان کے لئے علم غیب مانتے ہیں ہم انھیں بریلوی مولینا لوگن[1] کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ ان دیو بندیوں کا ---- منہ کالا کرے جس پتری میں کھاتے ہیں اسی میں چھید کرتے ہیں۔ پیغمبر صاحب ہی کا کلمہ پڑھتے ہیں اور انھیں کو گالیاں بھی دیتے ہیں۔ آپ دیکھ لیجیئے گا دیو بندی سیار[2] سنی شیروں کے سامنے ٹک نہیں سکیں گے اے مولانا صاحب ہماری داڑھی دھوپ میں نہیں سفید ہوئی ہم نے حضرت مولانا حشمت علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرے میں دیوبندیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا ہے، سنا ہے اس میں بہت بڑے بڑے مولانا لوگ آرہے ہیں۔ اچھا یہ تو بتایئے مولانا! جنھوں نے "خون کے آنسو لکھی ہے وہ الہ آباد والے مولانا بھی آئیں گے یا نہیں ہم لوگوں نے سنا ہے کہ وہ آرہے ہیں اگر وہ آگئے تو انھیں کچا چبا ڈالیں گے یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا گئے ع مجھ سے بہتر ذکر میرا اُس محفل میں ہے "

[1] دیہاتی زبانی میں [2] بمعنی گیدڑ

میں نے کہا چلئے پتہ چل جائے گا پھر اُنھوں نے کہا وہ سلطان اجمل پوری یعنی اجمل سلطانپوری آئیں گے یا نہیں اگر وہ آجائیں گے تب تو ان کی نانی جائے گی۔ میں نے کہا بڑے میاں اجمل صاحب کیا کریں گے مناظرہ میں؟ ارے مولانا صاحب میں نے ان کا چوبیس ۲۴ نمبر سنا ہے وہ تو ایسی کھری کھری سناتا ہے کہ ان کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں۔ میں نے دریافت کیا بڑے میاں آپ مرید کس سے ہیں؟ یہ سنتے ہی بول پڑے بداؤن شریف کے پیر صاحب "یعنی عارفِ حق حضرت صوفی یار علی صاحب علیہ الرحمہ سے اور ہمارے خلیفہ صاحب " یعنی شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج صوفی محمد صدیق صاحب قبلہ " تو کئی دن سے موجود ہیں۔ اے مولانا صاحب ہمارے خلیفہ صاحب بہت غصّہ ور ہیں اگر دیوبندی بدمعاشی کریں گے تو خلیفہ صاحب ڈنڈا ہی ڈنڈا ماریں گے میں ان کے اس جملے پر ہنس پڑا۔ غرضیکہ انگڑائی لیتے نالے بل کھاتی ندّیاں گرجتے بادل، چمکتی بجلیاں، کہیں دلدل، کہیں چکنی زمین، کہیں پتلے مینڈ کہیں وحشناک گڑھے ان سب سے لڑتے جھگڑتے ہنستے بولتے ہم بھنگواں پہونچ گئے۔ اس قافلہ کے پہونچتے ہی نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت اہلسنت زندہ باد کے نعروں سے پوری فضا گونج اُٹھی۔ اس کا ایک نفسیاتی اثر یہ ہوا کہ موسلا دھار بارش میں اس قافلے کو آتے ہوئے جب دیوبندیوں نے دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے اور سوچنے پر مجبور ہوئے کہ فرسٹ کلاس اور پلین سے سفر کرنے والے بھیگتے بھاگتے ہانپتے کانپتے گرتے پڑتے اس طرح چلے آرہے ہیں گویا مناظرہ کے بھوکے پیاسے ہوں راستے کے ہندو حیران ہو کر کہتے ارے بھگوان یہ کیسی آگ لگی ہے کہ اتنی اچھی صورتیں

صاف ستھرے کپڑے، امیر کبیر گھرانے کے لوگ ننگے پاؤں، پیدل، پانی میں بھیگتے دوڑتے ہانپتے چلے جارہے ہیں۔ چنانچہ سیکڑوں کی تعداد میں خود ہندو بھی اس مناظرہ میں شریک تھے ہم لوگوں نے سب سے پہلے کپڑے تبدیل کئے نماز پڑھی اور ایک قافلہ کی شکل میں مناظرہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پولیس کا انتظامیہ دستہ کئی کئی دنوں پہلے ہی آچکا تھا۔ ان کے خیمے نصب تھے۔ اور داروغہ اپنے عملہ سمیت بالکل مستعد تھا۔ دو الگ الگ اسٹیج تھے۔ اہلسنت کا اسٹیج قبلہ رو تھا اور دیوبندیوں کے اسٹیج کا رُخ جانب مشرق! اسٹیج کا دایاں بایاں یہاں سے وہاں تک رسیّوں سے گھیر دیا گیا تھا۔ ٹھیک وسط میں دو گز زمین پولیس نے اپنے انتظامی سہولت کے لئے خالی چھوڑ دیا تھا۔ میدان مناظرہ سے جس طرف بھی رُخ کہ لمبے پتلے مینڈوں پر چھتری لگائے قطار اندر قطار قافلہ در قافلہ مسلمان چلے ہی آرہے تھے مجمع ہے کہ سیلاب کی طرح امنڈتا چلا آرہا ہے

اب علمائے اہلسنت بپھرے ہوئے شیروں کی طرح اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ چکے ہیں۔ سفید ریش، دراز قامت، گندمی رنگ، نورانی چہرہ، سادہ لباس گرجتی آواز بتاؤ یہ کون ہیں؟ —— یہ ہیں مناظر اعظم، بحر العلوم مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رئیس اعظم اڑیسہ۔ ان کے بازو میں سلطان المناظرین حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم کانپور پھر حسب ترتیب شہزادہ شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا مشاہد رضا خاں صاحب، مناظر اہلسنت حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب رئیس العلماء

حضرت مولانا الحاج محمد عتیق الرحمن افغانی صاحب قبلہ، رئیس المدرسین حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب، سند المدرسین حضرت مولانا بدر الدین صاحب، مولانا محمد حنیف قادری بھیر یکے بعد دیگرے، مولانا عبد اللہ خانصاحب، مولانا محمد اسلم صاحب، مولانا محمد طیب صاحب، مولانا جلال الدین صاحب مولانا نسیم بستوی صاحب، مولانا قدرت اللہ صاحب، مولانا قاری علی حسن صاحب مولانا محمد یونس صاحب، غرضیکہ اخیر میں جب علمار کی تعداد شمار کی گئی تو جس قدر شمار کر سکے ان کی تعداد ایک سو دس ہے انشاء اللہ تعالیٰ جب روداد مناظرہ شائع ہوگی تو اس میں ہر ایک کا نام و پتہ آپ دیکھ سکیں گے اور یہ بھی وہ تعداد ہے کہ نہ جانے کتنے علمار جا چکے تھے۔ اور سنّی درسگاہوں کے تقریباً چار سو طلبار اس مناظرے میں شریک ہوئے ہیں۔

اسٹیج کی دو کرسیاں برابر خالی رہیں۔ خطیب شہیر عزیزم مولانا قمر الزماں اور حضرت خلیفہ صاحب قبلہ کی، مولانا قمر الزماں ایک مجاہد کی طرح دوڑ دھوپ میں لگے تھے جو ڈیوٹی ان سے متعلق کی گئی تھی انھوں نے اُسے سولہ آنہ نہیں بیس آنہ انجام دیا ہے۔ مناظرہ میں ان کی پہلی شرکت تھی اس سے پہلے انھوں نے مناظرہ سُنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا ان کی دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ بالکل اسی میں گم ہو کر اپنے کو کھو چکے تھے اور جب بہت ہی تھک جاتے تو شیروانی جوتا پہنے کسی ٹوٹی چارپائی پر سو جاتے اور خلیفہ صاحب بالکل سیماب صفت کبھی چند منٹ کے لئے اسٹیج پر کبھی مریدوں کے جھرمٹ میں کبھی اس درخت کے نیچے کبھی اُس درخت

کے نیچے کبھی مطبخ کی دیکھ بھال اور کبھی ڈنڈا لئے دیوبندیوں کے اسٹیج کے قریب۔

"آبادیوں سے باہر ایک آم کا باغ مناظرہ گاہ ہے۔ بارش کی وجہ سے زمین بیٹھنے کے قابل نہیں۔ سارا مجمع کھڑا ہے۔ دیوبندیوں کے اسٹیج پر لاؤڈ اسپیکر پہلے ہی فٹ ہو چکا تھا۔ تقریباً ۲۵ یا ۳۰ منٹ کی تاخیر سے اپنے یہاں بھی لاؤڈ اسپیکر لگ گیا۔ ہر طرف سے خاموش کی صدائیں بلند ہوئیں بڑی مشکلوں سے مجمع پر قابو پایا گیا اب ہر طرف سناٹا اور خاموشی ہے اپنے علماء پورے تمکنت و وقار سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسٹیج کے سامنے اور ارد گرد بڑے بڑے بکس کتابوں سے بھرے ہوئے رکھے ہیں۔ اب گھڑی کا کانٹا وہاں پہونچا جہاں سے مناظرے کا آغاز ہونا چاہیئے۔ داروغہ نے اجازت دی کہ اب مناظرہ شروع کر دیا جائے۔ چونکہ یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ مناظرہ تحریری ہوگا اور سر فہرست حفظ الایمان کی کفری عبارت ہوگی۔ اپنی طرف سے فاضل اجل شہزادہ شیر بیشۂ اہلسنت مناظر اسلام حضرت مولانا مشاہد رضا خاں صاحب کو مناظر متعین کیا گیا قرآن مجید کی تلاوت اور نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اہلسنت کے اسٹیج سے سب سے پہلی تحریر حفظ الایمان کی عبارت پر بطور محاسبہ علماء دیوبند کو بھیجی گئی ہماری اس تحریر کو علمائے دیوبند نے لینے سے انکار کر دیا انھیں دوسری تحریر بھیجی گئی کہ حفظ الایمان کی عبارت پر ہمارے فاضل مناظر نے جو مطالبہ کیا ہے وہ تحریر واپس کیوں کی گئی۔

اختلاف کا آغاز

جواب آیا کہ مناظر علماء نہیں ہوں گے بلکہ یہاں کے مقامی فریقین جنہوں نے مناظرہ طے کیا ہے وہ آپس میں مناظر ہوں گے۔ یہ خبر پورے میدان مناظرہ میں چنگاری کی طرح پھیل گئی اور اچانک ایک شور برپا ہوا۔ علماء دیوبند ہار گئے دیوبندی مُلّے غدار ہیں، دیوبندیوں کی ہار ہے۔ یکایک عوام میں ایسی بے چینی پھیل گئی کہ ہر طرف ایک ہنگامہ اُٹھ گیا۔ اسٹیج سے خاموشی کی آواز بلند ہوئی پھر مجمع پر سناٹا طاری ہو گیا۔

اب یہ بھی سُن لیجئے کہ دیوبندیوں کے اسٹیج پر کون کون صاحبان براجمان ہیں دارالعلوم دیوبند کے نائب مفتی مولوی ارشاد احمد سفیر دارالعلوم دیوبند، مولوی نور محمد ٹانڈوی، مولوی کلیم اللہ بہرائچی کچھ اور غیر معروف لوگ تھے معلوم یہ ہوا تھا کہ چند غیر مقلد علماء بھی دیوبندیوں کے اسٹیج پر موجود ہیں۔

علماء دیوبند نے جب یہ جواب دیا کہ مناظر علماء نہیں ہوں گے بلکہ دیہات کے فریقین جنہوں نے مناظرہ طے کیا ہے تو ضابطہ کے تحت اپنے اسٹیج سے اپنا سوال اور علماء دیوبند کا جواب عوام کو سُنایا جانے لگا تاکہ مناظرہ کی کاروائی سے مجمع بے خبر نہ رہے اور اصول و ضابطہ بھی یہی ہے ورنہ ہزارہا ہزار کی تعداد میں عوام کے آنے سے فائدہ کیا؟

نہ پوچھئے۔ بس جیسے ہی اس کا اعلان ہوا علماء دیوبند نے ایک قیامت برپا کر دی، تحریر نہیں سُنائی جائے گی، تحریر نہیں سُنائی جائے گی، تحریر نہیں سُنائی جائے گی۔ شور اور ہنگامہ سے پورا مجمع منتشر ہو گیا اب جتنے منہ اتنی بات۔

عوام علیحدہ شور مچا رہے ہیں کہ تحریر نہیں سُنانی تھی تو ہمیں کیوں بلایا گیا، حتیٰ کہ خود ان کے عوام اپنے علماء کی زیادتی پر چلا اُٹھے ارے صاحب یہ بھی کوئی مناظرہ ہے علماء آپس میں ایک دوسرے کو تحریر بھیجتے رہیں اور ہم حالات سے بالکل بے خبر خاموش بیٹھے رہیں اگر ہمیں بعد میں مناظرہ کی روداد ہی پڑھنی ہے تو نہ جانے کتنی روداد مناظرہ پڑھ چکے ہیں مقصد تو ہمارے آنے کا یہ ہے کہ ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ کون کتنے پانی میں ہے اور کون حق و صداقت کی بات کر رہا ہے بہرحال علماء دیوبند کے اس اعلان پر کہ تحریر نہیں سُنائی جائے گی مجمع بالکل منتشر ہو گیا اور لوگ علیحدہ علیحدہ ٹولیوں میں بٹ کر علماء دیوبند کی اس ضد اور ہٹ دھرمی پر تبصرہ کرنے لگے۔ ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم بھی آئے تھے جب اُنھیں یہ بتایا گیا کہ دیوبندی مولانا صاحبان یہ کہہ رہے ہیں کہ تحریر مجمع میں سُنائی نہ جائے تو اُنھوں نے دانت تلے انگلیاں دبالیں اور کہا ارے رام یہ کیا غضب ہے اتنے ہندو مسلمان تو مناظرہ سننے کے لئے آئے ہیں اور یہ پڑھے لکھے لوگ ایسی جہالت کی باتیں کر رہے ہیں ہو نہ ہو دال میں نمک کالا ہے! ہم لوگ سمجھ گئے کہ خود ان لوگوں کو اپنی باتوں پر بھروسہ نہیں ہے ورنہ جس جی داری سے وہ ,,بریلوی علما،، اپنی تحریر سُنانے کہہ رہے ہیں اگر یہ لوگ حق اور سچائی پر ہوتے تو یہ بھی یہی کہتے کہ ہماری تحریر بھرے مجمع میں سُنائی جائے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی بات بھانت بھانت کی بولی ہے عوام الگ اپنی ٹولیاں بنائے آستین اُٹھائے برہمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہمارے اسٹیج پر لاؤڈ اسپیکر سے مطالبہ ہو رہا ہے

کہ فریقین کی تحریر عوام کو سُنائی جائے تاکہ عوام اندھیرے میں نہ رہیں اور دیوبندی علماء لاوڈ اسپیکر سے شور مچا رہے ہیں کہ تحریر ہرگز نہ سُنائی جائے گی۔ بہت سے سمجھدار باہوش ہندو اچنبھے میں پڑ گئے کہ کیا ایسے پڑھے لکھے لوگ بھی ایسا ناٹک کرتے ہیں کہ ہزاروں کا مجمع اکٹھا کر لیا اور آخر میں یہ کہتے ہیں کہ ہماری تحریر عوام کو نہ سناؤ پھر سب کو بلایا کس لئے بہت سے بوڑھے ہندو علماء اہلسنت کے اسٹیج کے قریب آئے اور مجاہد ملّت و مفتی اعظم کانپور وغیرہ کی نورانی شکلیں دیکھ کر بے ساختہ کہنے لگے ارے مہراج! آپ لوگوں کو بھگوان نے دیوتا بنا کر بھیجا ہے اور وارفتگئ شوق میں ان لوگوں نے آگے بڑھ کر علماء اہلسنت کے قدموں کو چوما چنانچہ جس قدر بھی غیر مسلم پہلے منتشر تھے اب وہ سمٹ کر ہمارے اسٹیج کے قریب آگئے۔ اور اس طرف کھڑے ہو کر علماء دیوبند پر لعنت و ملامت برسانے لگے۔ وہ لوگ اپنی زبان میں کہتے۔ اِہُو کُو نُو آدمی ہُوئیں ان سے اچھا تو جاہل گنوار اِنھیں مولانا کے بنائیں۔

بہرحال علماء دیوبند کی ان دو حرکتوں نے ان کو بالکل ہی ننگا کر دیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ علماء مناظرہ نہیں کریں گے بلکہ اسی دیہات کے کچھ لکھے پڑھے یا انگوٹھا چھاپ! اور دوسری بات یہ کہ فریقین کی تحریریں سنائی نہیں جائیں گی۔ ان کے اس مطالبے اپنے بیگانے عوام و خواص سب نے علماء دیوبند کی شرمناک شکست و فرار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور ہر شخص یہی کہتا تھا کہ بس اتنی سی بات علماء دیوبند کی ہار اور علماء اہلسنت کی

جیت کے لئے بہت کافی ہے۔ اس سے سمجھ میں آگیا کہ کس کا پلہ بھاری ہے اور کس کا ہلکا! اور کون سچا ہے اور کون جھوٹا! کون حق پر ہے اور کون گمراہی پر۔ اس کے بعد اب یہی آوازہ عام ہوگئی کہ اب مناظرے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم نے مناظرہ سے پہلے ہارنے اور بھاگنے والوں کو اپنے ماتھے کی آنکھ سے دیکھ لیا اور علماء دیوبند یہی چاہتے بھی تھے کہ ایسا شوشہ چھوڑو جس سے ہر بونگ مچ جائے تاکہ بھری محفل میں ہمارے اکابر کا کفر نہ ظاہر ہونے پائے ورنہ رسوائی اور بدنامی کی کالکھ ہمیشہ کے لئے چہروں پر لگ جائے گی۔ اگر اس طرح مناظرہ ختم ہوگیا تو ہمارے منہ میں بھی یہ کہنے کیلئے زبان ہوگی کہ ہم مناظرہ کروانے تو گئے تھے مگر علمائے بریلی نے کیا ہی نہیں لہذا بات ڈھکی چھپی رہ جائے گی اور کچھ بھرم باقی رہ جائے گا۔ اور یہاں ہم لوگ آخری فیصلہ کر چکے تھے کہ انھیں پہلے ضابطہ کا پابند بنانے کی کوشش کی جائے اور اگر یہ نہ مانیں تو بہر نوع انھیں چھوڑا نہ جائے اب جب کہ یہ پھنس گئے ہیں تو انھیں اچھی طرح ننگا کر دیا جائے تاکہ آئندہ جب یہ مناظرہ کا نام سنیں تو ان کا کلیجہ کانپ جائے! چنانچہ ہم اخیر وقت تک اس کی کوشش کرتے رہے کہ علماء دیوبند اپنی اس بیجا ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اپنی دونوں شرطوں کو واپس لے لیں لیکن وہ یہ طے کر چکے تھے کہ اس بہانے ان لوگوں کو مشتعل کر کے مناظرہ درہم برہم کر دیا جائے۔

اس مقام پر یہ جان لینا ضروری ہے کہ یہ پہلے سے ان کا طے شدہ پلان نہیں تھا ورنہ اگر ایسا ہوتا تو دیوبند کا نائب مفتی نہ آتا مولوی ارشاد اور مولوی نور محمد

کو کیوں بلایا جاتا اور اگر گپ چپ خاموش مناظرہ طے ہوتا تو لاوڈ اسپیکر کا آرڈر نہ دیا جاتا پہلے ہی متعین تھا کہ علمار مناظرہ کریں گے اور لاوُڈ اسپیکر کے ذریعہ تحریریں سنائی جائیں گی۔ لیکن یہ ڈرامائی شکل اس وقت اختیار کی گئی جب اُنھوں نے اپنی امیدوں کے خلاف ہمارے علمار، طلبار، عوام اور خواص کی بھیڑ بھاڑ دیکھی چونکہ ان کا اپنا خیال یہ تھا کہ ہمارے پانچ گاؤں کی آبادی میں نہ کوئی عالم آئے گا اور نہ پبلک لہذا ہم زیادہ ہوں گے اور وہ کم بس چٹکی بجاتے اُنھیں تتر بتر کر کے اپنی دھاندلی سے مناظرہ ختم کر کے اپنی فتح کا اعلان کر دیں گے۔ مگر جب اُنھوں نے اہل سنت کا ٹڈی دل لشکر دیکھا تو اوسان خطا کر گئے اور علمار خود اپنے میزبانوں سے اُلجھ گئے کہ تم نے تو دیوبند میں یہ کہا تھا کہ وہ ہمارا ایسا علاقہ ہے جہاں وہشت کے مارے کوئی سُنی آ نہیں سکتا تم نے ہم لوگوں کے ساتھ دھوکہ کیا اور دغابازی کی۔ خود ان کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی اس لئے فوراً ان لوگوں نے طے کیا کہ ایسی شرطیں لگاؤ جس سے اشتعال پیدا ہو اور تو تو میں میں کے بعد مناظرہ ٹھپ ہو جائے۔ چنانچہ جب شور و ہنگامہ اپنے شباب پر آ گیا تو داروغہ نے فریقین سے ایک ایک نمائندہ طلب کیا تا کہ اس کے روبرو گفتگو ہو لہذا ایک نمائندہ علمائے دیوبند نے اپنا بھیجا اور اہلسنت نے اپنی طرف سے مجھے بھیجا۔

اب سختی سے اعلان کر دیا گیا کہ مجمع بالکل خاموش ہو جائے تاکہ فریقین کے نمائندے داروغہ کے سامنے اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔ اب مجمع بالکل خاموش ہے مناظرہ گاہ کا وہ درمیانی حصّہ جسے پولیس نے انتظامی سہولت کے پیش نظر

اپنی گشت کے لئے خالی کر لیا تھا اب ہم وہاں پہونچ گئے بیچ میں داروغہ ایک طرف اُن کا نمائندہ اور اس طرف میں ـــــ اب ہماری گفتگو شروع ہو گئی۔

داروغہ صاحب میری طرف مخاطب ہو کر فرمایئے آپ کا مطالبہ کیا ہے ؟

نظامی :ـ میرا مطالبہ یہ ہے کہ فریقین کی جو تحریریں ایک دوسرے کو موصول ہوں انھیں یہ حق دیا جائے کہ اُسے وہ لاوڈ اسپیکر پر پڑھ کر سُنادیں تاکہ عوام مناظرہ کی کاروائی سے باخبر ہوتے رہیں نہ ان کے عوام غافل ہوں اور نہ ہمارے۔

داروغہ :ـ دیوبندی نمائندہ کی طرف مخاطب ہو کر "اب اس پر آپ کو کیا کہنا ہے"۔

دیوبندی نمائندہ :ـ جی ہاں میرا کہنا یہ ہے کہ مناظرہ کے لئے فریقین کے دستخط سے باضابطہ پوسٹر شائع ہو چکا ہے اور اس میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ تحریریں سُنائی جائیں لہذا ہماری درخواست ہے کہ ہم دونوں اُس پوسٹر کی پوری پوری پابندی کریں۔

داروغہ :ـ میری طرف مخاطب ہو کر "اب آپ کو کیا کہنا ہے ؟"

نظامی :ـ بات بظاہر معقول ہے مگر یہ تصویر کا ایک ہی رُخ ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ اگر محض اس بنیاد پر تحریر نہ سُنائی جائے چونکہ پوسٹر میں تحریر کے سُنائے جانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تو ہم یہ گذارش کریں گے کہ پوسٹر میں ہمیں یہ دکھایا جائے کہ "تحریر نہ سُنائی جائے گی"، یہ کہاں ہے۔؟ جب پوسٹر

ہی کی حرف بہ حرف پابندی کرنی ہے تو اس کی پوری پابندی ہونی چاہیئے
لہذا معلوم ہوا کہ تحریر سُنائی جائے یا تحریر نہ سنائی جائے ان دونوں پائنٹ
پر پوسٹر خاموش ہے ۔ اس لئے پوسٹر کی پابندی کو حیلہ بنانا درست نہیں ہے
داروغہ :۔ دیوبندی مولوی سے مخاطب ہو کر "کیا آپ پوسٹر میں ایسا دکھا سکتے
ہیں کہ تحریر نہ سنائی جائے "

دیوبندی مولوی :۔ جی نہیں

داروغہ :۔ پھر آپ ایسا مطالبہ کیوں کر رہے ہیں

دیوبندی مولوی :۔ ہم اس لئے مطالبہ کر رہے ہیں کہ مجمع بہت زیادہ ہے
اندیشہ ہے تحریر سُنانے کے بعد کہیں پبلک میں اشتعال نہ پیدا ہو کہ جس سے
فساد ہو جائے ۔

داروغہ :۔ میری طرف مخاطب ہو کر "بات تو بالکل سچ اور معقول ہے "

نظامی :۔ حیرت اور تعجب ہے کہ آپ ایسی غیر معقول بات کو معقول کہہ رہے ہیں

داروغہ :۔ ہکا بکا ہو کر " اس میں کون سی غیر معقولیت ہے ۔

نظامی :۔ اس میں معقولیت نہیں بلکہ آپ پر حملہ ہے

داروغہ :۔ مجھ پر کیا حملہ ہے ؟

نظامی :۔ ان کا یہ کہنا کہ تحریر سُنانے کے بعد فساد کا اندیشہ ہے تو گویا بہ الفاظ
دیگر ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ سب لوگ بالکل ناکارہ ہیں یعنی آپ نہ تو
فساد روک سکتے ہیں اور نہ ہی امن برقرار رکھ سکتے ہیں ۔ اس لئے جناب

کا یہ جملہ آپ کے انتظامیہ پر شدید حملہ ہے۔ لہذا آپ انھیں سمجھائیے اور مطمئن کیجیئے کہ فساد کا روکنا اور امن کا برقرار رکھنا میرا ذمہ ہے۔ اور اگر آپ کو اس میں کوئی ہچکچاہٹ ہو تو اپنے عوام کی ذمہ داری ہم لئے لیتے ہیں اگر ہماری طرف شور و غل ہو تو ہمارا ہاتھ اور آپ کی ہتھکڑی اور اگر ان کے مجمع میں ہڑبونگ ہو تو ان کے ہاتھوں میں آپ کی ہتھکڑی۔

داروغہ ـــ دیوبندی مولوی کی طرف مخاطب ہو کر "کیئے کیا آپ اس کی ذمہ داری لیتے ہیں"؟

دیوبندی مولوی ـــ ہرگز نہیں! ہم اپنے عوام کی طرف سے اس قسم کی کوئی ذمہ داراری قبول نہیں کر سکتے۔

داروغہ:- "آپ کو اپنے عوام پر بھروسہ نہیں ہے یا آپ کے عوام کو آپ پر اعتماد نہیں ہے"؟ ۔

نظامی:ـــ غالباً کسی کو کسی پر بھروسہ نہیں ہے نہ تو انھیں اپنے عوام پر اور نہ ہی عوام کو ان پر ۔

دیوبندی مولوی: داروغہ صاحب آپ انہیں روک دیجئے دیکھئے میرا مذاق کر رہے ہیں۔

داروغہ:ـ بے ساختہ مسکرا دیئے۔ "اچھا اب آپ ہی لوگ کوئی حل تلاش کیجئے۔

نظامی: ـ میری تجویز یہ ہے کہ جب پوسٹر میں تحریر سنائی جانے یا نہ سنائی جانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تو ایسا ہو کہ ایک دن کا مناظرہ گپ چپ خاموش ہو یعنی تحریر نہ سنائی جائے اور دوسرے دن کا مناظرہ بولتا ہوا۔ یعنی تحریر سنائی جائے۔

داروغہ:۔ بے ساختہ بول پڑے کہئے مولانا کیا یہ تجویز منظور ہے؟

دیوبندی مولوی:۔ "ارے داروغہ صاحب اس میں سُنانے یا نہ سنانے کا کوئی تذکرہ ہو یا نہ ہو مگر یہ تو ہے کہ مناظرہ تحریری ہو گا لہذا ہم اس کے پابند ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے"۔

داروغہ:۔ میری طرف مخاطب ہو کر "اب آپ کیا کہتے ہیں"؟

نظامی:۔ "تحریری مناظرہ کا مطلب اُنھوں نے نہیں سمجھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تحریر نہ سنائی جائے بلکہ تحریر کی قید اس لئے لگا دی گئی ہے تاکہ طرفین کا کوئی مناظر اپنی کسی بات سے انکار نہ کر سکے۔

داروغہ:۔ "اس کا کیا مطلب"؟

نظامی:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زبانی مناظرہ میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً میں نے یہ کہا کہ جناب نے جو بات کہی ہے وہ بالکل سراسر جھوٹ ہے یا الزام و بہتان ہے اور اگر سچ ہے تو اس پر دلیل قائم کیجیئے تو ہمارا مدِ مقابل مناظر اپنی تقریر میں یہ کہے گا کہ جناب میں نے تو کہا ہی نہیں تھا آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ اس لئے کہی ہوئی بات میں انکار کی گنجائش رہتی ہے لہذا اس کا دروازہ بند کرنے کے لئے تحریر کی قید لگا دی گئی تاکہ کوئی مناظر اس قسم کی دھاندلی نہ کر سکے۔ زبانی مناظرہ میں تو اس کا امکان ہے مگر تحریر میں آدمی جکڑ اُٹھتا ہے اور پابند ہو جاتا ہے۔

داروغہ:۔ دیوبندی مولوی سے مخاطب ہو کر "کیوں مولانا بات تو صحیح ہے۔

دیوبندی مولوی :۔ جی ہاں بات تو صحیح ہے مگر چونکہ پوسٹر میں سنانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لہذا ہم پوسٹر کی پابندی کریں گے ۔

نظامی :۔ مرغے کی وہی ایک ٹانگ ۔

دیوبندی مولوی :۔ میری بات کاٹ کر دیکھئے داروغہ صاحب یہ پھر مذاق کرنے لگے ۔

داروغہ :۔ سنجیدہ ہو کر ۔ آپ لوگ مولانا صاحبان ہیں خود کوئی فیصلہ کر لیجیئے تو بہتر ہے ہم تو انتظام کے لئے آئے ہیں ۔ پبلک پریشان ہے ۔

نظامی :۔ داروغہ صاحب ایسا ہو کہ پہلے ہمارا اور ان کا مناظرہ اس موضوع پر ہو جائے کہ تحریری مناظرہ کا مطلب کیا ہے ۔ سنایا جائے یا نہ سنایا جائے ۔ اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ تحریری مناظرہ کا مفہوم یہ ہے کہ اُسے سنایا جائے تو بولتا مناظرہ ہو اور اگر یہ ثابت کر دیں کہ تحریری مناظرہ کا مطلب یہ ہے کہ تحریر نہ سنائی جائے تو گپ چپ خاموش مناظرہ ہو ۔

دیوبندی مولوی :۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا ؟

نظامی :۔ اس کا فیصلہ عوام کریں گے ۔ یہ کئی ہزار کا مجمع حکم اور ثالث ہے میری اور آپ کی گفتگو کے بعد فیصلہ عوام کے سپرد ہو جائے گا ۔

داروغہ :۔ کہیئے جناب یہ تجویز آپ کو منظور ہے ۔

دیوبندی مولوی :۔ جی نہیں ۔

داروغہ :۔ کیوں

دیوبندی مولوی :۔ پبلک تو یہی چاہتی ہے کہ تحریر سُنائی جائے لہذا ہم اُسے اپنا حکم کیسے مان سکتے ہیں۔

داروغہ : صاحب ہنس پڑے۔ گویا آپ وہی کام کرنا چاہتے ہیں جو پبلک کی مرضی کے خلاف ہو۔

دیوبندی مولوی :۔ ہم نے عوام کو بلایا کب ؟ جو ان کی مرضی کی ہم پابندی کریں

نظامی :۔ یہ جھوٹ ہی نہیں بلکہ عوام کے ساتھ کُھلا ہوا فریب بھی ہے۔

دیوبندی مولوی :۔ نظامی صاحب سنبھل کر بولئے آپ ہم پر الزام لگا کر ہمیں فریبی بنا رہے ہیں۔

نظامی :۔ میں آپ کو فریبی نہیں بنا رہا ہوں بلکہ آپ ایک حقیقت کو بھول چکے ہیں یا تجاہل عارفانہ برت رہے ہیں اس لئے میں اُسے بتا کر آپ کو یاد دلا رہا ہوں۔

داروغہ :۔ وہ کیا ؟

نظامی :۔ جناب کا یہ کہنا کہ میں نے عوام کو بلایا کب ؟ یہ جھوٹ اور فریب نہیں تو اور کیا ہے ؟ اگر عوام کو بلانا مقصود نہ ہوتا تو پوسٹر کیوں شائع کیا گیا ؟ پوسٹر گلے پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہا ہے کہ بھنگواں چلو۔ بھنگواں چلو۔ چنانچہ گونڈہ، بستی ہی کے نہیں بلکہ لکھنو۔ کانپور۔ بنارس۔ فیض آباد سلطانپور۔ شہڈول۔ وغیرہ تک کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ فیض آباد کے سُنی مسلمانوں نے تو پوری بس ریزرو کرائی۔ حد یہ کہ بمبئی تک کے لوگ

آئے ہوئے ہیں۔ الحاج محمد ہاشم (ناز فرنیچر) پر جب میری نظر پڑی تو اچنبھے میں آگیا میں نے دریافت کیا ارے حاجی ہاشم کیسے ؟ تو فرمایا مناظرہ کا پوسٹر دیکھا بمبئی سے چلا آیا۔ جمدا شاہی سے شمس الحق علیمی پورا قافلہ لے کر آئے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ ابھی بمبئی نہیں گئے تو فرمایا کہ محض مناظرہ کی وجہ سے ٹھہر گئے۔ میں نے کہا دارو غہ صاحب عوام کے جوش و خروش کا یہ عالم ہے کہ بمبئی میں کاروبار خراب ہو رہا ہے مگر آگئے تو مناظرہ کی وجہ سے گئے نہیں اور بعضوں نے بمبئی میں مناظرہ کا پوسٹر دیکھا تو کاروبار چھوڑ کر چلے آئے اب آخر بن بلانا کسے کہا جاتا ہے

دیوبندی مولوی :۔ جی نہیں پوسٹر عوام کو بلانے کے لئے نہیں بلکہ چندہ کی غرض سے شائع کیا گیا ہے اگر ہم پوسٹر نہ شائع کرتے تو روپیہ کیسے اکٹھا ہوتا ؟

اس پر بہت زور کا قہقہہ لگا۔

نظامی :۔ اچھا یہ تو فرمائیے کہ آپ کا کوئی عالم مناظرہ کیوں نہیں کر رہا ہے ؟

دیوبندی مولوی :۔ علماء بلائے نہیں گئے بلکہ مناظرہ کا پوسٹر دیکھا خود چلے آئے۔

نظامی :۔ اچھا تو آپ کے علماء بن بلائے مہمان ہیں غالباً لاوڈاسپیکر بھی خود ہی چلا آیا ہے۔ پھر قہقہہ.....

دیوبندی مولوی :۔ یہ کیا مطلب لاوڈاسپیکر بن بلائے کیسے آئے گا ؟

نظامی :۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جس طرح علماء بغیر بلائے آگئے ہیں تو آپ ان سے مناظرہ نہیں کروا رہے ہیں اگر آپ کی دعوت پر آتے تو آپ انھیں مناظر بناتے اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ لاوڈاسپیکر والا بھی آپ کے آرڈر بغیر

لیکن چلا آیا اسی لئے آپ اُسے بھی نہیں استعمال کر رہے ہیں کہ اس پر تحریر نہ سُنائی جائے اور اگر آپ کے آرڈر پر آیا ہوتا تو آپ اسے استعمال کرتے ۔

دیوبندی مولوی :- جی نہیں لاوڈ اسپیکر کا آرڈر بہت پہلے بُک کر دیا تھا پھر قہقہہ .....

نظامی :- تو کیا آرڈر اسی لئے دیا تھا کہ وہ لگا تو رہے مگر اس پر بولا نہ جائے یہ آپ کی الٹی منطق اپنی سمجھ سے باہر ہے ۔

دیوبندی مولوی :- داروغہ صاحب بات یہ ہے کہ لاوڈ اسپیکر چندہ کی رقم سے نہیں آیا بلکہ ایک صاحب نے کہدیا تھا کہ لاوڈ اسپیکر کی ذمہ داری میری ہے ۔ یہ ان کی طرف سے ہے ۔

نظامی :- جب خاموش مناظرہ مقصود تھا تو آپ کو ان سے کہہ دینا تھا کہ مناظرہ میں لاوڈ اسپیکر کی ضرورت نہیں پڑے گی لہذا نقد روپیہ چندہ میں دیدیجیئے ۔

دیوبندی مولوی :- اس وقت یہی طے تھا کہ تحریر سُنائی جائے گی ۔

نظامی :- تو پھر اسوقت رائے کیوں بدل گئی ۔

دیوبندی مولوی :- ابھی جب ہم لوگوں نے غور سے پوسٹر پڑھا تب سمجھ میں آیا کہ اس میں سُنانے کا تذکرہ نہیں ہے لہذا قانون کی خلاف ورزی نہ کی جائے ۔

نظامی :- یہ قانون دستور ہند کا نہیں ہے یہ تو ہمارا اور آپ کا باہمی مجھوتہ ہے چشم روشن دلِ ماشاد ،

آیئے داروغہ صاحب کے سامنے ہم دونوں تحریر سنانے کا اقرار کریں اور مناظرہ شروع ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی اقرار کر لیں کہ عوام نہیں بلکہ علماء مناظر ہوں گے اور اس میں فریقین کو اختیار ہے کہ وہ جسے چاہیں اپنا مناظر منتخب کر لیں۔

دیوبندی مولوی :۔ پوسٹر میں یہ کہاں ہے کہ علماء مناظر ہوں گے؟

نظامی :۔ پوسٹر میں یہ کہاں ہے کہ مقامی فریقین مناظر ہوں گے؟

داروغہ :۔ کیا پوسٹر میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں؟

نظامی :۔ میں نے شمار کر کے بتایا کہ پوسٹر میں چودہ جگہ لفظ "مناظرہ" ہے مگر "مناظر" کا لفظ ایک جگہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے پوسٹر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فریقین مناظر ہوں گے۔ علاوہ ازیں طے ان امور کو کیا جاتا ہے جس میں نزاع یا اختلاف ہو یہ کوئی اختلافی مسئلہ تو ہے نہیں اسے تو بھی جانتے ہیں کہ مناظر علماء ہی ہوں گے اس لئے اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ بالکل یہی حال تحریر سنانے کا ہے اس لئے اس کی طرف بھی توجہ نہیں کی گئی۔

داروغہ :۔ کیا یہ سچ ہے کہ پوسٹر میں مناظر کا کوئی تذکرہ نہیں؟

دیوبندی مولوی :۔ جی ہاں

داروغہ :۔ تو پھر آپ کے علماء کیوں نہیں مناظرہ کرتے؟

دیوبندی مولوی :۔ ہم نے علماء کو مناظرہ کے لئے نہیں بلوایا،

نظامی :۔ آپنے نہ تو علماء کو بلوایا اور نہ لاوڈ اسپیکر کا آرڈر دیا تو پھر اتنا لمبا چندہ کس کے لئے کیا ؟ ——— پھر قہقہہ ....

داروغہ صاحب :۔ خیر چھوڑیئے آپ نے مناظرہ کے لئے نہیں بلوایا لیکن آگئے ہیں اب اگر وہ مناظر ہوجائیں تو کیا حرج ہے۔ ہم لوگوں کو بھی مزہ آتا۔

نظامی :۔ داروغہ صاحب مزہ تو جب آتا کہ تحریر سنائی جائے جب تحریر ہی نہیں سنائی جائے گی تو آپ کو کیا خبر کس نے کیا لکھا ہے اس لئے آپ انھیں راضی کیجئے کہ مناظر علماء ہوں اور تحریر سنائی جائے۔

داروغہ صاحب :۔ مولانا بات تو دونوں ہی مناسب ہیں مان لیجئے اور مناظرہ شروع ہوجائے۔

دیوبندی مولوی :۔ ہمیں تو انھیں دونوں باتوں کے ماننے سے روکا گیا ہے۔ پھر قہقہہ

نظامی :۔ گویا آپ مسائل کو حل کرنے نہیں آئے ہیں آپ مجبور محض ہیں لہذا داروغہ صاحب میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ ان کی جماعت کا ایسا نمائندہ طلب کیجئے جسے اتنا اختیار ہو کہ حق و انصاف کی روشنی میں وہ حقائق کو قبول کر سکے۔

داروغہ :۔ اچھا آپ اپنے اسٹیج پر تشریف لے چلیں میں پھر ان لوگوں سے مل کر گفتگو کرتا ہوں اور وہ لوگ جو جواب دیں گے ہم اس سے آپ لوگوں کو باخبر کردیں گے۔

اس کے بعد میں اپنے اسٹیج پر واپس آیا اور اپنے علماء و عوام کو اس گفتگو سے باخبر کر دیا۔ گویا یہ وہ وقفہ ہے کہ نہیں کہا جاسکتا کہ مناظرہ ہو بھی سکے گا یا نہیں؟ عوام میں کھلبلی اور بے چینی ہے۔ بہت سے لوگ اداس ہو کر بیٹھ گئے۔ کتنے وہ ہیں جن کی پلکیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی ہیں ایک بہت بڑا جتھا بھرا ہوا مشتعل ہے۔" داروغہ دیوبندی اسٹیج کے قریب گیا مختصر سی گفتگو کے بعد اب وہ اپنے

کیمپ میں گیا اور مقامی لیڈر و پردھان اور دیوبندی علماء کے نمائندے بھی پولیس کیمپ میں پہونچ گئے یہ گفتگو قطعی طور پر رازدارانہ رہی۔ کافی تاخیر سے داروغہ صاحب نے آکر اطلاع دی کہ وہ لوگ کسی طرح بھی آپ کی شرطیں ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ نہ تو ان کا کوئی عالم مناظر ہوگا اور نہ ہی وہ تحریر سنانے دینے پر راضی ہیں۔ داروغہ صاحب نے کہا میرا اپنا خیال یہی ہے کہ مناظرہ ختم کر دیا جائے۔

متفقہ طور پر ہمارے علماء نے یہ جواب دیا کہ ہم واپس جانے کے لئے یہاں نہیں آئے ہیں اور ہم خود نہیں آئے بلکہ ان کے چیلنج پر آئے ہیں اور ان کا تحریری چیلنج ہمارے پاس محفوظ ہے۔

لہٰذا اگر علماء دیوبند یہ تحریر دیدیں کہ ہم لوگ مناظرہ کو تیار نہیں ہیں اس لئے مناظرہ ختم کیا جاتا ہے اور علماء اہلسنت واپس جاسکتے ہیں بغیر اس تحریر کے ہم لوگ کسی طرح واپس نہیں جائیں گے۔

داروغہ صاحب نے ان لوگوں کو جب یہ پیغام پہونچایا تو ان لوگوں نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنی شکست کی تحریر دیدیں۔ لہٰذا آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ اگر ہماری شرط منظور ہو تو مناظرہ ہوگا ورنہ نہیں۔

ہم نے داروغہ صاحب سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو اتنا تو سمجھا ہی سکتے ہیں کہ ہزارہا ہزار کی تعداد میں پبلک آئی ہے نہ تو ان کے ارمانوں کا خون کیجئے اور نہ ہی ان کو اندھیرے میں رکھئے تحریروں کے سنانے میں کیا بگڑتا ہے؟ مناظرہ کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ علماء کی گفتگو سے عوام حق و باطل اور مغز و چھلکے کا فیصلہ کرسکیں گے۔ داروغہ صاحب نے کہا وہ اس کے لئے کسی طرح تیار نہیں ہیں اور میں ان پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ان چند آدمیوں پر تو کوئی دباؤ

نہیں ڈال سکتے مگر ہزاروں کو ذبح ضرور کر سکتے ہیں۔ داروغہ صاحب نے حیرت سے کہا یہ کیا؟ میں نے کہا چند آدمیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی پر ہزاروں پبلک کے ارمانوں کا خون کرنا گویا انھیں ذبح ہی کرنا ہے! میں نے کہا اچھا داروغہ صاحب ایسا کیجئے ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم آئے ہیں ان کے بریلوی یا دیوبندی ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ بالکل نیوٹرل اور آزاد ہیں آپ ان لوگوں سے دریافت کر لیں کہ وہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ آیا وہ علماء کی صورت دیکھنے آئے ہیں یا مناظرہ سننے! میری اس گفتگو پر داروغہ صاحب مسکرا دیئے اور کہا میں تو خود بھی اسی آزاد گروپ کا ہوں۔ جہاں تک انتظام مجھ سے متعلق ہے وہ میری ڈیوٹی ہے لیکن میری اپنی بھی یہی خواہش ہے کہ تحریر سنائی جائے تاکہ ہم لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ لیکن اب ایسا ہوگا نہیں! تب ہم لوگوں نے متفقہ طور پر یہ کہہ دیا کہ کچھ ہو یا نہ ہو مگر مناظرہ بہر حال ہوگا۔ اور اس کا اعلان کر دیا گیا کہ تحریری مناظرہ شروع کر دیا جائے۔ پبلک نے انتہائی غیظ و غضب میں نعرہ لگایا۔

دیوبندی "ملے" ہار گئے، سنیوں کی جیت ہے۔ دیوبندیوں کی ہار ہے

غرضکہ پوری فضا نعروں سے گونج اٹھی اور جس قدر غیر مسلم تھے وہ برا بھلا کہتے ہوئے واپس چلے گئے۔ اب ۲۵ جون کی شام سے خاموش تحریری مناظرہ شروع ہو گیا۔ شام ہوتے ہوتے دیوبندی عوام بھی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ چونکہ ان کے یہاں پبلک کے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ مگر نہ پوچھئے اپنے یہاں جوش و خروش کا عالم! محض سنیوں کے بارہ گھر لیکن ۲۵ جون سے ۳۰ جون تک دو تنور کی آگ بجھنے نہیں پائی۔ سنیوں میں جو آیا ٹھہر گیا۔ چونکہ

لنگر عام جاری تھا۔ ناشتہ کے علاوہ دونوں ٹائم تمام مہمانوں کو تنوری روٹی گوشت اور چاول دیا جاتا اور اس میں کوئی فرق نہیں آنے پایا۔ بلکہ بہت سے دیوبندی اپنے کو سُنی کہہ کر اس لنگر میں بیٹھ جاتے مگر دیوبندی چہرے کی خشکی چھپائے چھپتی نہیں۔ بالخصوص اگر وہ سُنیوں کے درمیان آجائے تو ایسا لگتا ہے جیسے مصریوں کے درمیان کوئی حبشی! بہرحال ایک بارات تھی جو مسلسل چھ روز تک کھاتی رہی اور ان لوگوں نے بھی طے کر لیا تھا کہ وہ بارات ہی کیسی جو بغیر رخصتی کرائے جائے۔ چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی جب دیوبندیوں نے ۳۰ر جون کو معذرت کی تحریر بھیجی اور ہماری چودہ شرطوں کو من وعن تسلیم کر لیا تو ۲ شوال کی تاریخ پر مناظرہ ملتوی کر دیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ساری تحریریں آپ روداد مناظرہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ جسکی ایک ایک سطر اور اس کا ایک ایک نقشہ فائل میں محفوظ ہے۔ غالباً مناظرہ کا چوتھا دن تھا میں نے خلیفہ صاحب سے عرض کیا حضرت اگر راشن کمزور ہو تو مجھ سے فرما دیں۔ تاکہ میں اپنے لوگوں کے کان تک بات پہونچا دوں اگر کہیئے تو پانچ چھ ہزار روپئے آپ کو نقد دلا دوں اور کہیئے تو آٹا دال، چاول، مصالحہ، ڈالڈا، تیل وغیرہ منگا دوں۔ واہ واہ جان نثار ہوں تو ایسے ہوں خلیفہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو برس پڑے اور آگے بڑھ کر مجھے کلیجے سے لگا لیا۔ فرمایا۔ نظامی صاحب مناظرہ اور کتاب آپ کے ذمہ اور راشن بطبخ میرے سپرد اگر مہینوں مناظرہ چلتا رہے گا تو ہم ایسے ہی اپنے سُنیوں کو مہینوں کھلاتے رہیں گے۔ آپ بالکل اس کی کوئی فکر نہ کریں۔ خداوند قدوس ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور سُنی خدمات کے لئے انھیں تادیر قائم رکھے آمین۔

اس کے باوجود میں نے برادرم شمس الحق علیمی وغیرہ کو اشارہ کر دیا تھا۔ چنانچہ

مناظرہ کے چوتھے دن عبدالوہاب پردھان کوٹے کر یہ جمدا شاہی واپس آگئے اور چند گھنٹے میں پندرہ سو روپے اکٹھا ہو گئے جسے وہ ۳۰ر جون کو غلام نبی خاں ایم۔ این۔ اے۔ کو لیکر بھنگواں آرہے تھے مگر شہر پہونچ کر انھیں معلوم ہوا کہ ۳ر شوال کے لئے مناظرہ ملتوی ہو گیا۔ پھر جمدا شاہی میں جشن فتح منانے کے لئے انھوں نے عبدالوہاب پردھان کو الہ آباد بھیجا۔ میں اس تاریخ میں کانپور تھا۔ ہوا یہ تھا کہ مناظرہ والی تاریخیں میں بہت پہلے احباب کانپور کو دے چکا تھا۔ جب کانپور کے دوستوں کو یہ معلوم ہوا کہ ان تاریخوں میں مناظرہ ہے تو ان لوگوں نے اس شرط پر اپنا جلسہ ملتوی کر دیا کہ مناظرہ کے بعد سب سے پہلے ہمیں تاریخ ملنی چاہئیے۔ چنانچہ مناظرہ کے بعد سب سے پہلے میں کانپور آیا اور یہ اجلاس چمن گنج میں تھا۔ برسہا برس کے بعد ایسا مجمع دیکھنے میں آیا تھا۔ چونکہ لوگوں کو روداد مناظرہ سننے کا انتظار تھا کانپور کے سنی مسلمان بھی بہت ہی جوشیلے اور متصلب ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری اس آہنی دیوار میں ایک شگاف آگیا ہے پروردگار عالم ہماری شیرازہ بندی کے اسباب فراہم کر دے اور پھر ہم شیر و شکر ہو کر اسی سطح پر آجائیں جہاں آج سے پندرہ برس پیشتر تھے۔ کانپور کے سنیوں کی ہوشمندی کا اندازہ اس سے کیجئے جب میں کانپور پہونچا تو ابراہیم بھائی حشمتی نے تار کی ان رسیدات کو دکھلایا جو انھوں نے سنی جمعیۃ العلماء کانپور کی طرف سے لکھنؤ، گونڈہ، گورکھپور کے افسران بالا کو تار بھیجا تھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ بھنگواں کے مناظرہ میں جو انتظامیہ دستہ متعین ہے وہ ایک طرفہ کارروائی کر رہا ہے جس میں سنیوں کے ساتھ کھلی ہوئی ناانصافی کی جا رہی ہے۔ لہٰذا ان سب کو ہٹا کر ایک غیر جانبدار عملہ وہاں بھیجا جائے۔ جو دونوں کے ساتھ منصفانہ کارروائی کرے تار کی وہ رسیدیں ابراہیم بھائی کے پاس محفوظ ہیں میں نے ان سے کہدیا تھا کہ اسے محفوظ

دیکھنے لگا تاکہ روداد مناظرہ میں میں اس کا نمبر نوٹ کر سکوں۔ بہر حال اب عبدالوہاب بردھان الٰہ آباد سے کانپور پہونچے میں نے تاریخ معین کردی اور بردھان میرا خط لے کر مولانا قمر الزماں کے پاس گئے انھوں نے بھی اپنی منظوری دیدی تاریخ معینہ پر جمرا شاہی میں مناظرہ کی کامیابی پر شاندار جشن فتح منایا گیا۔ نعروں کی جھنکار میں مولانا قمر الزماں نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔

پولیس کا رویہ ہمارے ساتھ کیا تھا اس کی پوری تفصیل روداد مناظرہ میں آرہی ہے۔ دیوبندیوں نے مناظرہ درہم برہم کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے اور جان چھڑانے کی پوری کوشش کی جب اپنی فریب کاریوں میں وہ ناکام رہے تو پولیس سے کہہ سنکر دفعہ ۱۴۴ نافذ کرادیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مناظرہ گاہ میں پانچ آدمیوں کے سوا چھٹا نظر نہیں آسکتا۔ لیکن مناظرہ حسب دستور چوبیس گھنٹہ برابر جاری دن رات کے کسی بھی وقفہ میں ایک منٹ کے لئے مناظرہ بند نہیں ہوتا تھا علحدہ علحدہ سب کی ڈیوٹی مقرر ہو گئی تھی مثلاً جب تک دفعہ ۱۴۴ نافذ نہیں تھی تو صبح نو بجے سے مغرب تک میری ڈیوٹی تھی جو حسب ذیل افراد پر مشتمل تھی۔

مفتی عبدالمنان صاحب مولانا بدرالدین صاحب مولانا محمد اسلم صاحب مولانا عبداللہ خاں صاحب مولانا قدرت اللہ صاحب مولانا قاری علی حسن صاحب ہم لوگ ظہر کا کھانا اسٹیج ہی پر کھاتے تھے مغرب بعد اسٹیج حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب کے سپرد ہوجاتا پھر وہ اپنا اسٹاف لیکر بیٹھ جاتے۔

مولانا محمد حنیف قادری اور مولانا قمر الزماں کے لئے کوئی وقت معین نہیں تھا حوالہ جات کی تلاش کے علاوہ فائل کی مکمل ترتیب مولانا قادری سے متعلق تھی۔ اور مجمع پر کنٹرول دیوبندیوں کے فتنوں اور سازشوں کی خبر گیری اور اسکی کاٹ

مولانا قمر الزماں کے سپرد تھی۔ مولانا اسلم بستوی مولانا قدرت اللہ صاحب اور قاری علی حسن صاحب کتابت کا کام انجام دیتے تھے ان لوگوں نے میرے قلب وجگر پر جو نقوش چھوڑے ہیں اس کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی اور تجربہ کی روشنی میں یہ لکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آئندہ جب کبھی بھی مناظرہ ہو اس میں مولانا محمد حنیف قادری مولانا قمر الزماں مولانا قدرت اللہ مولانا اسلم اور مولانا قاری علی حسن جیسے افراد کو ضرور مدعو کیا جائے نیز مفتی عبد المنان صاحب مولانا بدر الدین مولانا عبد اللہ خاں کی خدمات حاصل کی جائیں۔ بحیثیت مناظر و معین مناظر انکی صلاحیتیں بہت عمدہ ہیں۔

حضور مجاہد ملت اور حضرت مفتی اعظم کا نپور سے حسب ضرورت استفادہ کیا جاتا مگر ان دونوں بزرگوں نے اسٹیج کو کبھی بھی اپنے کنٹرول سے خالی نہیں رکھا۔ جواب سے تنگ آکر دیوبندیوں نے گالی لکھنا شروع کر دیا۔ بجائے سنجیدہ جواب کے نبتوا سے زائد اشعار پر مشتمل ایک نظم بھیجی جو گالیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اتفاق سے خطیب شہیر مولانا نسیم بستوی نظر آگئے میں نے کہا عزیز گرامی اب اس وقت آپ کا امتحان ہے۔ فرمایا کیا حکم! میں نے کہا اس نظم کا جواب نظم میں دینا ہے لیکن نہ دیر ہو اور نہ ہی گندہ اور پھوہڑ الفاظ ہوں۔ کچھ نہ پوچھئے اس مناظرہ میں اپنی جماعت کے ایک سے ایک فنکار آئے تھے محض ۲۰ منٹ میں مولانا نسیم بستوی نے نظم مکمل کر لی۔ اسٹیج پر جس وقت پڑھی گئی معلوم ہوتا تھا کہ مشاعرہ ہو رہا ہے صاف کر کے یہ نظم بھیجدی گئی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے تحریر بھیجی کہ اپنے تلسی پوری یعنی مولانا عتیق الرحمٰن خاں صاحب کو باہر کیوں نہیں لاتے۔

جواب دیا گیا جب جھنڈا نگری" مولوی عبد الرؤف" کو رونمائی کے لئے تم پردہ

سے باہر کرو گے تو مولانا خود ہی عشق کی زکوٰۃ لٹانے آئیں گے۔

دوبارہ ان لوگوں نے تحریر بھیجی کہ ہمیں جھنڈا نگری سے کیا واسطہ پتہ تو آپ لوگوں کو ہوگا کہ انھوں نے جھنڈا کہاں کہاں گاڑا۔ اور آپ لوگوں پہ کیا گذری۔ میں نے اس کا جواب بھیجا کہ جھنڈا کسی کا ہو" بانس" ہمارا ہی ہے چونکہ ہم لوگ رائے بریلوی نہیں بانس بریلوی ہیں۔ بانس ہاتھ سے نہ چھوٹے ورنہ جھنڈا گر جائیگا اس کے بعد حوصلے پست ہو گئے۔

غرضکہ وہ نثر نظم کی ہر راہ سے گذرے لیکن ہر راہ میں ان کی ناکہ بندی کی گئی مقصد اس کا یہ تھا کہ ہم لوگ حفظ الایمان کی کفری عبارت سے اپنے بنیادی مطالبے کو چھوڑ دیں۔ اور ان فروعات میں اُلجھ جائیں لیکن اپنے اسٹیج کی ہر تحریر میں مسلسل چھ روز تک ان سے مطالبات دہرائے گئے۔ مثلاً ہمارے فاضل مناظر مولانا شاہد رضا خاں صاحب نے جب حفظ الایمان کی کفری عبارت پر یہ مطالبہ کیا کہ اس عبارت میں آقا کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین ہے اور توہین نبوت کفر ہے تو علماء دیوبند نے اس کا جواب بھجوادیا کہ یہ عبارت مولانا تھانوی کی نہیں ہے بلکہ زید کی ہے اس پر ان سے حوالہ طلب کیا گیا کہ اپنی کسی کتاب سے اس کا حوالہ دیجیے کہ جس میں اس کی صراحت ہو کہ یہ عبارت مولانا تھانوی کی نہیں ہے

جواب آیا کہ توضیح البیان میں ہے۔

یقین جانیے مسلسل چھ روز تک اس کا مطالبہ کیا گیا کہ توضیح البیان کی عبارت صفحہ کے ساتھ نقل کر کے بھیجدیجیے لیکن چھ دن کے مناظرہ میں وہ توضیح نقل نہ کرسکے جھوٹ کو کہاں سے نقل کرتے۔ ادھر ادھر کی آئیں بائیں شائیں ہانکتے رہے لیکن اس موضوع پہ جو ہمارے مطالبات رہے اس سے کتراتے رہے۔ وصایا شریف

الملفوظ وغیرہ کو وہ اپنا موضوع بنانا چاہتے تھے لیکن مناظرہ سے کچھ ہی دنوں پہلے ہماری کتاب "انکشافات" شائع ہو چکی تھی۔ مولوی نور محمد ٹانڈوی اور مولوی ارشاد احمد وغیرہ کو اس کا احساس تھا کہ الملفوظ وغیرہ میں جو ہمارے بوگس سوالات ہیں علماء اہلسنت کے پاس اس کے جوابات نہیں ہیں۔ لیکن میدان مناظرہ میں الخصوص "انکشافات" مل گئی جس سے ان کے اوسان خطا کر گئے اور نخوت، و غرور کا صنم اکبر چور چور ہو گیا۔ اب اس موضوع پر حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق کی مایہ ناز کتاب "التحقیقات لدفع التلبیسات" شائع ہو گئی ہے۔ آج کے دور میں اہلسنت کے لئے "التحقیقات" اور "انکشافات" کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

میری دلی خواہش ہے کہ یہ دونوں کتابیں اہلسنت کے حلقے میں ضرور پہنچ جائیں۔

غرضکہ دفعہ ۱۴۴ لاگو ہونے کے بعد بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا گیا جب انھیں یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ہمیں کسی طرح چھوڑیں گے نہیں تو ۳۰ جون کو تحریر بھیجی کہ بارش زیادہ ہو رہی ہے موسم اچھا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ لہذا ہم لوگ چاہتے ہیں کہ مناظرہ ملتوی کر دیا جائے اپنی طرف سے چودہ شرائط پر مشتمل جواب دیا گیا کہ اگر یہ شرطیں منظور ہوں تو آئندہ کسی بھی مقررہ تاریخ کے لئے مناظرہ ملتوی کیا جا سکتا ہے جس میں کی دو شرطیں یہ تھیں کہ آئندہ جو مناظرہ ہوگا وہ تحریری ہوگا مگر پبلک کو وہ تحریر سنائی جائے گی اور مناظر علماء ہوں گے۔ چنانچہ انھوں نے ہماری تمام شرطوں کو منظور کر لیا اور متفقہ طور پر ۳ شوال کی تاریخ مقرر کی گئی۔ ان کا مقصد تو صرف جان چھڑانا تھا۔ اس طرح ۲۵ جون سے شروع ہو کر ۳۰ جون ۱۹۷۱ء کا یہ مناظرہ ۳ شوال کے لئے ملتوی ہوا۔

آپ لوگ خود غور فرمائیے کہ آخر تحریر کا سنانا جرم اور ۳ شوال کو ہی درست معلوم ہوا کہ ان شرائط کو مان کر بھاگنا مقصود تھا۔ چنانچہ مجبوراً اس مناظرہ کے لئے اپنی

طرف سے فاضل گرامی مولانا محمد صدیق صاحب اور مجاہد اہلسنت جناب عبدالغفار صاحب کو مناظر متعین کیا گیا تھا۔ یہ دونوں حضرات وہاں کے مقامی ہیں اور مناظرہ کے سرگرم کارکن اور دیوبندیوں نے اپنی طرف سے مولوی عبدالحفیظ رحمانی اور کسی ایک اور کو اپنا مناظر منتخب کیا تھا۔ اس کا نام مجھے یاد نہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ روداد کے جملہ کاغذات الہ آباد میں ہیں میرے عزیز مولانا انوار احمد نظامی ہفت روزہ تاجدار کی منسلکی کے بعد جیل میں ہیں اس وقت بمبئی میں مقیم ہوں۔ تھوڑی سی فرصت ملی اور قلم کاغذ لیکر بیٹھ گیا۔ اس لئے جملہ تفصیلات آپکو روداد میں ملیں گی۔ (بعد میں اس کو اصل سے ملا لیا گیا)

مناظرہ کے یہ چھ دن اس طرح گذر گئے گویا چھ گھنٹے نہ جانے کہاں کہاں سے احباب پہونچ گئے جب دیکھئے ایک دوسرے سے مصافحہ معانقہ کر رہے ہیں ہمارا حلقہ تو میدان مناظرہ ہی نہیں بلکہ عیدگاہ بھی معلوم ہوتا تھا اپنی طرف اتنی چہل پہل تھی کہ صبح سویرے قرب وجوار کے ہندو آم کے ٹوکرے لیکر پہونچ جاتے اور شام ہوتے ہوتے سیکڑوں روپئے کے آم فروخت ہو جاتے۔

برادرم حاجی محمد ہاشم ٹوکرے کا ٹوکرا لاکر اسٹیج پر رکھ دیتے اور اپنے علماء اسی اسٹیج پر بیٹھ کر آم کھاتے اور دیوبندی مُلّے دیکھ دیکھ کر رال ٹپکاتے۔ پوری اور جلیبی بیچنے والوں نے اپنی اپنی دوکانیں لگالیں مگر یہ ساری دوکانیں اپنی طرف تھیں نہ تو ادھر آم والے جاتے اور نہ ہی دوسرے دوکاندار۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ان کا مجمع صرف قرب وجوار کا تھا۔ یہ لوگ صبح کھاپی کر دس بجے تک پہونچتے اور عصر سے پہلے غائب ہو جاتے۔ دس سے پہلے اور عصر کے بعد ان کے یہاں سناٹا ہی سناٹا رہتا اور اپنے یہاں باہر والوں کی ایک بارات رکی ہوئی تھی۔

اسی وحشت میں تو دفعہ ۱۴۴ نافذ کروایا تاکہ ہمارا مجمع بھی منتشر ہو جائے دو ایک روز تو ایسا ہوتا کہ ادھر اُدھر کے بہت سے لوگ نادانستہ دیوبندیوں کے گراؤنڈ میں بیٹھ جاتے مگر جب خلیفہ صاحب اعلان کرتے کہ غوث و خواجہ کے ماننے والوں کا اسٹیج یہ ہے۔ تو بہت سے دیہاتی جوتا ڈنڈا اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوتے وہ منظر بھی دیکھنے کے قابل ہوتا جس وقت یہ لوگ دیوبندیوں کی طرف سے بھاگتے تو دیوبندیوں کا چہرہ خشک ہو جاتا اور اپنی طرف کے لوگ زوردار قہقہہ لگاتے بہت سے دیہاتی کان پکڑ کر توبہ تلہ کرتے اور کہتے ارے مولانا صاحب غلطی ہو گئی ہم لوگ بھول کر ادھر چلے گئے تھے۔

بہر حال اس چھ روزہ مناظرے میں بارہ گھر کے سُنیوں نے ایثار و قربانی کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ خود مستقل ایک تاریخ ہے۔ مولانا محمد صدیق صاحب اور عبدالغفار صاحب چھ روز تک گھر کی صورت نہیں دیکھ سکے چونکہ اب یہی لوگ اپنی طرف کے مناظر تھے ہم لوگوں کی ڈیوٹی تو بدل جاتی تھی لیکن تحریر انھیں کے دستخط سے جاتی تھی اس لئے ہر وقت ان دونوں کی حاضری ضروری تھی۔ قدرت کا امتحان بھی عجیب وغریب ہوتا ہے اس وقفہ میں عبدالغفار کی بچی انتقال کر گئی وہ غریب بچی کی میت میں شریک تک نہیں ہو سکا۔ ایسے موقعوں پر بڑے بڑے مرد آہن ہائے بول جاتے ہیں لیکن محسوس ہوا عشق رسول کا نشہ بھی دیوانگی سے کم نہیں۔

ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے

اب اگر ہم مزید تفصیلات میں جائیں گے تو یہ روداد بہت طویل ہو جائے گی۔ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہیں یہ تفصیل بھی ناظرین پر بار خاطر نہ بن جائے بس چند سطروں کی اجازت چاہتا ہوں ورنہ اس کے بغیر سارا مزا کرکرا ہو جائے گا۔

چنانچہ پروگرام کے مطابق ہم لوگ ۲۰ شوال کو مناظرہ کے لئے پھر پہونچے حضور مجاہد ملت ایک روز پہلے ہی بھنگواں سکرولی پہونچ گئے ہیں۔ ۲۰ شوال کو دس بجے بھشان پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی معلوم ہوا کہ دیوبندیوں نے اپنی شکست کی تحریر دیدی۔ اور مناظرہ سے انکار کر دیا۔ ابھی بعض لوگ اس کا تذکرہ کر ہی رہے تھے کہ مولانا محمد صدیق صاحب آ گئے اور انھوں نے دیوبندیوں کی اصل تحریر دکھائی جس میں یہ مندرج تھا کہ ہم اپنے مطالبات واپس لیتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا ان کا کوئی عالم آیا جواب دیا ایک بھی نہیں۔ مولوی ارشاد۔ مولوی نور محمد وغیرہ کا پتہ نہیں مولوی عبد السلام کی خبر تھی مگر آیا کوئی نہیں۔

اب میں بجائے بھنگواں کے گوراچوکی چلا گیا۔ مناظرہ سے دو ایک ماہ بعد فیض آباد میں خلیفہ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی میں نے عرض کر دیا تھا کہ اب دیوبندی مناظرہ کے لئے آئیں گے نہیں محض اپنی جان چھڑانے کے لئے اُنھوں نے ہماری شرطیں منظور کی ہیں۔ لہٰذا مناظرہ گاہ سے چند میل کے فاصلے پر اپنا دو روزہ یا سہ روزہ اجلاس رکھدیجئے گا تاکہ اگر مناظرہ نہ ہو تو انھیں تاریخوں میں اپنا جشن فتح منایا جائے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب نے یہی طے کیا اور حاجی زین اللہ سلمہٗ حشمتی کی طرف سے پوسٹر شائع ہو گیا۔ اب مقامی علماء کے علاوہ بیرونی علماء بھی حضور مجاہد ملت، حضرت مفتی اعظم کانپور، حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق غرضکہ سبھی لوگ گوراچوکی آ گئے۔ اور مناظرہ میں شریک ہونے والے ہزارہا ہزار کی تعداد میں عوام بھی جشن فتح منانے کے لئے گوراچوکی آ گئے اور بحمد اللہ مسلسل تین روز تک بہت ہی کامیاب اور شاندار جشن فتح منایا گیا۔ اب علماء دیوبند کی ایک اور دھاندلی ملاحظہ کیجئے۔ مناظرہ کی واپسی میں جب مولوی ارشاد اور مولوی نور محمد فیض آباد

پہونچے تو سبز منڈی میں وہاں کے دیوبندیوں نے اجلاس کیا۔ جس میں مناظرہ کی روداد سنانے کے لئے مولوی ارشاد وغیرہ نے ٹیپ ریکارڈ لگایا اور اعلان کیا کہ مناظرہ کو ہم لوگوں نے ٹیپ کیا ہے لہٰذا آپ لوگ سماعت فرمائیے۔ ارے بریلویو بولتے کیوں نہیں کیا تمھارے منہ میں دہی جما ہوا ہے کیا تم کو سانپ نے سونگھ لیا ہے کیا تم بالکل ہی بدحواس ہو گئے ہو۔ بولو بولو ہمارے سوالات کے جوابات دو۔ واللہ۔ دنیا میں اس ڈھٹائی کا کوئی جواب نہیں۔ مناظرہ بالکل خاموش ہوا اور اسے ٹیپ بھی کر لیا جائے۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چونکہ اس مناظرہ کے خلاف بہت سے حلقوں میں غلط افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دیوبندیوں نے اپنا کوئی پوسٹر بھی شائع کرایا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اُسکی مختصر سی روداد ہدیۂ ناظرین کر دی جائے تاکہ جو لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہوں ان کی غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے ویسے بھی جس کتاب کا تجزیہ کر رہا ہوں یعنی "شریعت یا جہالت" خود اس میں بھی مستقلاً ایک عنوان ہے "مناظرہ" چنانچہ ص۳۲۴ سے ۳۲۹ تک جناب نے مناظرہ کے ہی عنوان پر گفتگو کی ہے بس فرق یہ ہے کہ جہالت فروش نے مناظرہ سے متعلق چند عنوان اکٹھا کر دیئے ہیں اور میں نے اس کی ایک عملی تصویر پیش کر دی اس لئے یہ عنوان بھی خارج از موضوع نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اب میں ناظرین سے گذارش کروں گا کہ حفظ الایمان کی کفری عبارت سے متعلق جو میری گفتگو چل رہی تھی اسے ذہن میں سمیٹنے کی کوشش کریں۔

کہنا یہ ہے کہ بریلی دیوبند کا اختلاف محض میلاد و قیام کا نہیں ہے بلکہ توہین

نبوت کا ہے اور یہ اسلام کا ایک بنیادی متفقہ مسئلہ ہے کہ آقائے کائنات کی توہین
کرنے والا مسلمان نہیں رہ جاتا۔

چنانچہ بھیگواں کا مناظرہ اسی خلیج کو پاٹنے کے لئے تھا۔ دفعہ ۱۴۴ سے لیکر
جیل تک کی ہمیں اور ہمارے عوام کو دھمکی دی گئی مگر ہمارے علماء اور عوام نے
واضح کر دیا کہ ہم ہر کٹھنائی جھیل سکتے ہیں۔ لیکن اپنا موقف نہیں بدل سکتے ایک وقت
وہ بھی آیا تھا جب داروغہ آفتاب احمد صاحب نے یہ کہا تھا مجھے اپنے اسٹیج پر چلنے
کی اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے عوام کو سمجھا دوں میں نے کہا ع چشم روشن
دل ماشاد، میں اپنے علماء کو آپ کے کیمپ میں بلائے لیتا ہوں اور آپ لوگ
اسٹیج پر چل کر عوام کو سمجھا لیجئے اس کے فوراً بعد غالباً نائب داروغہ نے کہا ہم پبلک
میں نہیں جائیں گے آپ اپنے چند نمائندے بھیج دیجئے میں انھیں سمجھا لوں میں نے
کہا مجھے یہ بھی منظور ہے اگر آپ عوام کے نمائندوں کو سمجھا لیں تو میں مناظرہ سنانے
کے لئے قطعاً اصرار نہ کروں گا۔ چنانچہ کیمپ سے باہر نکل کر میں نے اپنے اسٹیج سے
سیٹھ شمس الحق تعلیمی حاجی محمد ہاشم عبد الوہاب چھوٹا کو بلایا اور تینوں کے علاوہ
خلیفہ صاحب سے میں نے تین دوسرے حضرات کو طلب کیا اور ان چھ کو نمائندہ
بنا کر بھیج دیا۔ داروغہ نے پہلے تو ڈرایا۔ دھمکایا۔ پھر جیل تک کی دھونس دی مگر
ان بہادروں نے صاف صاف کہدیا آپ ہر طرح کی کارروائی کے مجاز ہیں لیکن ہم
یہ مان کر کہ مناظرہ نہ سنایا جائے ہزار ہا ہزار افراد کا گلا نہیں گھونٹ سکتے۔ ہمارے
آنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم فریقین کی گفتگو سن سکیں، چنانچہ اس وفد کی طرف سے
اعلان کر دیا گیا کہ ہمارا نمائندہ وفد مناظرہ نہ سنایا جانے کے موقف پر راضی نہیں
ہوا۔ یہ سنتے ہی عوام اہلسنت میں مسرتوں کی لہر دوڑ گئی اس خوشی کا پس منظر یہ تھا

کہ ہمارا وفد کسی کمزور پہلو پر راضی نہیں ہوا۔ یہ بھی ہماری بہت بڑی جیت ہے اس مناظرہ نے ثابت کر دیا کہ جب تحفظ ناموس رسول کا وقت آتا ہے تو سُنّی دنیا میں عالم، جاہل، امیر، غریب، سیٹھ، فقیر کا کوئی سوال نہیں رہ جاتا سو سے زائد علماء ایک ہی دستر خوان پر کھاپی رہے تھے اور ایک ہی جگہ اُٹھ بیٹھ رہے تھے عوام ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔ سیٹھ صاحبان میں سیٹھ شمس الحق علیمی۔ سیٹھ غلام مصطفیٰ، حاجی زین اللہ سیٹھ حشمتی، عبد الغفور الگائی سیٹھ، امین سیٹھ، سکندر سیٹھ، سیٹھ محمد منیف سیٹھ حاجی ہاشم۔ یہ سب پیش پیش تھے ان لوگوں نے پوری عقیدت سے اپنی تجوریوں کا دروازہ کھول دیا تھا۔

حاصل گفتگو

بھیگواں مناظرہ کی اجمالی روداد کے بعد ایک اور کاپی تھی جو دوسرے پیراگراف پر مشتمل تھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کاپی کاتب سے یا آفس سے ہی غائب ہو گئی۔ اب انتظار کی زحمت دیئے بغیر حاصل گفتگو کی چند سطروں پر جلد اول کو ختم کیا جاتا ہے اگر جلد اول کو بہ نگاہ پسندیدگی دیکھا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد دوم کی اشاعت میں قطعاً تاخیر نہ ہوگی۔ اب آپ سے رخصت ہوتے ہوئے مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ کسی خارجی دباؤ کا اثر قبول کئے بغیر اپنے ضمیر کا فیصلہ حاصل کیجئے کہ ایک اُمتی کو اپنے نبی کی بارگاہ میں گستاخ و بے ادب ہونا چاہئے۔ العیاذ باللہ، یا عقیدت کیش و با ادب، رسول خدا کو گاؤں کا چودھری، زمیندار، مرکر مٹی میں ملنے والا۔ لہٰذا جدیا

ؔ۱ خلیفہ صاحب حاجی زین اللہ سیٹھ، مولانا محمد صدیق صاحب، عبد الغفار صاحب یہی لوگ مناظرہ کی روح رواں ہیں۔

معمولی بشر، بیٹھ پیچھے کی خبر نہ ہونا، رسول خدا کے خیال لانے سے نماز جاتی رہے گی وغیرہ وغیرہ۔ یہ دیوبندی عقائد ہیں۔ یالن صاحب جس کا ہر جگہ پرچار کر رہے ہیں۔ فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے کہ ان عبارتوں میں رسول خدا کی گستاخی و توہین ہے یا نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے تو ہمارا کہنا یہی ہے کہ دیوبند کے کفری عقائد سے دور رہئے اور عوام کو دور رکھنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ یالن جیسے گستاخ رسول کے جلسوں کی زینت بن رہے ہیں تو اپنے کو تیار رکھئے اس دن کے لئے جب خدا قہار و جبار سوال کر رہا ہوگا کہ تم میرے محبوب اور میرے محبوب کے چہیتوں اور پیاروں کی برائیاں بھی سنتے تھے اور اسکے باوجود اسی جلسے میں بیٹھے رہتے آخر تمھاری غیرت کہاں سوگئی تھی سچ بولو اسوقت تمھارا کیا جواب ہوگا۔؟ جسکی ڈھٹائی کا یہ عالم ہو کہ وہ یہ کہے کہ رسول اللہ کو ڈانٹا گیا معاذاللہ جو یارسول و یاغوث کا نعرہ لگانے والوں کو یہودی اور جنگلی جانور کہے تم اسی کے جلسے کی زینت بنتے ہو۔ جو اپنی خرافات و کفریات پر عشق رسول و اتباع سنت کا لیبل لگا کر آئے تم اسی سڑے گلے مال کے خریدار بن جاتے ہو۔ تقریر سے پہلے یہ پڑھنا

رحمت قسم خدا کی لٹی جارہی ہے آج پڑھ لو درود ہو! پھر کیا کمی ہے آج

یہ لیبل نہیں تو اور کیا ہے۔ پیارے صرف دامن ہی نہ دیکھو تہ دامن بھی دیکھو اگر ایک قوال کی پرکشش آواز تمھیں کھینچتی ہے تو ایک یالن جی کیا نہ جانے کتنے گلے باز ہیں گویا تم اس کی محفل میں جاکر علم و دانش کا مذاق اڑاتے ہو۔ اور خدا رخدیر کے قہر و غضب کو دعوت دے رہے ہو۔

دوستو! وہ دن بڑا ہی المناک ہوگا جب پروردگار عالم اپنے محبوب کے گستاخوں اور دریدہ دہنوں سے مواخذہ کر رہا ہوگا۔ اپنے کو وفاداروں میں لاؤ بے وفاؤں اور باغیوں کا عذاب بڑا ہی دردناک ہے۔

کاش قہر آسمانی کا مطالعہ آپ کے حق میں رشد و ہدایت کا ذریعہ بنے۔ اخلاص نیت سے روشنائی کے بدلے میں اپنا خون جگر شامل کر دیا ہے اگر قبول حق کے لئے دلوں کا دروازہ کھل جائے تو ایسے وقت اپنی نیک دعاؤں میں مجھے بھی یاد کر لیں۔ آپ کی دعا میری محنت کا بہترین صلہ ہے۔ رب کریم آپ اور مجھے دونوں کو صراط مستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلک اہلسنت پر استقامت بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مشتاق احمد نظامی

۲۵ر شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

۳۱ر اکتوبر ۱۹۷۵ء

جلد اول ختم ہوئی

علّامہ نظامی کی زیرِ ترتیب کتابیں

۱۔ **دیوبند کی خانہ تلاشی** ! علّامہ نظامی کی یہ ایک معرکۃ الاراء تالیف ہوگی جس میں دیوبند کا پورا میٹریل اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

۲۔ **تبلیغی جماعت کے ڈھول کا پول** ! نام نہاد تبلیغی جماعت کا آپریشن کرکے ان کی قلعی کھولی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور کلمہ اور نماز ہاتھی کے دکھانے والے دانت ہیں"

۳۔ **دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں** ! اپنی نوعیت کی یہ ایک منفرد کتاب ہوگی جس میں علماء دیوبند کے متضاد اقوال کو سمیٹ دیا گیا ہے۔

۴۔ **تقلید شخصی** ! مسئلہ تقلید شخصی پر ایک مبرہن و مدلّل کتاب ہوگی جو قرآن و سنت و اقوال سلف کی زنجیروں میں جکڑی کتاب ہے۔

۵۔ **قہر آسمانی جلد دوم** ! عقائد و معمولات اہلسنت پر ایک مبسوط کتاب ہوگی جس میں علم غیب، وسیلہ، حیات النبی، میلاد، سلام، قیام، عرس فاتحہ وغیرہ جیسے مسائل پر گفتگو کی گئی ہے!

۶۔ **معیارِ حق** ! عقائد و معمولات و مراسم اہلسنت پر ایک بے نظیر کتاب ہوگی جس کا مطالعہ معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

قہرِ آسمانی کو ہر جگہ پھیلانے کا بہترین طریقہ

سبھی جانتے ہیں کہ کاغذ کی ہوشربا گرانی آسمان چھو رہی ہے آج سے کچھ دنوں پہلے جو کتابیں مارکیٹ میں ایک روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں اب ان کی قیمتیں دو روپئے اور ڈھائی روپئے ہیں بہت سے غیر مستطیع و نادار پڑھے لکھے عوام شاید کہ قہرِ آسمانی کو نہ خرید سکیں۔

اس لئے جماعت کے اہلِ دولی و اہلِ خیر اپنی طرف سے دس، بیس، تیس، پچاس کتابیں خرید کر اُسے پڑھے لکھے عوام میں مفت تقسیم کرا کے سعادت دارین حاصل کریں۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے جس میں فرداً فرداً سب کو شریک ہونا چاہئیے —— ! جیسا کہ شیخ طریقت صوفی سیّد نواب علی صاحب ابوالعلائی نے فرمایا ہے کہ میں قہرِ آسمانی کو اپنی طرف سے مفت تقسیم کرانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کروں گا۔ ایسے ہی دوسرے حضرات کو بھی اس نیکی میں شریک ہونا چاہئیے۔

منیجر

دار المصنفین الہ آباد ۳

قہر آسمانی کے ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ پاسباں الہ آباد ۳

۲۔ حافظ قاری لال محمد منیجر تاجدار بکڈپو۔ سانکلی اسٹریٹ بمبئی ۸

۳۔ مجاہد جلیل فخر اہلسنت مولانا قاری عبد القدوس صاحب کشمیری ہانڈی والی مسجد سیفی جبلی اسٹریٹ بمبئی ۳

۴۔ مناظر اہلسنت خطیب ملت مولانا منصور علی خانصاحب سُنی بڑی مسجد مدن پورہ بمبئی ۸

۵۔ ازہری بکڈپو موتی مسجد بھائیکلہ بمبئی ۱۰

۶۔ الحاج صوفی ملا منیف صاحب غوثیہ کتب خانہ دوٹانکی باپٹی روڈ بمبئی ۴

۷۔ نقیب اہلسنت مولانا عبد الشکور صاحب اعظمی کوارٹر گیٹ مسجد بھیمڑی تھانہ

۹۔ دار العلوم اہلسنت غوثیہ، محلدار گلی ھبلی۔ دھارواڑ (میسور)

۱۰۔ خطیب ملّت مولانا عبد المجید صاحب نوری مسجد اعظم بنگلور ۱

۱۱۔ مولانا وکیل الرحمن صاحب خطیب مسجد ۳۳ ربن لائن کلکتہ ۱۶

۱۲۔ مجاہد اہلسنت مولانا قاری خلیل الرحمان صاحب حبیبی مدرسہ غوث اعظم راجہ بگان ٹی ۱۴ کلکتہ ۱۹

۱۳۔ الحاج بڈن صاحب بنڈ، حمیری مدرسہ دستگیریہ منڈ گوڑ کاروار

۱۴۔ خطیب ملّت فخر اہلسنت حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مہتمم جامعہ عربیہ سلطانپور

نوٹ مکتبہ پاسباں الہ آباد ۳

تاجدار بکڈپو سانکلی اسٹریٹ بمبئی ۸

میں اس کا اسٹاک ہو گا مطلوبہ آرڈر یہیں سے بھیجے جائیں گے۔